مزرعِ چشت و بخارا و عراق و اجمیر
کون سی کشت پہ برسا نہیں جھالا تیرا

خصوصی پیشکش

حضرت خواجہ غریب نواز علیہ الرحمہ کی حیات و خدمات
اور تبلیغی گوشوں پر ایک علمی مجلہ

حیاتِ خواجہ ضیا بارِ یاں

مدیرِ اعلیٰ
محمد فیضان رضا علیمی

نائب مدیر
محمد عامر حسین مصباحی

ناشر:
جماعت رضائے مصطفیٰ
شاخ سیتامڑھی، بہار

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
حیات خواجہ ضیا بار یاب
زیر سایہ کرم:
شہزادۂ حضور قمر ملت
حضرت علامہ الحاج عمر رضا خان قادری صاحب قبلہ
قومی صدر:
شہزادۂ تاج الشریعہ علامہ عسجد رضا خان قادری صاحب قبلہ
سربراہ اعلیٰ جامعۃ الرضا، بریلی شریف، یوپی
ضلعی صدر:
مولانا صلاح الدین قادری صاحب قبلہ
خطیب و امام: جیلانی میاں جامع مسجد، رضا باغ گنگٹی، سیتامڑھی
ضلعی سرپرست:
ڈاکٹر امجد رضا امجد صاحب قبلہ
قاضی شرع مرکزی ادارۂ شرعیہ پٹنہ، بہار
مدیر اعلیٰ
محمد فیضان رضا علیمی
رضا باغ گنگٹی
نائب مدیر
محمد عامر حسین مصباحی
رسول گنج عرف کوئلی
معاون مدیر
محمد اویس رضا قادری
گلشن گنج، بہار
رفقائے تنظیم
مفتی احسن رضا صاحب، باتھ اصلی
مفتی کلیم احمد مصباحی صاحب پوکھریرا شریف
مولانا محبوب گوہر صاحب، اسلام پور
مولانا حاتم رضا رضوی، دہلی یونیورسٹی
مولانا اجمل حسین رضوی، مرکزی متعلم جامعۃ الرضا، بریلی شریف
مولانا غلام زرقانی مرکزی، ازہری، ریسرچ اسکالر، جامعہ ازہر مصر
مولانا کونین رضا مصباحی، گجرات
مولانا محمود عالم مرکزی، سیتامڑھی
مولانا احمد رضا اسلمی، بنتارا

شرف انتساب

ان نفوس قدسیہ کے نام جن کی سرپرستی میں جماعت رضائے مصطفےٰ جیسی متبرک و مسعود تحریک پروان چڑھی اور آج ہمارے درمیان اپنی ضوفشانیاں بکھیر رہی ہیں۔

☆ سیدی اعلی حضرت مجدد ملت حاضرہ امام احمد رضا خان قادری رضی اللہ تعالی عنہ
☆ حجۃ الاسلام علامہ حامد رضا خان بریلوی قدس سرہ
☆ مفتی اعظم ھند مفتی مصطفٰے رضا خان نوری رحمۃ اللہ علیہ
☆ ملك العلماء علامہ ظفر الدین بہاری عظیم آبادی علیہ الرحمہ
☆ صدر الشریعہ مفتی امجد علی اعظمی نور اللہ مرقدہ
☆ صدر الافاضل علامہ نعیم الدین مرادآبادی علیہ الرحمہ
☆ مولانا سید شاہ اسماعیل حسن میاں مارہرہ مطہرہ قدس سرہ
☆ تاج العلماء علامہ سید محمد میاں سرکار کلاں
☆ مفتی عبد السلام رضوی جبل پوری قدس سرہ
☆ صدر العلما مولانا رحم الھی منگوری علیہ الرحمہ
☆ مولانا محمود جان رضوی جام جودہ پوری رحمۃ اللہ علیہ
☆ استاد العلما مولانا حسنین رضا خان بریلوی قدس سرہ
☆ برھان ملت مفتی برھان الحق رضوی جبل پوری علیہ الرحمہ
☆ تاج الشریعہ مفتی اختر رضا خان قادری ازھری قدس سرہ

از

جملہ منتظمین جماعت رضائے مصطفےٰ
سیتامڑھی

﴿ خراج عقیدت ﴾

خالق حقیقی کے اس خاص بندے کے نام جنہیں رب اکبر نے اپنے محبوب ومقبول رسول حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم سے ہندوستان کی دھرتی پر بھیج کر اسلام کی نشر واشاعت کا کام انجام لیا۔ **یعنی خواجه خواجگاں، ھند الولی، عارف بالله سلطان الھند حضور خواجه غریب نواز معین الدین سجزی چشتی رضی اللّٰه عنه** کے نام ہم عقیدت کا خراج پیش کرتے ہیں۔

از

جملہ اراکین و ذمہ داران جماعت رضائے مصطفے
سیتامڑھی

فہرست مضامین

دعائیہ کلمات

نبیرۂ اعلیٰ حضرت، شہزادۂ حضور قمر ملت، مخلص داعی اسلام، صوفی باصفا حضرت علامہ الحاج محمد عمر رضا خان قادری نوری صاحب قبلہ اطال اللہ عمرہ خانقاہ عالیہ قادریہ رضویہ نوریہ بریلی شریف یوپی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
نحمدہ و نصلی و نسلم علی رسولہ الکریم
اللہ رب محمد صلی علیہ وسلما
نحن عباد محمد صلی علیہ وسلما

خواجہ ہند وہ دربار ہے اعلیٰ تیرا
کبھی محروم نہیں مانگنے والا تیرا
محی الدیں غوث ہیں اور خواجہ معین الدیں ہیں
اے حسن کیوں نہ ہو محفوظ عقیدہ تیرا

عزیزم مولانا محمد فیضان رضا علیمی صاحب کے ذریعہ اطلاع ملی کہ جماعت رضائے مصطفیٰ سیتامڑھی شاخ کے متحرک وفعال علما کے استقصا سے سلطان الہند سرکار خواجہ غریب نواز رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی حیات وتبلیغی خدمات پر ایک خصوصی مجلہ بنام (**حیات خواجہ کی ضیا باریاں**) منظر عام پر آنے والا ہے سرکار غریب نواز علیہ الرحمہ کے علمی فیض کو عالمی سطح پر عام و تام کرنے کے لیے ان علمائے اہل سنت کا یہ قدم بہر طور مبارک و مسعود ہے۔
اللہ تعالیٰ بطفیل سرور انبیا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اس کام کا بیڑا اٹھانے والوں کی غیب سے مدد فرمائے آمین بجاہ سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

فقط
محمد عمر رضا قادری نوری غفرلہ
خادم آستانہ عالیہ رضویہ، بریلی شریف یوپی

اپنی بات

محمد امجد رضا امجد

رضائے مصطفیٰ کا موثر ذریعہ خدمت ہے۔ یہ خدمت ہی ہے جو انسان کو ممتاز کرتی ہے، خادم سے مخدوم بناتی ہے اور مرنے کے بعد بھی اسے تاریخ کے صفحات سے لے کر صحیفہ دل تک زندہ و تابندہ رکھتی ہے۔ یہ جذبۂ خدمت، توفیق الٰہی اور مقبول و مبارک ہونے کی پہچان ہے، جو سب کا مقسوم نہیں، کچھ خاص ہی دلوں کا حصہ ہے۔ قابل مبارک باد ہیں وہ لوگ جو دین کے خادم ہیں، مسلک کے جاں باز سپاہی ہیں، انسانیت کے درد آشنا ہیں اور ان تمام کے ساتھ اخلاص کی پونجی سے مالا مال ہیں۔

خدمت کا یہ تصور جب جماعتی فکر سے ہم آہنگ ہوتا ہے تو اس کی تاثیر بڑھ جاتی ہے اور خدمت کا دائرہ مزید وسیع ہو جاتا ہے۔ ''جماعت رضائے مصطفیٰ'' ایک ایسی ہی جماعت ہے جو خدمت کے نام پہ قائم ہوئی ہے اور اسی خدمت کی بنیاد پہ دیکھتے ہی دیکھتے لاکھوں مسلمانوں کے دلوں کی دھڑکن بن گئی۔

سرکار اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قدس سرہ نے اس جماعت کو سن ۔۔۔۔۔ میں قائم فرمایا، اور ملک بھر میں پھیلے اپنے خلفا و تلامذہ اور احباب و مخلصین کو اس سے جوڑ کر جماعت سے لے کر انسانیت تک کی خدمت کی تاریخ پہ نگاہ رکھنے والے حضرات پہ روشن ہے کہ یہی وہ جماعت ہے

جس نے راجپوتانہ اور اس کے مضافات میں شدھی کرن کے خلاف محاذ کھولا اور ہزاروں مسلمانوں کو مرتد ہونے سے بچایا، سیلاب و فساد اور دیگر قدرتی آفات سے متاثر ہونے والے افراد کی راحت رسانی کا کام انجام دیا، چنانچہ حضور حجۃ الاسلام علامہ شاہ حامد رضا خان علیہ الرحمہ کے دور میں بریلی شریف سے ، ایک وفد بہار کے سیلاب زدگان کی مدد کے لئے بھیجا گیا ۔ جس کی پوری تفصیل مولانا شہاب الدین رضوی کی کتاب ''تاریخ جماعت رضائے مصطفیٰ'' میں دیکھی جا سکتی ہے۔

ہمارے عہد میں یہ تحریک ''جماعت رضائے مصطفیٰ'' ملکی سطح پہ مصروف کار ہے۔ قائد ملت جانشین حضور تاج الشریعہ علامہ شاہ عسجد رضا خاں مدظلہ العالی کی قیادت میں یہ تحریک ہر صوبہ اپنی تاریخ رقم کرتی جا رہی ہے بہار میں بھی یہ تحریک اپنی تمام تر جدو جہد کے ساتھ مصروف عمل ہے۔

جماعت رضائے مصطفیٰ شاخ سیتامڑھی نے اپنی مختصر مدت میں قابل قدر نمایاں خدمات انجام دی ہیں جس کے لیے اس کے کارکنان اور منتظمہ کے افراد بجا طور پہ دعاؤں کے مستحق ہیں۔ ذیل میں اس کی ایک جھلک پیش کی جا رہی ہے تا کہ وہ حضرات جو ہاتھ پہ ہاتھ دھرے منتظر فردا ہیں ان کی آنکھیں روشن ہوں اور یہ محسوس کریں کہ بے سروسامانی میں بھی بڑے بڑے کام کئے جا سکتے ہیں بس جذبہ اخلاص اور لگن کی ضرورت ہے۔ ہمیں یہ حق ہے کہ ہم برملا اس کا اظہار کریں سرکار اعلیٰ حضرت، حضور حجۃ الاسلام،

سرکار مفتی اعظم ہند، حضور مفسر اعظم ہند اور سرکار تاج الشریعہ کی نگاہ عنایت ہے کہ ہم سے یہ کام لے لیا گیا اور ان سرکاروں کے وسیلہ سے امید ہے کہ پروردگار عالم اس سے بھی زیادہ کام اخلاص کے ساتھ ہم لوگوں سے لے۔

جماعت رضائے مصطفےٰ شاخ سیتا مڑھی کے متحرک وفعال افراد جناب مولانا مولانا صلاح الدین قادری، مولانا فیضان رضا علیمی، مولانا حاتم رضا رضوی، مولانا عامر حسین مصباحی اور مولانا اجمل حسین رضوی وغیرہ نے جس محنت مشقت جذبہ وہمت کے ساتھ لاک ڈاؤن میں مجاہدانہ سرگرمیاں دکھائی ہیں وہ ان کے اخلاص اور جماعت رضائے مصطفےٰ سے والہانہ وابستگی کا اعلان ہے۔تصور میں لاک ڈاؤن کا منظر لائیں تو لگتا ہے جیسے زندگی تھم گئی تھی، کاروبار حیات منجمد ہو گئے تھے، سانسوں کی آمدو شد بھی کسی ان دیکھی طاقت کی زد میں تھی، کوئی کسی کا پرسان حال نہ تھا، ملازمت چھوٹ گئی تھی، تنخواہیں بند ہو گئی تھیں، غریب عوام ہی نہیں، متوسط طبقے کے علما بھی معاشی اعتبار سے متاثر ہو گئے تھے اور حالات سے جنگ کرنے کے لیے باہر نکلنا بھی گویا اس مرض کو دعوت دینے کے مترادف تھا جس کا انجام موت تھا۔ایسے میں جماعت رضائے مصطفےٰ کے دیوانوں کا قافلہ، کرونا کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر، زندگی کا سامان لیے اس کونہ سے اس کونہ تک دوڑ لگا رہا تھا۔مستحقین تک راحتی اشیا پہنچائی جا رہی تھیں، چراغ دل جلا کر غریبوں کے گھر میں اجالا کیا جا رہا تھا اور خود کو جوکھم میں ڈال کر دوسروں کے ہونٹوں پہ مسکراہٹ لانے کی جتن کی جا رہی تھی ۔جماعت رضائے مصطفےٰ کے ان نوعمر مجاہدین نے یہ ثابت کر دکھایا ہے کہ عزم وحوصلہ ہو تو قدرت بھی مددگار ہوتی ہے اور ہر مشکل مرحلہ آسانی میں تبدیل ہو جاتا ہے۔ ع

خدایوں ہی کیسے پھد تو ہمیشہ زندگانی ہے

ہماری پیش کردہ ان تفصیلات سے ظاہر ہے کہ یہ تنظیم سیتا مڑھی میں برسرپیکار بھی ہے اور کامیاب بھی۔اس لیے وہ سارے افراد جو کسی بھی طرح اس مشن کا حصہ بن سکتے ہیں وہ قدم آگے بڑھائیں ،تعاون کریں، ہاتھ بٹائیں، اور زندوں کی خدمت کر کے آخرت کی پونجی بنائیں۔

اللہ رب العزت ہمارے جماعت رضائے مصطفےٰ کے کارکنان اور اس کے معاونین کے اخلاص ومحنت کو قبول فرمائے اور اس کا اور اس کا بھرپور صلہ دونوں جہاں میں عطا فرمائے۔آمین۔

محمد امجد رضا امجد

خادم مرکزی دار القضا ادارہ شرعیہ بہار پٹنہ

۳؍رجب المرجب ۱۴۴۲ھ مطابق ۱۶؍فروری ۲۰۲۱

﴿ اداریہ ﴾

سیر اولیا کی مقناطیسیت اور سیرت خواجۂ ہند

مدیر کے قلم سے

حمد ہے اس مالک کل جہاں کی بارگاہ میں جس نے لفظ کن سے خاک دان گیتی کو نورفشاں بنایا اور اپنے بے شمار مخصوص ومحبوب اور مقبول بندوں کے ذریعہ نوع انسانی کی ہدایت و رہنمائی فرمائی۔ درود و سلام کا گلدستہ عقیدت ومحبت پیش ہے نبیٔ مکرم، شفیع معظم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے حضور میں جہاں ستر ہزار فرشتے صبح اور ستر ہزار فرشتے شام حاضری کا شرف حاصل کرنے کے بعد دوبارہ آنے کی تمنا صبح قیامت تک کرتے رہیں گے۔اور جن کی پیروی واتباع کر کے اولیاے امت نے ہماری بگڑی بنادی۔

کعبے کے بدر الدجی تم پہ کروڑوں درود
طیبہ کے شمس الضحی تم پہ کروڑوں درود

مسلمانوں کی تاریخ میں علما، اولیا، ابدال، اور اقطاب ایک باعزت ومحترم اہمیت کے حامل ہیں ان بزرگ ترین ہستیوں کے کشف وکرامات نے نہ صرف صداقت اسلام کو زمانے والوں کے قلوب و اذہان پر نقش کیا بلکہ دین کی ترویج وتبلیغ اور اشاعت وتوسیع میں بھی گراں قدر خدمات انجام دیا ہے۔ بالفاظ دیگر یہ کہنا زیادہ مناسب ہوگا کہ دنیا میں ان مقدس ہستیوں کے ورود مسعود کا مقصد ہی یہی تھا کہ وہ انسان کے دامن حیات کو انسانیت کی پاکیزہ خوشبو سے معطر کردیں۔آج ان جلیل القدر بزرگوں کے تقدس افروز خیالات ہماری زندگی کا ایک انمول تحفہ اور بیش بہا سرمایہ ہیں۔

اللہ رب العزت کے ان پاکباز اور مقرب بندوں کی سیرت وکردار، افکار ونظریات، فضل وکمال اور حیات وخدمات میں ایسی جاذبیت اور مقناطیسیت ہوتی ہے کہ مخلوق خدا خود بخود ان کی جانب کھنچی چلی آتی ہے اور ان کی بافیض صحبت ومعیت سے بہرہ ور ہوکر اپنے دلوں کی ویران دنیا کو آباد کر کے ہمیشہ ہمیش کے لیے ضلالت وگمراہی کے دلدل میں گرنے سے مامون ومحفوظ ہوجاتی ہے۔ یقیناً یہ مقناطیس الاثر اور کسی میں نہیں ہوتی ہے یہ ان کا ایک عظیم خاصہ ہے۔سلطان الہند، عطاے رسول، خواجہ خواجگان ہندالولی حضرت خواجہ معین الدین چشتی اجمیری قدس سرہ کی ذات بابرکات بلاشبہ ایسے ہی نفوس قدسیہ کے قافلہ سالار ہیں۔

برصغیر ہندو پاک کو جن بزرگان دین نے اسلام کی شمع سے منور کیا اور لوگوں کے دلوں سے کفر کی تاریکیاں دور کر کے توحید کے نور سے منور کیا ہے ان میں حضرت غریب نواز کی باکمال شخصیت تاریخ کے لحاظ سے ایک منفرد، اعلی اور نمایاں حیثیت کی حامل ہے۔اہل طریقت کے نزدیک آپ روحانی تربیت اور ایمانی معرفت کے امام وشیخ کا درجہ رکھتے ہیں۔اور متحدہ ہندوستان میں دین اسلام کی اشاعت وتبلیغ میں آپ کی ذات اقدس مقدمۃ الجیش کی درجہ رکھتی ہے۔

آپ نے برصغیر کے مختلف شہروں اور قصبات میں دعوت الی اللہ کا فریضہ انجام دیا اور بالآخر اجمیر شریف کو جو کفر وشرک کی اشاعت میں ہندوستان کا مرکز اور مرجع تصور کیا جاتا تھا اور سب سے زیادہ ضلالت وگمراہی اسی سرزمین سے رونما ہوتی تھی اپنا مستقل مسکن ومرکز بنایا اور پھر آپ کی دعوت کا یہ نتیجہ برآمد ہوا کہ لاکھوں افراد نے دل وجان سے اسلام قبول کیا۔ اور آپ کی تشریف آوری کے بعد سے اجمیر شریف اہل اسلام کا مرکز بنا ہوا ہے۔

آپ کے پیش نظر حیات انسانی کا اصل مقصد ومحور تعلیمات اسلام کا احیا اور دین متین کا فروغ تھا جو آج بھی آپ کے پیغامات وارشادات آپ کی گراں قدر تصنیفات وتالیفات کے افق پر سرچشمۂ ہدایت بن کر قلب انسانی کو روشن وتاباں کر رہے ہیں اور قوم مسلم کو روحانی بصیرت کی دولت سے مالا مال کر رہے ہیں۔ حضرت خواجہ کی سیرت طیبہ اور اخلاق حسنہ کی جاذبیت اس قدر زیادہ ہے کہ اہل اسلام ہی نہیں بلکہ اہل کفر وارتداد بھی آپ کی عظمت ورفعت کا اعتراف کرتے ہیں اور آپ کی بارگاہ کرم سے فیضیاب ہو کر خوشیوں سے دوبالا ہوتے ہیں میری ناقص معلومات کے مطابق ہندوستان میں کفار ومرتدین کی سب زیادہ کثرت آپ کے ہی مزار پر انوار پر ہوتی ہے۔ زیر نظر مجلہ **(حیات خواجہ کی ضیا باریاں)** آپ کے ذکر جمیل: حیات وخدمات، فضائل کمالات، کشف وکرامات، تبلیغی اسفار اور دعوت وارشادات پر علمی وتحقیقی مضامین ومقالاجات کا مجموعہ ہے۔ جس کو امام اہل سنت سیدی امام احمد رضا خان قادری قدس سرہ کی قائم کردہ علمی، فکری، ادبی، فقہی، شرعی، سوانحی، فلاحی، سماجی، معاشی اور اخلاقی زبوحالی کو دور کرنے والی تنظیم" جماعت رضائے مصطفےٰ" کی شاخ سیتامڑھی کے اراکین وذمہ داران نے ڈی جیٹل ایڈیشن کے طور پر شائع کیا ہے۔ اور تنظیم کے سرکردہ حضرات کا ارادہ ہے کہ اشاعتی رقوم کی فراہمی ہونے پر ان شاء اللہ اس کو زیور طباعت سے آراستہ کر کے قوم وملت اردوں خواں حضرات کی مطالعاتی میز پر لایا جائے گا۔

اس عظیم کام کے لیے بندہ ناچیز نے جن احباب سے بھی قلمی تعاون کی درخواست پیش سبھوں نے حامی بھری اور اپنا قیمتی مقالہ اور بیش بہا تاثر عنایت فرما کر ہماری حوصلہ افزائی کی ہے میں اپنی اور پوری ٹیم کی طرف سے ان حضرات کا تہہ دل سے شکریہ ادا کرتا ہوں اور امید کرتا ہوں کہ آگے ایسے ہی ہماری امداد کریں گے۔ ان شاء اللہ

اس موقع پر میں جماعت کے سرپرست اعلی حضرت ڈاکٹر امجد رضا امجد صاحب پٹنہ، صدر اعلی حضرت مولانا صلاح الدین قادری صاحب رضا باغ گنگٹی، نائب مدیر مجلہ حضرت مولانا عامر حسین مصباحی صاحب کوئلی، سکریٹری مولانا حاتم رضا رضوی صاحب ومولانا اجمل حسین رضوی صاحب، مولانا اویس رضا قادری کشن گنجوی صاحب اور دوسرے رفقائے تنظیم ومجلہ کا بے حد ممنون ومشکور ہوں کہ ان حضرات نے مجلہ کی ڈی جیٹل اشاعت میں ہمارا تعاون کیا اور ان ہی حضرات کی محنت شاقہ کا نتیجہ ہے کہ یہ علمی وتحقیقی مجلہ "حیات خواجہ کی ضیا باریاں" آپ کی نگاہوں کا مرکز بنا ہوا ہے اللہ کریم ان سب حضرات کو اجر عظیم عطا کرے۔

دعا ہے رب کعبہ ہمیں حضرت خواجہ غریب نواز نور اللہ مرقدہ کے روحانی فیضان سے سرفراز کرے اور دنیا و آخرت میں کامیابی و کامرانی عطا کرے نیز ہماری تنظیم جماعت رضائے سیتامڑھی کو دن دونی رات چوگنی ترقی عطا کرے اور ایسے ہی خدمت خلق کرنے کی توفیق رفیق دے۔آمین یارب العالمین و بجاہ سید المرسلین علیہ التحیہ والتسلیم

ممنون و مشکور
محمد فیضان رضا علیمی
رضاباغ گنگٹی سیتامڑھی
نائب صدر جماعت رضائے مصطفے سیتامڑھی
8604387933

۳۰/رجب/۱٤٤۲ھ
۱۳/فروری/۲۰۲۱ء بروز سنیچر

تاثرات

مشائخ عظام و علماے کرام

جماعت رضائے مصطفی سیتامڑھی کا تاریخی کارنامہ

چند دنوں قبل فاضل گرامی حضرت مولانا فیضان رضا علیمی زید شرفہ کے ذریعہ معلوم ہوا کہ اعلی حضرت سیدی امام احمد رضا خاں قادری علیہ الرحمۃ والرضوان کی قائم کردہ تنظیم "جماعت رضائے مصطفی" کی سیتامڑھی شاخ کے اراکین و ذمہ داران اس سال حضور خواجہ غریب نواز رضی اللہ تعالی عنہ کے عرس شریف کے موقع پر ان کی حیات و خدمات اور تبلیغی خدمات اور تبلیغی اسفار وفروغ دین متین سے متعلق ایک مجلہ بنام "حیات خواجہ کی ضیاباریاں" کا ڈیجیٹل ایڈیشن شائع کر رہے ہیں۔ یہ خبر سن کر قلبی مسرت حاصل ہوئی اور تنظیم کے ذمہ داروں کے لیے دل سے بے شمار دعائیں نکلیں۔ یقینا ان حضرات کا یہ اقدام ایک تاریخی کارنامہ اور لائق صد ستائش کاوش ہے۔

محترم مولانا فیضان رضا علیمی صاحب قبلہ نے مضمون نگاری میں حصہ لینے کی دعوت دی اور اصرار بھی فرمایا لیکن کثرت مشاغل کے سبب حصہ نہ لے سکا۔ ان شاء اللہ تعالی آئندہ ضرور مطالبہ کی تکمیل کی جائے گی۔

اللہ پاک جماعت رضائے مصطفے کے جملہ ارکان وممبران وکارکنان و رضا کاران کوسلامت رکھے اور دین متین کی عظیم خدمات سرانجام دینے کی توفیق مرحمت فرمائے اور ان تمام کو دارین کی نعمتیں سعادتیں اور حسنات و برکات سے شادکام فرمائے۔

آمین بجاہ النبی الامین صلوات اللہ تعالی وسلامہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ اجمعین

از۔

محمد طارق انور مصباحی

مدیر: ماہنامہ پیغام شریعت دہلی

۱۲ /فروری ۲۰۲۱ء

☆☆☆☆☆

پیغام مسرت

بخدمت اقدس حضرت علامہ مولانا محمد فیضان رضا رضوی علیمی ،نائب صدر جماعت رضاے مصطفیٰ شاخ سیتامڑھی (بہار)

دنیا کی سبھی قومیں اپنے محسن و مربی کی بارگاہ میں خراج عقیدت پیش کر کے ان سے اپنے روحانی رشتہ کا اظہار کرتی ہیں ۔اور یہی زندہ قوموں کی پہچان ہے جو قومیں اپنے قلوب کے

نہاں خانوں کو اپنے محسن کی یادوں سے روشن تابناک رکھتی ہیں، دنیا میں ہمیشہ سرخ رو رہتی ہے سیدنا سرکار خواجہ غریب نواز سید معین الد ین حسن چشتی سنجری رضی اللہ تعالی عنہ کی ذات و شخصیت محتاج تعارف نہیں ہیں، ان کے القاب و آداب اور اوصاف کمالات اس قدر شہرت پا چکے ہیں کہ جیسے ہی کوئی ''خواجہ غریب نواز'' بولتا ہے ہر ایک آدمی سمجھ جاتا ہے کہ یہ نام تو اجمیر شریف والے آقا کا ہے جو اپنی ذات میں سراپا علم وفن تھے اور پیکر فکر و دانش تھے۔ان کی یہ حیثیت ایسی لاجواب اور بے مثال تھی کہ علم یا فکر پر انہیں ناز نہیں تھا بلکہ خود علم وفکر اور دانش و بینش کو اس بات پر فخر تھا کہ ان ذات سے جڑے ہوئے ہیں،،

یہ جان کر بڑی مسرت ہورہی ہے کہ جماعت رضائے مصطفیٰ رضا باغ گنگٹی شاخ سیتامڑھی بہار کی طرف سے حضور خواجہ غریب نواز رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے عرس مبارک کے موقع پر خصوصی شمارہ ''حیات خواجہ کی ضیا باریاں'' کی اشاعت ہورہی ہے۔اس بات میں کوئی شک نہیں سیدنا سرکار خواجہ غریب نواز سید معین الدین حسن چشتی سنجری رضی اللہ تعالی عنہ عالم اسلام کی نابغہ ٔروزگار اور ایک عظیم عبقری شخصیت ہیں ۔آپ نے اپنی ساری زندگی دین متین اور خدمت خلق میں صرف کی،اور ہمارے ایمان و عقیدہ کی حفاظت فرمائی۔

محب گرامی وقار حضرت مولانا محمد فیضان رضا رضوی علیمی صاحب زید مجدہ اور آپ کی پوری ٹیم بطور خاص لائق ستائش ومبارک باد ہیں۔اس لیے کہ صحیح معنوں میں ایسے تعمیری و پائیدار کاموں سے ہی حضور خواجہ غریب رضی اللہ عنہ سے ارادت وعقیدت اور خلوص ومحبت کا سچا اظہار ہوتا ہے۔زیر نظر کتاب مولانا کی عمدہ تصنیف اور قابل مطالعہ ہے،جس کی خوبیوں کا مطالعہ کے بعد آپ اندازہ کر سکتے ہیں ،اور مولانا صاحب اہلسنت و جماعت جو مسلک اعلیٰ حضرت کے نام سے مشہور ہے اس کے سخت پابند ہیں اور اپنے پیر ومرشد سرکار تاج الشریعہ علیہ الرحمہ کے شیدائی ہیں ،جہاں بھی رہتے ہیں اپنے پیر ومرشد کا نہایت تزک واحتشام سے عرس مناتے ہیں۔میری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ کو صحت وسلامتی عطا فرمائے آپ کے قلم میں قوت و طاقت اور تحریر کو مقبول عام بنائے آمین ثم آمین یا رب العالمین بجاہ سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

(مفتی) محمد معین الدین برکاتی فیضی
ناظم تعلیمات
ادارۂ اہل سنت دار العلوم امام احمد رضا کواری
سیتامڑھی (بہار)

☆☆☆☆☆

جماعت رضائے مصطفیٰ شاخ سیتامڑھی کا تاریخی قدم

عزیزی مولانا عامر حسین مصباحی کی طرف سے اس اعلان کو پڑھنے کے بعد کہ سلطان الہند عطائے رسول سرکار غریب نواز علیہ الرحمہ کے عرس مقدس کے موقع پر" جماعت

رضائے مصطفی شاخ سیتامڑھی" کی جانب سے بارگاہ غریب نواز میں ایک عظیم الشان عقیدتوں کا گلدستہ بنام "حیات خواجہ کی ضیا باریاں" پیش کیا جائے گا جو قوم ملت کے لیے یقیناً منفعت بخش ثابت ہوگا قلبی مسرت حاصل ہوئی، دل مسرور ہوا

جماعت رضائے مصطفیٰ سرکار اعلیٰ حضرت کی عطا کردہ وہ عظیم الشان تحریک ہے جس نے ماضی میں ہر اس قوت باطلہ کا مقابلہ کیا جس نے گمرہی کے اندھیروں کو مسلط کر کے مسلمانوں کا مستقبل ہمیشہ کے لیے تاریک کردینے کی ناپاک کوششیں کی ہیں۔

میں بات کرنا چاہتا ہوں ہندوستان کے اس عظیم الشان تاریخی شہر اکبرآباد یعنی آگرہ کی جہاں شدھی کی تحریک کا بانی پنڈٹ شردھا نند اپنی پوری طاغوتی قوت کے ساتھ مسلمانوں پر کفری یلغار کر کے اسلام سے محروم کردینے کی ناپاک سعی لاحاصل کرتا رہا مگر ایسے بُرے اور پرآشوب فتنے کے دور میں مرشد اعظم سرکار مفتئ اعظم ہند علیہ الرحمۃ والرضوان نے جلیل القدر علما کی رفاقت میں اسی پاکیزہ اور مبارک عالمی تحریک "جماعت رضائے مصطفیٰ" کے بینر تلے کامیاب کوششوں کا ایسا سیلاب پیش کیا کہ باطل طاغوتی طاقت کی کشتی ڈوبتی چلی گئی اور اسلام کا جھنڈا پوری شان و شوکت کے ساتھ لہراتا رہا

ورنہ حقیقت یہ ہے کہ اگر اس مبارک جماعت کا جھنڈا تپش کفر میں سائبان نہ بنا ہوتا تو مسلمانوں کے اسلامی تشخص کو جھلسنے سے کوئی روک نہیں سکتا تھا میں مبارکباد پیش کرتا ہوں سیتامڑھی میں جماعت رضائے مصطفی کے غیور اور مقتدر معزز اراکین کی بارگاہ پروقار میں جنھوں نے مسلمانوں کی اس کسمپرسی کے عالم میں جب کہ ظلم کا طوفان شباب پر ہے برباد کرنے کے ہر طرح کے وسائل سے لیس اور مسلمان اپنے سارے اسلامی تشخص سے محروم بے چارگی اور بےبسی کی زندگی گذارنے پر مجبور ہے، رہنمائی اور حوصلہ پیدا کرنے کے ساتھ ساتھ یقیناً اسلامی اور مادی طاقت سے قریب کرنے کی کوششیں کررہے ہیں ایسے وقت میں مسلمانوں کے ہر فرد کی ذمہ داری بنتی ہے کہ اراکین جماعت کی آواز پر لبیک کہتے ہوئے اپنے تن من دھن سے آگے بڑھے اور قوم مسلم کے مستقبل کو تابناک بنانے کے لیے جو بھی اراکین کے منصوبے ہوں اسے پایۂ تکمیل تک پہونچانے کے لیے کسی بھی قربانی سے دریغ نہ کرے

اللہ تعالی اس جماعت اور اراکین جماعت کی غیب سے مدد فرما کر ترقی کے راستے کی تمام دشواریوں کو آسانی میں تبدیل فرما کر بام عروج عطا فرمائے آمین بجاہ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم

محمد ارشد الرحمٰن قادری پوکھریروی
مقیم حال: آگرہ

☆☆☆☆☆

خواجہ ہند وہ دربار ہے اعلی تیرا
کبھی محروم نہیں مانگنے والا تیرا

محب گرامی مولانا فیضان رضا علیمی کی یہ کاوش ”حیات خواجہ کی ضیا باریاں“ یقیناً قابل ستائش و لائق مبارکباد ہے، انھوں نے آپ کی حیات طیبہ کے تابندہ نقوش اجاگر کرنے کے ساتھ ساتھ سبق آموز نصیحتیں پر بھی مضامین جمع کی ہیں تا کہ عوام اہل سنت حضور غریب نواز علیہ الرحمہ کی حیات مبارکہ کی روشنی میں اپنی زندگی منور کریں، آپ کے مشن کو آگے بڑھانے کی کوشش کریں اور تبلیغ دین میں پریشانیوں کے باوجود ہمت نہ ہاریں، کیونکہ حضور غریب نواز علیہ الرحمہ نے ہندوستان میں آنے کے بعد بہت سی مشکلات کا سامنا کیا مگر پائے استقلال میں جنبش نہ آئی، بزرگان دین کی حیات اگر ہم دیکھیں تو وہ چھوٹے سے چھوٹے عمل کو بھی مداومت کے ساتھ کرتے ہیں، ہر سنت پر عمل کی کوشش رہتی ہے، تعجب ہوتا ہے ان لوگوں پر جو اپنے آپ کو انھیں بزرگان دین کا جانشین بھی کہتے ہیں اور سنت تو دور فرائض سے بھی واسطہ نہیں رکھتے۔

حضور غریب نواز علیہ الرحمہ کے پاس ایک دیہاتی شخص آیا اور عرض کیا حضور میرا ایک معاملہ ہے اگر سفارش کر دیں تو میرا کام ہوجائے، آپ علیہ الرحمہ اس غریب کے ساتھ دہلی تک آئے، اور اس کا کام ہوا، یہ غریب نواز ہے اور ہم ان کے پیرو ہونے کا دعویٰ کرتے ہیں اور ضرورت پر اپنے بھائی تک کی مدد نہیں کرتے!

حضور محبوب الٰہی علیہ الرحمہ سے کسی نے عرض کیا کہ حضور اس بڑھاپے میں اگر نفل نماز نہ پڑھیں تو کیا حرج ہے؟ آپ نے فرمایا بھئی جن نوافل کے ذریعے یہاں تک پہنچا ہوں ان نوافل کو کیسے چھوڑ سکتا ہوں؟ اللہ اللہ یہ ہیں بزرگان دین اور آج ان کے نام لیوا صرف فاتحہ خوانی تک سمٹ گئے ہیں۔ ہمیں حضور غریب نواز اور دیگر بزرگان دین کی پیروی کرتے ہوئے ان کے مشن کو فروغ دینے کی ضرورت ہے، جس طرح حضور غریب نواز نے لاکھوں بت پرستوں کو اپنے ہاتھ پر توبہ کرا کے اللہ وحدہ لاشریک کی بارگاہ میں لا کر کھڑا کر دیا، اسی طرح ہمیں بھی ان کے مشن کو زندہ کرنے اور پھیلانے کی ضرورت ہے، اللہ مولانا فیضان رضا علیمی اور انکے رفقا کی اس کاوش کو قبول فرمائے اور حضور غریب نواز کے صدقے تبلیغ دین کی توفیق عطا فرمائے آمین

از: محمد زاہد علی مرکزی کالپی شریف
چیئرمین تحریک علمائے بندیل کھنڈ
رکن روشن مستقبل دہلی

☆☆☆☆☆

جماعت رضائے مصطفےٰ سیتا مڑھی کا لائق تقلید قدم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ
حامداو مصلیا و مسلما علی من لا نبی بعدہٗ

آج انٹرنیٹ کا دور دورہ ہے، اور اس وقت انٹرنیٹ پوری طرح سے دنیا کو اپنے جال میں جکڑ چکا ہے۔ اس سے بچنا بے حد مشکل ہوتا جارہا ہے۔ لوگوں کی ضروریات بھی اب سوشل میڈیا پر ہی دستیاب ہوچکی ہیں، لوگوں نے آج پورے کا پورا مارکیٹ سسٹم سوشل میڈیا کے حوالے کر رکھا ہے۔ پورا نوجوان طبقہ اسی پلیٹ فارم سے مکمل طور پر جڑ چکا ہے۔ اوراب شریعت سے ناواقف لوگوں نے بھی اس میدان میں آکر اپنے blogger پر تاریخ کو توڑ مروڑ کر پیش کرنا شروع کر دیا۔ اور نہ صرف اتنا بلکہ سوشل میڈیا پر نوجوان نسل بھی مفتیان کرام کو چھوڑ کر مسائل تلاش کرنے کی عادی ہوچکی۔ اور ان تک صحیح معلومات نہ پہنچنے کے سبب بہت سے نوجوان گمراہ بھی ہوتے جارہے ہیں۔ العیاذ باللہ، انہیں باتوں کو پیش نظر رکھتے ہوئے اور نوجوانوں تک صحیح معلومات پہچانے کے واسطے جماعت رضائے مصطفےٰ سیتا مڑھی نے یہ قدم اٹھایا کہ وقتاً فوقتاً موقع کی مناسبت سے صحیح تاریخ، مسائل، ودیگر اسلامی معلومات آپ تک پہنچائے، اور اب الحمد للہ جماعت رضائے مصطفیٰ ٦/رجب المرجب مطابق ١٩/فروری ٢٠٢١ء بروز جمعہ ہند الولی، خواجہ خواجگاں، سلطان الہند، وارث رسول حضرت خواجہ معین الدین چشتی معروف بہ خواجہ غریب نواز علیہ الرحمہ کی چھٹی شریف کی مناسبت سے ایک تا چھ رجب ان شاء اللہ حضرت غریب نواز کی حیات وخدمات، آپ کے فضل وکمال، آپ کی تبلیغ دین اور آپ کی حیات مبارکہ کے دیگر اہم گوشوں سے متعلق ایک مجلہ "حیات خواجہ کی ضیا باریاں" شائع کرنے کا ارادہ رکھتی ہے۔

ہم "جماعت رضا مصطفیٰ" کو اس موقع پر ڈھیر ساری مبارکباد پیش کرتے ہیں، جب مجھے مولانا فیضان علیمی صاحب قبلہ زید شرفہ نے اس بات کی خبر سنائی تو خوشی بھی ہوئی اور سینہ فخر سے کئی ہاتھ چوڑا بھی ہوا۔

اس لیے کہ یقیناً یہ کارخیر جس کا جلد ہی آغاز ہونے جارہا ہے یہ ہمارے حق میں نفع بخش ثابت ہوگا، اللہ رب العزت جماعت کے تمام اراکین کو مزید دین متین کی خدمت کرنے کی توفیق عطا فرمائے اس پر اجر جزیل عطا فرمائے۔ آمین بجاہ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

راقم: فہیم جیلانی احسن مصباحی معصوم پوری
مرادآباد (فاضل از ہر ہند مبارک پور، اعظم گڑھ
اتر پردیش، بھارت

☆☆☆☆☆

جماعت کی پوری ٹیم لائق مبارک باد

نہایت مسرت وشادمانی ہوئی جب ہم نے سنا کہ عرس ہندالولی بادشاہ ہندوستان عطائے رسول حضرت خواجہ غریب نواز رحمۃ علیہ کے پر بہار موقع پر جماعت رضائے مصطفی سیتامڑھی بہار نے خصوصی شمارہ بنام (حیات خواجہ کی ضیا باریاں) شائع کرنے کی جسارت کررہی ہے، تاریخ کے اوراق شاہد ہیں کہ خواجہ غریب نواز رحمۃ اللہ علیہ نے دین کے اشاعت وتبلیغ اسلام کے میدان میں جو کارنامہ انجام دیا ہے، جب خواجہ غریب نواز رحمہ اللہ علیہ اجمیر معلٰی پہونچے تو پہلے ہی دن سے آپ نے اپنی مؤثر تبلیغ، حسن اخلاق، اعلی سیرت وکردار اور باطل شکن کرامتوں سے لوگوں کو اسلام کی طرف پھیر دیا، اور اپنے اخلاق وکردار کا وہ اعلی نمونہ پیش کیا جس کی بنیاد پر تقریبا 90 لاکھ لوگ اسلام کی دولت سے مشرف ہوئے ۔ لہذا خواجہ پاک کی تعلیمات وسیرت وکردار ہم سب کے لئے ایک قیمتی سرمایا ہے، جماعت رضائے مصطفی نے ایک منفرد اور بے مثال کارنامہ انجام دیا ہے، جماعت رضائے مصطفی کا مقصد ہندوستان میں مخالفین اسلام اور دشمنان اولیاء کرام کا منہ توڑ جواب دینا ہے اور اللہ اسکے رسول اور بزرگوں کے پیغامات کو گھر گھر پہونچانا ہے، جماعت رضائے مصطفی مجدد اعظم امام احمد رضا رحمۃ اللہ علیہ کا انتخاب کردہ ہے جس میں آج مسلک اعلی حضرت کے پیروکار و عاشقان اعلی حضرت مسلک اعلی حضرت کی نشرواشاعت میں ہر وقت کوشاں ہیں اسکی ایک جھلک بہار کے ضلع سیتامڑھی میں نظر آرہی ہے جو آج ضلع سیتامڑھی کے ہر کونے میں ہر وقت اپنی پوری شان وشوکت کے ساتھ دین متین کی خدمت اور بزرگوں کے پیغامات پہونچانے کو تیار ہیں اس بلند وبالا کارنامہ یعنی عرس ہند الولی بادشاہ ہندوستان خواجہ غریب نواز رحمہ اللہ کے پر بہار موقع مجلہ (حیات خواجہ کی ضیاء باریاں) شائع کرنے پر اور دیگر کارہائے نمایاں پہ ہم جماعت رضائے مصطفی سیتامڑھی بہار کی پوری ٹیم اور خاص طور پر حضرت علامہ مولانا فیضان رضا علیمی کا شکریہ ادا کرتے ہیں اور اراکین جامعہ حنفیہ رضویہ مانکپور شریف پرتاپ گڑھ یوپی کی طرف سے خاص طور پر اور علماے پرتاپ گڑھ کی طرف سے مبارکباد پیش کرتے ہیں کیونکہ موصوف نے اپنی کاوش سے ایسا دستاویز تیار کیا ہے جس کو آنے والی نسلیں بھی بھلا نہیں سکتی ہیں، دعا کرتے ہیں کہ مولی عزوجل اپنے حبیب کے صدقے اور خواجہ غریب نواز کے صدقے جماعت رضائے مصطفی اور خاص طور پر محب گرامی وقار مولانا فیضان رضا علیمی کو بلندیوں سے نوازیں اور خواجہ پاک کا صدقہ عطا فرمائے آمین بجاہ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم ۔

فقیر قادری محمد شاہ نواز عالم مصباحی
ازہری بانی وسربراہ اعلی جامعہ حنفیہ رضویہ
مانک پوور شریف کنڈہ پرتاپ گڑھ یوپی

☆☆☆☆☆

بارگاہ خواجہ میں خراج عقیدت پیش کرنے کا عمدہ طریقہ

برادر اکبر حضرت مولانا فیضان رضا علیمی صاحب قبلہ کے توسط سے خبر ملی کہ اس بار قطب الاقطاب، خواجہ خواجگاں، عطائے رسول، ہندالولی حضرت خواجہ معین الدین چشتی اجمیری علیہ الرحمہ کے عرس پاک کی مناسبت سے جماعت رضائے مصطفی، سیتا مڑھی، بہاران کی حیات وخدمات پر اہل قلم کے گراں قدر مضامین شائع کر کے بارگاہ خواجہ میں خراج عقیدت پیش کر رہی ہے۔ دلی مسرت حاصل ہوئی، واقعی خراج عقیدت کا یہ بہترین طریقہ ہے کہ ہم اپنے محسن کی زندگی اوران کی تعلیمات کو عام کریں۔

واضح ہو کہ جماعت رضائے مصطفی ان ملی تحریکوں میں سے ہے جو ایک عرصہ دراز سے دین متین اور عوام اہل سنت کی خدمت میں سرگرداں ہے۔ فی الحال ”جماعت رضائے مصطفی سیتامڑھی، بہار“ کے صدر مولانا صلاح الدین صاحب قبلہ اور نائب صدر مولانا فیضان رضا علیمی صاحب قبلہ ہیں۔ دونوں شخصیت کافی متحرک وفعال اور قوم وملت کا درد رکھنے والوں میں سے ہیں۔ اپنی ذمہ داریوں کو بخوبی نبھا رہے ہیں اور اکثر مواقع سے اپنی بہترین کارکردگی کا مظاہرہ فرماتے رہتے ہیں۔

میں اس عمدہ پہل پر جماعت رضائے مصطفی کے جملہ ممبران بالخصوص مولانا فیضان رضا علیمی صاحب کی بارگاہ میں مبارک بادی پیش کرتا ہوں اور دعا گو ہوں کہ اللہ تعالی آپ سے یوں ہی مستقبل میں بھی دین متین کا کام لیتا رہے اور غیبی مدد فرمائے۔ آمین

عبداللہ رضوانی مرکزی
خانقاہ رضوانیہ، نانپور، سیتامڑھی، بہار

☆☆☆☆☆

عرس سلطان الہند کے موقع پر

مضامین کی اشاعت لائق ستائش عمل

(لائق احترام ذمہ داران وارکان جماعت رضائے مصطفی سیتامڑھی
السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!)

بلاشبہ سلطان الہند خواجۂ خواجگان، حضرت خواجہ معین الدین چشتی اجمیری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا شمار برصغیر ہندو پاک کے ان نابغۂ روزگار اولیاء اللہ میں ہوتا ہے جنہوں نے برصغیر پاک وہند میں سلسلۂ عالیہ چشتیہ کی ایسی شمع روشن کی جو آج بھی پوری آب وتاب کے ساتھ لوگوں کو منور کر رہی ہے، آپ رحمۃ اللہ علیہ برصغیر ہندو پاک میں سلسلۂ عالیہ چشتیہ کے بانی ہیں، اور آپ کے مریدوں اور فیض یافتگان کی تعداد لاکھوں میں ہے، آپ رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت عثمان ہارونی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے دست حق پرست پر بیعت کی سعادت حاصل کی، اور سلوک کی منازل طے کرنے کے بعد پھر خلافت سے سرفراز ہوئے،

آپ کو بارگاہ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم سے ہندوستان کی ولایت ملی، اور حضرت سیدنا علی بن عثمان الہجویری رحمۃ اللہ علیہ کی جانب سے "سلطان الہند" کا خطاب ملا۔ آپ کی ہندوستان میں تشریف آوری سے اسلام کو بہت ہی فروغ ملا، سرکار خواجہ غریب نواز رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی تقویٰ وطہارت اور آپ کی کرامتوں نے یہاں کے جادوگروں اور ہندو جوگیوں کو مات دیا، نیز آپ کے اعمال صالحہ نے ان کے دلوں میں وہ اثر کیا کہ جوق در جوق کفارِ ہند حلقہ بگوش اسلام ہو گئے۔

یہ ایک تاریخی حقیقت ہے کہ ماضی کی باکمال روحانی ہستیوں میں سلطان الہند حضرت خواجہ معین الدین چشتی اجمیری علیہ الرّحمہ سب سے نمایاں ہیں جنھوں نے کفروشرک کے تاریک ماحول میں ہندوستان کے اندر حق وصداقت اور ایمان و یقین کا خوب خوب اجالا پھیلایا، کفروشرک کی آہنی دیواروں کو توڑ کر خدا پرستی اور روحانیت کی داغ بیل ڈالی، سخت نامساعد حالات میں بھی دعوتِ حق کی تحریک کو آگے بڑھایا اور سرزمینِ ہند کو اسلام کا تعلیمی وروحانی مرکز بنا دیا۔

دورِ حاضر میں اسلامیانِ ہند کو روحانیت اور صداقت کی طرف مائل ومنعطف کرنے کے لیے حضرت خواجہ غریب نواز رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی سیرت و سوانح، آپ کے اقوال وارشادات، اور آپ کے روحانی وتبلیغی کارناموں سے لوگوں کو روشناس کرانا بہت ہی مفید ثابت ہوگا۔ کیوں کہ یہ ایک ناقابل انکار حقیقت ہے کہ بزرگان دین کے حیرت انگیز دینی و روحانی کارناموں اور ان کی داعیانہ ومصلحانہ اقوال وفرمودات کے اندر ملّتِ بیضاء کے عروج واقبال کا فلسفہ موجود ہے، ہمارے وہ نوجوان جنھوں نے مغربی تعلیم وفلسفہ کی آغوش میں تربیت پائی ہے اور جن لوگوں نے مادی ترقی کو ہی زندگی کا ماحصل قرار دے دیا ہے، اور خدا پرستی و روحانیت کو ترک کر کے اضطراب اور بے چینی میں مبتلا ہیں ایسے لوگ باطنی پاکیزہ حضرات اور صاحبِ حال بزرگوں کے واقعات وحالات کے مطالعہ سے ایمان کامل اور اخلاص عمل کی دولت پا سکتے ہیں، اور انہیں للّٰہیت، عشقِ خدا، ذوقِ اتباعِ سنت، حبِّ رسول، دل سوزی، بلند ہمتی، تازگیٔ فکر، نورِ بصیرت اور فراستِ ایمانی، حقیقت پسندی، اعتقادِ صحیح اور اور عملِ صالح، وسعتِ قلب ونظر، سوزِ دروں، اخلاص وایثار کی متاعِ گراں بہا، خداشناس بزرگوں اور مرشدینِ طریقت کے حالات وواقعات کے اندر مل سکتی ہیں۔

اس اعتبار سے بلاشبہ لائق صد تحسین و تبریک ہیں" جماعت رضائے مصطفیٰ سیتامڑھی" کے ارکان وذمہ داران جو "شوشل میڈیا" کے ذریعہ امسال "عرسِ حضور سلطان الہند" کی مناسبت سے ایک تا چھ رجب حضرت خواجہ غریب نواز رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی حیات وخدمات، فضل وکمال، عظمت ورفعت، اقوال وارشادات، تبلیغِ دینِ متین نیز آپ کی حیات مبارکہ کے دیگر اہم گوشوں پر اہل قلم علماء و مشائخ و دانشوران قوم وملت کی تحریریں نشر کریں گے۔ اللہ عزوجل ہم سبھی لوگوں کو فیضانِ سلطان الہند سے مستفیض ہونے کی توفیق مرحمت فرمائے۔ آمین!

محمّد شمیم احمد نوری مصباحی
خادم: دارالعلوم انوارِ مصطفیٰ سہلاؤ شریف، باڑمیر (راجستھان)

مجلہ حیات خواجہ کی ضیا باریاں عوام و خواص کے لیے بہترین علمی تحفہ

کچھ دنوں قبل محترم محمد فیضان رضا علیمی کے توسط یہ خبر ملی کہ" جماعت رضائے مصطفی، شاخ سیتامڑھی، (بہار) نے امسال عرس خواجہ غریب نواز رحمۃ اللہ علیہ کی مناسبت سے ان کی حیات و خدمات پر مشتمل ایک خصوصی نمبر بنام" حیات خواجہ کی ضیا باریاں" نکالنے کا ارادہ رکھتی ہے۔ یہ خبر یقیناً فرحت بخش تھی۔ چوں کہ کسی تنظیم، جماعت یا ٹیم کی طرف سے بموقع عرس کسی اہم شخصیت پر مکمل اہتمام شوق کے ساتھ آن لائن خصوصی نمبر نکالنے کی روایت میری نظر سے بہت کم گزری ہے۔ ابھی کچھ دنوں قبل یوم صدیق اکبر رضی اللہ عنہ" کی مناسبت سے دائرۃ القلم، ہزاری باغ نے ان کی زندگی سے جڑیں روایتوں کو ہفتہ بھر جس طرح سوشل میڈیا پر نشر کرنے کا کام کیا تھا، وہ عوام وخواص کے لیے یکساں مفید اور ہر ایک کو یارِ غارِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تابندہ ذات کے درخشاں پہلوؤں سے واقف ہونے کا بھرپور موقع ملا تھا۔ یہی وجہ ہے کہ اسے ہر طبقے کے لوگوں نے سراہنا دیا تھا۔

دراصل ہوتا یہ ہے کہ سوشل میڈیا سے ہر طبقے کے لوگ جڑے ہوتے ہیں، مختلف شعبوں میں اپنی خدمات انجام دینے والے افراد آج کی تاریخ میں آپ کو سوشل میڈیا سے منسلک ملیں گے۔ یہی سبب ہے کہ جب ہم کوئی اہم کام آن لائن انجام دیتے ہیں تو پھر اس سے استفادہ کرنے والوں کی تعداد بڑھ جاتی ہے اور ہماری آواز بھی اعلی پیمانے پر نشر ہوتی ہے۔ اب جب کہ عرس خواجہ کی مناسبت سے جماعت رضائے مصطفی، شاخ سیتامڑھی بہار نے اس طرح خصوصی نمبر نکالنے کا منصوبہ بنایا ہے تو مجھے ایقان کی حد تک یقین ہے کہ جماعت اپنے اس ہدف میں ضرور کامیاب ہوگی۔ [ان شاء اللہ]

میرا ماننا ہے کہ یہ بات تو عموماً ہم اور آپ سبھی جانتے کہ وطنِ عزیز" بھارت" میں مذہب اسلام کی نشر و اشاعت میں حضرت خواجہ غریب نواز رحمۃ اللہ علیہ کی کوششوں کو بڑا عمل دخل حاصل ہے۔ مگر ہم میں سے اکثر ایسے بھی ہیں جو سلطان الہند علیہ الرحمہ کی ان تمام تر محنتوں اور قربانیوں سے ناواقف ہیں، جو خواجہ اجمیری کو اس راہ میں پیش آئیں، تبلیغ حق و صداقت کے لیے خواجہ غریب نواز نے کیا لائحہ عمل اختیار کیا تھا اور مشکل ترین اوقات میں کس طرح صبر وشکیب کا مظاہرہ فرمایا تھا۔ لیکن، جماعت رضائے مصطفی، شاخ سیتامڑھی بہار کی اس عمدہ پیش رفت کو دیکھتے ہوئے ہم یہ قوی امید باندھ سکتے ہیں کہ اس کی اس پہل قدمی سے جہاں خواص شادکام ہوں گے، وہیں عوام بھی استفادہ کریں گے۔ وہ لوگ بھی اسے پڑھیں گے جو کتاب خریدنے کی استطاعت رکھتے ہیں اور وہ افراد بھی اس نمبر کو اپنے مطالعاتی میز کی زینت بنائیں گے جو استطاعت نہیں رکھتے ہیں، یا رکھتے تو ہیں مگر بزرگوں کی سیرت پہ مشتمل کتابیں خرید کر پڑھنا نہیں چاہتے۔ یقیناً بارگاہِ خواجہ میں جماعت کی طرف سے یہ ایک عمدہ اور منفرد خراج

ہوگا۔(انشاءاللہ) کیوں کہ بزرگانِ دین اور اسلاف کرام کی بارگاہ میں اس سے بہتر کوئی خراج ہو ہی نہیں سکتا کہ ہم ان کی پاکیزہ تعلیمات اور بابرکت مشن کو زندہ کریں، عوام الناس کو ان کی خدا ترس ذات سے متعلق وہ عبرت آموز واقعات سنائیں، جو ان کی بگڑی زندگی سنوار دیں اور انھیں ظلمت سے نور کی طرف کھینچ لائیں۔

اس پرمسرت موقع پر ہم جماعت رضائے مصطفی، شاخ سیتامڑھی بہار کے ہر فرد خصوصاً محترم فیضان رضا علیمی اور محمد عامر حسین مصباحی صاحبان کو ہدیہ تبریک پیش کرتے اور دعا کرتے ہیں کہ ہم سب حضور خواجہ غریب نواز رحمۃ اللہ علیہ کے فیضان کرم سے شادکام ہوں۔ امید ہے کہ علمی حلقوں میں بھی اس اہم پیشکش کو سراہا جائے گا اور حرز جاں سمجھ کر ہاتھوں ہاتھ لیا جائے گا۔[ان شاءاللہ]

ایں دعا از من و جملہ جہاں آمین باد

از: وزیر احمد مصباحی [بانکا]
شعبہ تحقیق: جامعہ اشرفیہ مبارک پور، اعظم گڑھ،
یوپی [انڈیا]

☆☆☆☆☆
☆☆☆☆☆

حیات خواجہ کی ضیا باریوں سے

معاشرہ کو روشناس کرانا وقت کی ضرورت

بے شمار پاک باز ہستیوں کو اپنے دامن میں سموئے ہوئے سر زمین ہندوستان میں صدیوں سے جس شہنشاہ کی حکومت جاری وساری ہے اسے خواجۂ خواجگاں راجۂ ہندوستاں عطاے رسول غریب نواز حضرت خواجہ معین الدین حسن سنجری چشتی اجمیری علیہ الرحمۃ والرضوان کے نام سے جانا جاتا ہے حضرت خواجہ نے بھارت کی سرزمین پر اس وقت قدم رکھا جب بھارت میں ہر طرف ظلم و دہشت کا دور دوراں تھا بیہودہ رسم و رواج نے سماج و معاشرہ کو مفلوج کر رکھا تھا، بالخصوص حقوق نسواں سے متعلق کوئی حسین ضابطہ حیات نہ تھا مگر جب آپ نے تبلیغ و ترویج کا کام شروع کیا تو سب سے پہلے اخلاقیات کو مضبوطی فراہم کی، اخلاق کا وہ بہترین نمونہ پیش کیا کہ لوگ حیرت زدہ ہو گئے گویا اس سرزمین کے لوگوں نے پہلی بار انسانیت کی بہاریں دیکھی، جس کا فائدہ یہ رہا کہ لوگ خوشی بہ خوشی دامن اسلام سے وابستہ ہونے لگے اور دیکھتے ہی دیکھتے بھارت کی سرزمین پر اللہ کے نام لیواؤں کی تعداد کثیر ہوگئی، آپ نے تاحین حیات ایمان و اسلام کی ضیا باریوں سے اس سرزمین کو سینچتے رہے اور کبھی بھی حسن اخلاق کے دامن کو ترک نہ کیا اور نہ ہی مریدین و متوسلین کو حسن اخلاق کے ضابطہ اسلام سے ہٹنے دیا، یہی وجہ رہی کہ وہ کام جو کوئی ایک

مسلم حکمراں اور بڑے بڑے جنگجو کوئی ایک جنگ وجہاد میں نہ کر سکے وہ کام تن تنہا حضرت خواجہ نے اپنی مختصر سی زندگی میں کر دکھایا اور جب دنیا سے تشریف لے گئے تو یہ اعزاز آپ کے نام درج ہو چکا تھا کہ آپ کے مقدس ہاتھوں پر تقریباً نوے (90) لاکھ سے زائد افراد کلمہ پڑھ کر اسلام قبول کر چکے تھے۔

ایسی پاک باز ہستی کی بارگاہ میں خراج عقیدت پیش کرنا یقیناً عشق و ایمان کی تجلیات سے قلب و روح کا منور ہونا ہے اور ایسی ہستی کی سیرت طیبہ سے معاشرے کو آگاہ کرانا (جس نے ماضی میں نہ صرف مذہبی روح پھونکی تھی بلکہ سماج و معاشرہ کو جینے کا سلیقہ سکھایا تھا) وقت کی اہم ترین ضرورت ہے جس کام کو انجام دینے کی بڑی ذمہ داری جماعت رضاے مصطفیٰ (سیتامڑھی)" نے اٹھائی ہے، بلا شبہ یہی اسلاف شناسی کے شرارے ہیں۔ مولیٰ تعالیٰ جماعت کی اس کاوش کو قبول ومقبول فرمائے اور تمام ذمہ داران بالخصوص محب مکرم حضرت مولانا فیضان رضا علیمی صاحب کو بہترین اجر عطا فرمائے۔ آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

محمد شعیب رضا نظامی فیضی
چیف ایڈیٹر: ہماری آواز (اردو، ہندی) ویب پورٹل ومیگزین، گورکھ پور

استاذ و مفتی: دار العلوم امام احمد رضا بندیشر پور، سدھارتھ نگر یو، پی۔

☆☆☆☆☆

یا غریب نواز

نتیجہ فکر: فریدی صدیقی مصباحی بارہ بنکی یوپی
مقیم حال مسقط عمان

نشانِ جرأتِ شیرِ خدا غریب نواز
دیارِ ہند کے مشکل کُشا غریب نواز

نبی نے جوہر ہستی سنوار کر بھیجا
سراپا مَظہرِ خیر الوریٰ غریب نواز

ادا ادا میں ہدایت کا جلوۂ تاباں
سفیرِ عشقِ امام الہدیٰ غریب نواز

ہر ایک نقشِ قدم ہے تجلیوں کا حرم
نقیبِ رحمتِ ربُّ العُلیٰ غریب نواز

صدا تھی ایسی کہ دشمن بھی کہہ اٹھے لبیک
سبھی پکارے، مرے رہنما غریب نواز

رُخِ صداقتِ "صدیق" کا مکمل عکس
بیانِ شانِ معیں ، قصۂ انا ساگر

ضیاے فضلِ شہِ کربلا غریب نواز
اٹھے کرم کی نظر اے پناہِ اہلِ حق

عطا ہو عِزّ و عُلا کی عَبا غریب نواز
نکھار دیتا ہے تابِ نظر ترا روضہ

ہر اک نظارہ ہے راحت فَزا غریب نواز
فریدی اُن کی پہنچ ظِلِّ "نَحنُ اَقرَبُ" ہے

مدد کو آ گیے جس دم کہا غریب نواز

حضرت خواجہ غریب نواز: حیات وخدمات

ازقلم: محمد عامر حسین مصباحی

معین بے کساں، عطائے رسول، ہند الولی، سلطان الہند حضرت خواجہ معین الدین حسن چشتی اجمیری علیہ الرحمہ کی ذاتِ بابرکات ہند وپاک والوں کے لیے ایک نعمتِ الٰہیہ تھی۔ آپ نے غیر منقسم ہندوستان میں اسلام کی ایسی آبیاری کی اور دلوں کو ایمان وایقان کے نور سے اس طرح منور فرمایا کہ صدیاں گزر جانے کے بعد بھی آج تک اس کی چمک دمک باقی ہے۔

آپ ان نفوسِ قدسیہ میں سے ہیں جنھیں اللہ رب العزت نے گمراہوں، بے دینوں، شر پسندوں اور سرکشوں کی اصلاح اور حق وباطل کے درمیان خطِ امتیاز پیدا کرنے لیے بھیجا تھا، جنھوں نے اپنی حق گوئی، راست بازی اور عدل و انصاف سے دلوں کو مسخر کیا اور اعلاء کلمۃ الحق میں کلیدی کردار ادا کیا۔

ہندوستان میں حضرت خواجہ نے اسلام کی ترویج واشاعت میں تکلیفیں جھیلیں، مصیبتیں برداشت کیں، کفار و مشرکین کے شیطانی ہتھکنڈوں کا ڈٹ کر سامنا کیا مگر پائے استقلال میں ذرہ برابر جنبش نہ آئی، آپ کی انھی جانفشانیوں کا نتیجہ وثمرہ ہوا کہ یہاں اسلام کے فروغ وارتقا کو ایک نئی جہت عطا ہوئی اور اسلام پھیلتا چلا گیا۔

جاے پیدائش: آپ رضی اللہ عنہ کی جائے پیدائش کے متعلق سیرت نگاروں کا شدید اختلاف پایا جاتا ہے۔ بعض کے نزدیک آپ کا مَولَد سجستان، بعض کے نزدیک سنجار جو موصل کے قریب ہے، بعض کے نزدیک اصفہان سے متصل سنجر اور بعض نے جنوبی ایران کے علاقے سیستان کا تذکرہ کیا ہے۔ البتہ سجز والی بات زیادہ معروف ہے۔

تاریخ وسنہ ولادت: آپ کی ولادت کے مختلف سنین ۵۲۳ھ اور ۵۳۷ھ کے درمیان لکھے گئے ہیں۔

علامہ فیض احمد اویسی علیہ الرحمہ کے مطابق آپ کی پیدائش ۱۴/ رجب المرجب ۵۳۷ھ ہے۔ لیکن بعض روایات میں ۵۲۳ھ، ۵۲۵ھ، بعض میں ۵۲۷ھ، ۵۳۰ھ، ۵۳۵ھ، اور ۵۳۷ھ وغیرہ بھی مذکور ہے۔

نام والقاب: آپ کا اسمِ گرامی حسن ہے۔ سلطان الہند، وارث النبی، عطائے رسول، ہند الولی، سلطان العارفین، سلطان السالکین، قطب المشائخ، منہاج المتقین، معین الاولیاء، سید العابدین اور غریب نواز وغیرہ ہے۔

چشتی کہلانے کی وجہ: جب حضرت ابو اسحاق خواجہ شامی نے بغداد پہنچ کر حضرت خواجہ علو ممشاد

وینوری کی خدمت میں حاضر ہوکر بیعت کی تو حضرت ممشاد دینوری نے نام دریافت کیا آپ نے عرض کیا بندہ کو ابو اسحاق شامی کہتے ہیں۔ حضرت خواجہ دینوری نے فرمایا آج سے لوگ تمہیں ابواسحاق چشتی کہیں گے۔ چشت کی مخلوق تم سے ہدایت پائے گی اور جو لوگ تمہارے سلسلہ میں داخل ہوں گے چشتی کہلائیں گے۔
(سوانح خواجہ معین الدین چشتی اجمیری ص:۲۸)

حضرت خواجہ معین الدین چشتی بھی حضرت خواجہ اسحاق چشتی کے سلسلے سے تعلق رکھتے ہیں اس لیے چشتی کہلاتے ہیں۔ کچھ لوگوں نے آپ کے چشت میں قیام فرمانے سے آپ کو چشتی لکھا ہے لیکن یہ غلط ہے۔

آپ والدِ محترم کی جانب سے حسینی اور والدہ محترمہ کی جانب سے حسنی سید ہیں۔

نسب نامہ پدری: معین الدین بن خواجہ غیاث الدین بن خواجہ نجم الدین ظاہر بن سید عبدالعزیز بن سید ابراہیم بن سید ادریس بن سید امام موسیٰ کاظم بن امام جعفر صادق بن امام محمد باقر بن امام زین العابدین بن حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ بن حضرت سیدنا علی کرم اللہ وجہہ

نسب نامہ مادری:

بی بی ام الورع المعروف بہ بی بی ماہِ نور و خاص الملکہ بنت سید داؤد بن حضرت عبداللہ الحنبلی بن سید زاہد بن سید مورث بن سید داؤد بن سیدنا موسیٰ جون بن سیدنا عبداللہ بن سیدنا حسن مثنیٰ بن سیدنا حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ بن سیدنا حضرت علی کرم اللہ وجہہ

والدینِ کریمین: آپ کے والدِ محترم حضرت سیدنا خواجہ غیاث الدین کا شمار اپنے وقت کے ممتاز علماو مشائخ میں ہوا کرتا تھا۔ خاندانی وجاہت، علم وفضل، زہد وتقویٰ میں اپنی مثال آپ ہونے کے ساتھ ساتھ صاحبِ دولت وثروت بھی تھے۔ والدہ ماجدہ حضرت ام الورع بی بی ماہِ نور بڑی باحیا، بااخلاق، باکردار، متقیہ، عابدہ، زاہدہ اور نیک سیرت خاتون تھیں۔

سلطان الہند کی شہنشاہِ بغداد سے ملاقات اور رشتہ:

حضور خواجہ غریب نواز علیہ الرحمہ کی سیرت کا تذکرہ ہوتو قارئین میں ایک تجسس پیدا ہوتا ہے کہ سرکار غریب نواز کی شہنشاہِ بغداد سے ملاقات ہوئی یا نہیں؟ ان کا آپس میں کیا رشتہ تھا وغیرہ وغیرہ

تقریباً تمام سوانح نگار نے ملاقات کا ذکر کیا ہے۔ سرکار غریب نواز کی غوثِ پاک سے دو مرتبہ ملاقات ہے۔ پہلی مرتبہ جب سلطان الہند کی عمرِ مبارک اکیس سال تھی آپ عراق ہوکر بغداد آئے اور سرکارِ غوثِ اعظم سے ملاقات کا شرف حاصل کیا۔ ملاقات کے موقع پر غوثِ رضی اللہ عنہ نے آپ کو دیکھ کر فرمایا ''یہ مرد مقتدائے روزگار ہوگا، بہت لوگ اس سے منزلِ مقصود کو پہنچیں گے'' اور دوسری جب حضور غوثِ اعظم جیلان میں مقیم تھے۔ (معین الارواح)

اور صاحبِ معین الارواح نے ہی تحریر کیا ہے کہ ''حضرت شیخ محی الدین عبدالقادر جیلانی المعروف غوثِ پاک حضرت عبداللہ الحنبلی کے پوتے ہیں اور غریب نواز کی والدہ ماجدہ بی بی ماہِ نور حضرت عبداللہ الحنبلی کی پوتی ہیں، ان ہر دو

کے والد آپس میں بھائی ہیں ۔ اس رشتہ سے غریب نواز کی والدہ غوث الاعظم کی چچا زاد بہن ہیں اور غوثِ پاک غریب نواز کے ماموں ہیں، ایک دوسرے رشتہ سے غریب نواز اور اور غوثِ پاک آپس میں خالہ زاد بھائی ہیں۔تیسرے رشتہ سے غریب نواز غوث الاعظم کے ماموں ہوتے ہیں ۔ ان رشتوں کی مطابقت اس طرح ہوجاتی ہے کہ غوثِ پاک کی والدہ غریب نواز کی ننھالی رشتہ میں خالہ اور ددھیالی رشتہ میں بہن ہیں ۔

(معین الارواح ص:۳۰)

سیدنا ابراہیم قندوزی سے ملاقات:

والدِ محترم کی جانب سے میراث میں ملنے والا باغ اور پن چکی آپ کا ذریعۂ معاش تھا۔ایک دن باغ کی آب پاشی کے دوران مجذوبِ کامل حضرت سیدنا ابراہیم قندوزی علیہ الرحمہ کی بابرکت آمد ہوگئی۔خواجہ غریب نواز علیہ الرحمہ نے بیحد تعظیم وتوقیر کی اور انتہائی ادب واحترام کے ساتھ درخت کے سایے میں بٹھایا اور خدمتِ اقدس میں انگور کا خوشہ پیش کیا اور خود دوزانو باادب بیٹھ گئے ۔ مجذوبِ کامل کو آپ کا یہ اندازِ ادب پسند آیا اور خوش ہوکر اپنی بغل سے سوکھی ہوئی روٹی کا ایک ٹکڑا نکالا اور دانت سے چبا کر حضرت خواجہ کو دے دیا۔بظاہر ایک روٹی کا ٹکڑا ہی تھا مگر ولی اللہ کے لعابِ دہن نے اس میں کیمیائی اثر پیدا کردیا تھا جسے کھاتے ہی دل کی دنیا بدل گئی،دنیا و مافیھا اور اس کی دلفریبیوں اور رنگینیوں سے دل اچاٹ ہوگیا،کیف وسرور کے عالم میں باغ و پن چکی فروخت کرکے فقرا ومساکین میں تقسیم کردیا اور دردِ دل کی دوا کو نکل گئے۔

تعلیم وتربیت: چناں چہ پہلے آپ نے حصولِ علم کے لیے سفر اختیار فرمایا۔علامہ فیض احمد اویسی علیہ الرحمہ رقم طراز ہیں''سب سے پہلے آپ خراسان تشریف لائے اور حضرت مولانا حسام الدین بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے ہاں قرآن مجید حفظ کیا۔ پھر عربی،فارسی کے تمام مروجہ علوم وفنون پڑھے۔ بعدازاں تفسیر،حدیث اور فقہ اسلامی کی تکمیل کے لیے کئی سال مختلف شہروں کی طرف پیدل چل کر متعدد اساتذہ کی شاگردی اختیار فرمائی''

(سوانح وارشادات خواجہ غریب نواز ص:۲)

بیعت وخلافت: ظاہری علوم وفنون کی تکمیل کے بعد بھی دلی اضطراب ختم نہیں ہوا،اب بھی ایک طرح کی دل میں خلش باقی تھی اس لیے روحانی علاج کے لیے کسی مرشد کی تلاش میں نکل پڑے، پھر بغداد کی'' خواجہ جنید مسجد''میں آپ کی تلاش وجستجو ختم ہوئی اور روحانی پیشوا حضرت خواجہ عثمان ہارونی علیہ الرحمہ سے ملاقات ہوئی تو آپ ان کے دستِ حق پرست پر شرفِ بیعت سے مشرف ہوگئے اور بیس سالوں تک مرشد برحق کی صحبت بافیض میں رہ کر روحانی سفر کی تکمیل کی اس دوران شیخ کامل نے آپ کو سلوک کی منزلیں طے کراتے ہوئے اس قدر کامل بنادیا کہ اب مریدِ صادق کی نگاہوں کے سامنے سے بہت سارے غیبی حجابات ہٹ گئے تحت الثریٰ تا حجابِ عظمت روشن ہوگئے۔خود حضرت خواجہ غریب نواز اس واقعہ کو بیان کرتے ہیں۔

''مسلمانوں کا یہ دعا گو معین الدین حسن سنجری بمقام بغداد خواجہ جنید کی مسجد میں حضرت خواجہ عثمانی ہارونی کی دولتِ پابوسی سے مشرف ہوا۔

اس وقت مشائخ کبار حاضر خدمت تھے۔ جب اس عاجز نے سر نیاز زمین پر رکھا، پیرو مرشد نے ارشاد فرمایا دو رکعت نماز ادا کر، دعا گو نے ادا کی، پھر فرمایا قبلہ رو بیٹھ جا، دعا گو بیٹھ گیا پھر فرمایا ''سورۂ بقرہ پڑھ'' اس دعا گو نے پڑھی، پھر فرمان ہوا ''اکیس بار درود شریف پرھ'' دعا گو نے پڑھا۔

ازاں بعد آپ (حضرت خواجہ عثمان ہارونی) کھڑے ہوگئے اور دعا گو کا ہاتھ پکڑ کر آسمان کی طرف منہ کیا اور فرمایا'' آتا کہ تجھے خدا تک پہنچادوں'' بعد ازاں مقراض (قینچی) لے کر دعا گو کے سر پر چلائی اور کلاہ چہارتر کی درویش کے سر پر رکھی، گلیم خاص عطا فرمائی، پھر ارشاد فرمایا ''بیٹھ'' دعا گو بیٹھ گیا۔ فرمایا خانوادہ میں ایک شبانہ روز مجاہدہ کا معمول ہے تو آج دن رات مشغول رہ'' درویش بحکمِ محترم مشغول رہا دوسرے دن جب حاضرِ خدمت ہوا۔ ارشاد ہوا'' بیٹھ جا اور چار ہزار بار سورۂ اخلاص پڑھ'' دعا گو نے پڑھی پھر فرمایا'' آسمان کی طرف دیکھ'' دعا گو نے دیکھا۔ دریافت فرمایا'' کہاں تک دیکھتا ہے'' عرض کیا'' عرش اعظم تک'' پھر فرمایا زمین کی طرف دیکھ دعا گو نے دیکھا پوچھا'' کہاں تک دیکھتا ہے'' عرض کیا'' تحت الثریٰ تک'' فرمایا پھر ہزار بار سورۂ اخلاص پڑھ۔ دعا گو نے پڑھی۔ فرمایا'' پھر آسمان کی طرف دیکھ'' دعا گو نے دیکھا۔ پوچھا'' اب کہاں تک دیکھتا ہے'' عرض کیا حجابِ عظمت تک'' فرمایا'' آنکھیں بند کر'' دعا گو نے بند کرلی فرمایا کھول پھر دعا گو کو اپنی انگلیاں دکھا کر پوچھا ''کیا دیکھتا ہے'' عرض کیا ہژدہ (اٹھارہ) ہزار عالم دیکھتا ہوں'' بعد ازاں سامنے پڑی ہوئی ایک اینٹ کے اٹھانے کا حکم فرمایا۔ دعا گو نے اٹھائی تو مٹھی بھر دینار برآمد ہوئے فرمایا ''ان کو فقرا میں تقسیم کر'' دعا گو نے حکم کی تعمیل کی بعد ازاں حاضرِ خدمت ہوئے ارشاد ہوا چند روز ہماری صحبت میں رہو عرض کیا تابع فرمان ہوں'' (معین الارواح ص: ۴۵)

پیرو مرشد کو اپنے مرید پر فخر:

حضرت خواجہ غریب نواز کو اپنے پیرو مرشد سے بے پناہ عقیدت و محبت تھی، جس کا صلہ ان کو یہ ملا کہ مرشد نے بھی ان کو اپنا بنالیا۔ چناں چہ آپ کے مرشدِ گرامی فرماتے ہیں ''معین الدین محبوبِ خدا است، مرا فخر است بر مریدی او'' (معین الدین خدا کا محبوب کا محبوب ہے اور مجھ کو اس کی مریدی پر فخر ہے۔)

(خواجہ غریب نواز اور درس ایمان و عمل ص: ۲)

شجرۂ طریقت:

آپ کا شجرۂ طریقت کچھ اس طرح ہے۔

حضرت خواجہ معین الدین چشتی مرید حضرت خواجہ عثمان ہارونی چشتی مرید حضرت شریف ژندنی مرید حضرت خواجہ قطب الدین چشتی مرید حضرت خواجہ ناصرالدین ابو یوسف چشتی مرید حضرت خواجہ ابو احمد ابدال چشتی مرید حضرت خواجہ ابو اسحاق چشتی مرید حضرت خواجہ ممشا دعلو دینوری مرید حضرت شیخ امین الدین ہبیرۃ البصری مرید حضرت سدید الدین حذیفۃ المرعشی مرید حضرت سلطان ابراہیم بن ادہم بلخی مرید حضرت ابو فضیل بن عیاض مرید حضرت خواجہ عبدالواحد بن زید مرید حضرت خواجہ حسن بصری مرید امام الاولیاء سیدنا علی کرم اللہ وجہہ

بارگاہِ خداوندی میں مقبولیت: ہشت بہشت میں انیس الارواح کے اندر حضرت خواجہ معین الدین حسن رضی اللہ عنہ کا قول منقول ہے کہ ''پھر ہمیں خانۂ کعبہ کی حاضری نصیب ہوئی وہاں حضرت خواجہ نے اس ناچیز کا ہاتھ پکڑ کر اللہ کے حوالے فرمایا اور میزابِ رحمت کے نیچے کھڑے ہوکر اس فقیر کے لیے دعا فرمائی اس وقت غیب سے ندا آئی ہم نے معین الدین کو قبول فرمایا'' (ہشت بہشت ص:۱۵)

بارگاہِ خداوندی سے مقبولیت کی سند پاجانے کے بعد اپنے پیرومرشد کے ہمراہ روضۂ مصطفیٰ ﷺ پر حاضری کا شرف حاصل کیا، پیرومرشد نے بارگاہِ رسول میں سلام عرض کرنے کا حکم دیا تو ادب واحترام کے ساتھ سلام پیش کیا تو روضۂ انور سے آواز آئی وعلیک السلام یا قطب المشائخ'' یہ آواز سن کر حضرت عثمان ہارونی نے فرمایا کہ آ تیرا کام ہوگیا''

اور پھر آقائے دوعالم ﷺ نے ابرِ کرم برساتے ہوئے خواجہ معین الدین چشتی سے ارشاد فرمایا ''اے معین الدین! تو میرے دین کا معین ہے۔ میں نے تجھے ہندوستان کی ولایت عطا کی۔ وہاں کفر وظلمت پھیلی ہوئی ہے تو اجمیر جا تیرے وجود سے کفر کا اندھیرا دور ہوگا اور اسلام کا نور ہر سو پھیلے گا'' (سیر الاقطاب ص:۱۲۴)

خوش خبری ملنے پر آپ کی خوشی کی انتہا نہ رہی مگر حیرت زدہ بھی رہے کہ اجمیر کون سی جگہ ہے اور ہندوستان میں کہاں واقع ہے اسی سوچ وفکر اور حیرت واستعجاب کے عالم میں تھے کہ آنکھیں بند ہوئیں اور دل بیدار ہوا خواب میں پیارے آقا ﷺ کی زیارت سے مشرف ہوئے اور آقائے دوعالم ﷺ نے چشمِ زدن میں سارے عالم (دنیا) کو مشرق تا مغرب دکھادیا یہاں تک کہ حضرت خواجہ غریب نواز کو اجمیر کا قلعہ اور پہاڑ، اور اس کے محل وقوع تک کو دکھادیا، اور ایک جنتی انار عطا فرما کر ارشاد فرمایا کہ میں نے تجھے خدا کے حوالے کیا۔ (ماخوذ از مونس الارواح ص:۳۰)

خواب سے بیدار ہونے کے بعد اجمیر کے لیے رختِ سفر باندھا چالیس اولیاء اللہ کی معیت میں روانہ ہوئے۔ اس سفر میں مختلف متبرک مقامات اور اکابر اولیاء و مشائخ کی زیارت کرتے ہوئے لاہور (پاکستان) پہنچے اور وہاں حضرت سید علی ہجویری داتا گنج بخش لاہوری کے مزارِ مبارک پر حاضری دی، یہاں کی روحانیت، فیوض و برکات اور داتا کا مقام ومرتبہ دیکھ کر اکتسابِ فیض کی غرض سے چند روز وہاں قیام کا ارادہ فرمالیا، باطنی فیض سے مستفیض ہونے کے بعد جب یہاں سے عازمِ سفر ہوئے تو حضرت داتا گنج بخش لاہوری علیہ الرحمہ کی عظمت وشان کا اعتراف اس انداز میں کیا۔

گنج بخش فیضِ عالم مظہرِ نورِ خدا
ناقصاں را پیر کامل کاملاں را رہنما

یعنی گنج بخش داتا علی ہجویری علیہ الرحمہ کا فیض سارے عالم پر جاری ہے اور آپ نورِ خدا کے مظہر ہیں، آپ کا مقام یہ ہے کہ راہِ طریقت میں جو ناقص ہیں ان کے لیے پیر کامل اور جو خود پیر کامل ہیں ان کے لیے بھی رہنما ہیں۔ (فیضانِ خواجہ غریب نواز ص:۱۲)

یہاں سے عارفین کی جماعت کے ساتھ

راجہ رائے پتھورا کے زمانے میں اجمیر تشریف لائے ،لیکن راجہ اوراس کے مقربین کو اہلِ حق کی آمد ناگوار محسوس ہوئی اور انھوں نے اپنے یہاں اسلام کی تبلیغ و اشاعت کو سخت ناپسند کیا ،طرح طرح سے تکلیفیں دینے کی کوشش شروع ہوگئی، جادوگروں کو مقابلہ پر لایا گیا تا کہ یہ لوگ یہاں سے چلے جائیں مگر ان کو کامیابی نہ مل سکی ، ان مواقع پر حضور خواجہ غریب نواز کی چند کرامتیں بہت مشہور ہوئیں۔

راجا کے اونٹ بیٹھے ہی رہ گئے

حضرت خواجہ غریب نواز علیہ الرحمہ مع ساتھیوں کے اجمیر پہنچے تو سایہ دار درختوں کے نیچے قیام فرمایا، کچھ ہی دیر بعد ساربان بھی آ گئے اور آپ سے اس جگہ سے ہٹنے کو کہا آپ نے فرمایا ،اونٹوں کو دوسری جگہ بٹھادو مگر ساربان نہ مانا اور کہا کہ راجہ کے اونٹ یہاں بیٹھیں گے ۔آپ نے فرمایا ”ہم تو اٹھتے ہیں، تمھارے اونٹ بیٹھے رہیں گے“ دوسرے دن جب ساربان نے اونٹوں کو اٹھانا چاہا تو نہ اٹھے، مجبور ہوکر آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور اپنے گستاخانہ سلوک کی معافی چاہی ، آپ نے مسکرا کر فرمایا اللہ کے حکم سے تمہارے اونٹ اٹھ جائیں گے ساربان جب واپس آئے تو دیکھا کہ اونٹ کھڑے ہو گئے ہیں۔(سوانح خواجہ معین الدین چشتی اجمیری ص:۱۳۰)

اناساگر کا سارا پانی ایک کاسہ میں:

حضور خواجہ غریب نواز علیہ الرحمہ کو جب اونٹوں کے ساربان نے وہاں سے اٹھایا تو انا ساگر پر آگئے جس کے ہر چہار جانب بڑے بڑے مندر اور بت موجود تھے، اناساگر پر آنے کے بعد اس کے پانی کو وضو اور غسل کے لیے استعمال کرنے لگے مگر چھوا چھوت جیسے خرافاتی ذہن رکھنے والوں کو یہ گوارا نہ ہوا اور راجا سے آ کر کہا کہ غیر مذہب کے کچھ لوگ ہماری پرستش گاہ کے قریب آٹھہرے ہیں ۔ راجا نے حکم دیا کہ سب کو وہاں سے نکال دیا جائے چنانچہ ایک ہجوم کی صورت میں وہ حملہ آور ہوئے مگر تصرفاتِ خواجہ غریب نواز کے سامنے ان کی ایک نہ چلی ، سلطان الہند نے ایک مشت خاک لے کر ان کی پھینکی تو جس پر پڑی وہیں بے حس وحرکت اور منجمد ہوکر رہ گیا۔ پھر تیسرے روز راجا اور تمام اہلِ شہر تالاب پر پوجا کے لیے جمع ہوئے ،رام دیو مہنت ایک جماعت کے ساتھ آپ کو وہاں سے ہٹانے کو آیا مگر نگاہِ خواجہ جب اس پر پڑی تو جسم پر لرزہ طاری ہوگیا ۔ اور قدموں میں گر کر مشرف باسلام ہوگیا۔اب حضرت خواجہ نے اپنے مرید کے ذریعے ایک کاسہ اناساگر سے پانی بھروایا۔ کاسے میں اناساگر کا پورا پانی اسی ایک کاسے میں جمع ہوگیا اور پورا اناساگر خشک ہوگیا، اہلِ شہر اور جانور پیاس سے بے چین ہوئے اور معافی طلب کی تو آپ نے پانی واپس کردیا پھر حسبِ سابق انا ساگر لبالب بھر گیا (ماخوذ از: سیر الاخیار، محفلِ اولیا ص: ۲۴۳)

سلطان الہند کا کھڑاون:

یہ سب دیکھ کر راجہ پتھورا بہت گھبرا گیا تھا کہ اب اس کی حکومت کا تختہ پلٹ جائے گا ، کیونکہ اس کی ماں کاہنہ تھی اور بارہ سال قبل اس نے اپنے بیٹے کو خبردار کیا تھا ”کہ ایک مردِ درویش فلاں حلیہ کا اس ملک میں آ کر تیرے اور تیری سلطنت کے زوال کا باعث ہوگا“ گھبراہٹ کے

عالم اس نے جادوگروں کو بلایا اور اس وقت کا سب بڑا نامور اور خوفناک جادوگر جوگی جیپال کو بطورِ خاص مدعو کیا۔ وہ مرگ چھالا (ہرن کی بالوں سمیت کھال) پر ڈیڑھ ہزار چیلوں کو ساتھ لیے بہ سرعت اجمیر پہنچ گیا اور ایک خوفناک قوت کے ساتھ مقابلہ کے لیے بڑھا، اس طرح کے جادو کے شیر، اژدہے ساتھ ہیں اور سب آگ کے چکر (گولے) پھینکتے ہوئے آگے بڑھ رہے تھے۔ مخلوقِ عظیم ساتھ تھی، سلطان الہند کے ساتھیوں نے جادو کا یہ خوفناک منظر دیکھا تو گھبرا گئے مگر آپ نے سب کے گرد حصار کھینچ دیا، اب ایک طرف سے سانپ بڑھنے شروع ہوئے، دوسری طرف سے شیر چلے اوپر سے، سامنے سے آگ برسنی شروع ہوئی، دہشت ناک سماں تھا، اہلِ شہر تک لرز رہے تھے، مگر جادو کے اثرات حصار تک ختم ہو جاتے تھے، سلطان الہند نماز میں تھے جس کے بعد آپ نے ایک مٹھی خاک جو پھونک کر پھینکی سارا طلسم فنا ہو کر رہ گیا۔ اب میدان صاف تھا اور جے پال شکست خوردہ کھڑا تھا مگر اب بھی شقاوتِ قلبی گئی نہ تھی۔ جادو کے ذریعے پرواز کا ملکہ حاصل تھا اس نے اڑنا شروع کیا تو فضا کی بلندیوں میں جا گھسا مگر خواجہ غریب نواز نے اپنی کھڑاون کو اشارہ کیا، کھڑاون اڑی اور جے پال کے سر پر مارتے ہوئے زمین پر لے آئی، اب کوئی چارہ نہ تھا قدموں میں گرا اور کلمہ پڑھ کر مسلمان ہو گیا۔ اس کا اسلامی نام عبد اللہ رکھا گیا۔

ماخوذ از: محفلِ اولیا ص: ۳۴۴

سیرتِ خواجہ غریب نواز ص: ۳۴

''پتھورا را زندہ گرفتہ بدست لشکر اسلام دادم''

رائے پتھورا ان تمام معاملات کے بعد بھی اپنی ناپاک حرکتوں سے باز نہیں آیا اور ہمیشہ کسی نہ کسی طرح سے آپ کو اور آپ کے مریدوں کو ستانے میں لگا رہتا تھا، صاحبِ مرأۃ الاسرار نے سیر الاولیا کے حوالے لکھا ہے کہ خواجہ غریب نواز کا ایک مرید تھا جسے رائے پتھورا بہت تنگ کرتا تھا اس نے آپ سے مدد کی التجا کی۔ آپ نے راجہ پتھورا سے کہلا بھیجا کہ اس کو مت ستاؤ۔ لیکن رائے پتھورا کا سر غرور و تکبر سے بھرا ہوا تھا۔ باز نہ آیا اور خواجہ بزرگ کی شان میں بھی ناشائستہ کلمات منہ سے نکالے، جب یہ بات آپ تک پہنچائی گئی۔ تو آپ نے فرمایا کہ ''پتھورا را زندہ گرفتہ بدست لشکر اسلام دادم'' یعنی پتھورا کو زندہ گرفتار کر کے میں نے لشکرِ اسلام کے ہاتھ میں دے دیا، انہی ایام میں سلطان فخر الدین سام عرف شہاب الدین غوری لشکر لے کر غزنی سے ہندوستان پر حملہ آور ہوا۔ پتھورا نے مقابلہ کیا لیکن اللہ کے حکم سے وہ زندہ گرفتار ہو گیا اور مسلمانوں نے اسے قتل کر ڈالا'' (مرآۃ الاسرار ص: ۵۹۹)

اس کے بعد پھر حضور خواجہ غریب نواز علیہ الرحمہ نے وہ کارہائے نمایاں انجام دیا جو رہتی دنیا تک تاریخ کے دامن محفوظ رہیں گے اور ان کی تعلیمات اور ارشادات پر عمل پیراں ہو کر اہلِ حق مستفیض و مستنیر ہوتے رہیں گے۔

آپ کے اسفار اور اولیاء اللہ سے ملاقات:

جن مقامات کی آپ نے سیر و سیاحت فرمائی ان میں سے چند حسبِ ذیل ہیں

خراسان، سمرقند، بخارا، عراق، عرب، ہارون، بغداد، کرمان، ہمدان، تبریز، استرآباد، خرقان، میمنہ،

ہرات، سبزہ وار، افغانستان، غزنی، رے، فالوجہ، مکہ معظّمہ، مدینہ طیبہ، بدخشاں، دمشق، جیلان، اصفہان، چشت، ہندوستان براہِ ملتان، سمانہ، دہلی، اجمیروغیرہ (خواجہ غریب نواز ص:۲۱)

ان اسفار میں درجِ ذیل اولیا اللہ سے ملاقات حاصل ہوئی۔

حضور سیدنا شیخ عبد القادر جیلانی سرکارِ بغداد رضی اللہ عنہ، حضرت شیخ نجم الدین کبریٰ، حضرت شیخ ضیاء الدین، حضرت شیخ شہاب الدین سہروردی، حضرت شیخ ابوسعید تبریزی، شیخ محمود اصفہانی، حضرت شیخ احمد خضرویہ، حضرت شیخ عبدالواحد غزنوی رحمھم اللہ

آپ کی تصانیف:

(۱) انیس الارواح (پیرو مرشد خواجہ عثمان ہارونی کے ملفوظات)

(۲) کشف الاستار (تصوف کے مدنی پھولوں کا گلدستہ)

(۳) گنج الاسرار (سلطان شمس الدین التمش کی تعلیم وتلقین کے لیے لکھی)

(۴) رسالہ آفاق وانفس (تصوف کے نکات پر مشتمل)

(۵) رسالہ تصوف منظوم

(۶) حدیث المعارف

(۷) رسالہ موجودیہ (فیضانِ خواجہ غریب نواز ص:۱۸)

نکاح اوراولاد:

ایک رات خواجہ غریب نواز علیہ الرحمہ نے سرکارِ دوعالم ﷺ کی خواب میں زیارت کی تو حضور ﷺ نے فرمایا کہ ”اے معین الدین! تم ہمارے دین کے معین ہو اور میری سنتوں میں سے ایک سنت کے تارک ہو“ بیدار ہونے کے بعد آپ نے نکاح کا ارادہ فرمایا اور پہلی شادی بی بی امۃ اللہ سے کی جن کے بطن سے ایک لڑکی پیدا ہوئی جن کا نام حافظہ جمال رکھا گیا۔ چند ایام کے بعد سید حسین مشہدی کے چچا سید وجہ الدین کو امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ نے خواب میں فرمایا کہ اپنی لڑکی کا خواجہ معین الدین سے نکاح کردو۔ جب یہ معاملہ حضرت خواجہ کے سامنے پیش کیا تو آپ نے دوسری شادی بی بی عصمت سے کیا ان سے دو فرزند ہوئے۔ حضرت شیخ فخر الدین، حضرت شیخ حسام الدین (مرأۃ الاسرار ص:۵۹۹)۔

آپ کے خلفاے عظام

(۱) حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی علیہ الرحمہ (دہلی)

(۲) حضرت شیخ حمید الدین ناگوری علیہ الرحمہ (ناگور شریف)

(۳) حضرت خواجہ فخر الدین فرزندار جمند حضرت خواجہ غریب نواز علیہ الرحمہ (سروار شریف)

(۴) حضرت خواجہ برہان الدین عرف بدر علیہ الرحمہ (بدر شریف)

(۵) حضرت شیخ وجیہ الدین علیہ الرحمہ (ہرات)

(۶) حضرت خواجہ برہان الدین عرب بدر علیہ الرحمہ (اجمیر شریف)

(۷) حضرت شیخ احمد علیہ الرحمہ (اجمیر شریف)

(۸) حضرت شیخ محسن علیہ الرحمہ

(۹) حضرت خواجہ سلیمان غازی علیہ الرحمہ

(۱۰) حضرت شیخ شمس الدین علیہ الرحمہ

(۱۱) حضرت خواجہ حسن خیاط علیہ الرحمہ

(۱۲) حضرت عبداللہ (جن کا نام جے پال تھا) علیہ الرحمہ (اجمیر شریف)

(۱۳) حضرت شیخ صدر الدین کرمانی علیہ الرحمہ
(۱۴) حضرت بی بی حافظہ جمال صبیہ سعیدہ حضرت خواجہ علیہ الرحمہ (اجمیر شریف)
(۱۵) حضرت شیخ محمد ترک نارنونی علیہ الرحمہ (دہلی)
(۱۶) حضرت شیخ علی سنجری علیہ الرحمہ
(۱۷) حضرت خواجہ یادگار علی سبزداری علیہ الرحمہ
(۱۸) حضرت خواجہ عبداللہ بیابانی علیہ الرحمہ
(۱۹) حضرت شیخ متا علیہ الرحمہ
(۲۰) حضرت شیخ وحید علیہ الرحمہ
(۲۱) حضرت شیخ مسعود غازی علیہ الرحمہ
(حیاتِ سلطان الہند خواجہ غریب نواز ص: ۷۳)

ملفوظاتِ سلطان الہند

(۱) جو بندہ رات کو باطہارت سوتا ہے، تو فرشتے گواہ رہتے ہیں اور صبح اللہ عزوجل سے عرض کرتے ہیں، اے اللہ عزوجل! اسے بخش دے یہ باطہارت سویا تھا۔
(۲) نماز ایک راز کی بات ہے جو بندہ اپنے پروردگار سے کہتا ہے، چنانچہ حدیث پاک میں آیا ہے۔ ''ان المصلی یناجی ربہ'' یعنی نماز پڑھنے والا اپنے پروردگار سے راز کی بات کہتا ہے۔
(۳) جو شخص جھوٹی قسم کھاتا ہے وہ اپنے گھر کو ویران کرتا ہے اور اس کے گھر سے خیر و برکت اٹھ جاتی ہے۔
(۴) مصیبت زدہ لوگوں کی فریاد سننا اور ان کا ساتھ دینا، حاجتمندوں کی حاجت روائی کرنا، بھوکوں کو کھانا کھلانا، اسیروں کو قید سے چھڑانا یہ باتیں اللہ عزوجل کے نزدیک بڑا مرتبہ رکھتی ہے۔
(۵) نیکوں کی صحبت نیک کام سے بہتر اور برے لوگوں کی صحبت بدی کرنے سے بھی بدتر ہے۔
(۶) بدبختی کی علامت یہ ہے کہ انسان گناہ کرنے کے باوجود بھی اللہ عزوجل کی بارگاہ میں خود کو مقبول سمجھے۔
(۷) خدا کا دوست وہ ہے جس میں یہ تین خوبیاں ہوں: سخاوت دریا جیسی، شفقت آفتاب کی طرح، تواضع زمین کی مانند
(۸) حدیث میں آیا ہے کہ الصحبۃ تاثر'' یعنی صحبت اثر انداز ہوتی ہے لہٰذا نیک لوگوں کی صحبت اختیار کرنا چاہیے۔
(۹) حاجت برآری کے لیے سورۂ فاتحہ بکثرت پڑھنا چاہیے۔
(فیضان غریب نواز ص: ۱۸/ حیات سلطان الہند خواجہ غریب نواز ص: ۴۱)

وصالِ پر ملال: جس رات خواجہ غریب نواز رحمۃ اللہ علیہ نے داعیٔ اجل کو لبیک کہا چند اولیا اللہ نے حضور رحمت عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خواب میں دیکھا کہ آپ فرمارہے ہیں کہ اللہ ے دوست معین الدین سنجری آرہے ہیں ہم ان کے استقبال کو آئے ہیں ۶/ رجب المرجب ۶۳۷ھ مطابق ۲۱/ مئی بروز دو شنبہ ۱۲۳۰ء بعد نمازِ عشاء آپ نے حجرہ کا دروازہ بند کرلیا اور خدام کو اندر آنے کی ممانعت فرمادی۔ خدام حجرہ کے باہر موجود رہے۔ ان کے کانوں میں تمام شب صدائے وجد آتی رہی۔ آخر شب میں وہ صدا بند ہوگئی۔ جب نماز صبح کا وقت آیا اور حجرہ کا دروازہ حسبِ معمول نہیں کھلا تو دروازہ توڑ کر دیکھا گیا کہ آپ واصل بحق ہو چکے ہیں اور جبینِ مبارک پر بخط قدرت'' ھذا

حبیب اللہ مات فی حب اللہ ’’ منقوش ہے۔انا للہ وانا الیہ راجعون (معین الارواح ص:۷۷)

حضور خواجہ غریب نواز علیہ الرحمہ کی ذاتِ ستودہ صفات بے شک مظہرِ شانِ مصطفیٰ ﷺ تھی ۔آپ نے اپنی پوری زندگی خدمتِ دین متین کے لیے وقف کردی تھی اور دنیا کے کثیر خطہ میں سفر فرما کر لاکھوں بے راہوں کو صراطِ مستقیم پر گامزن فرمادیا ،اعلیٰ اخلاق و کردار اور غریب پروری کی لاجواب مثال قائم فرمائی۔ آج بھی اجمیرِ معلیٰ میں آپ کے فیوض و برکات سے خلقِ خدا مستفیض ہورہی ہے۔

برادرِ اعلیٰ حضرت، استاذِ زمن علامہ حسن رضا خاں بریلوی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں۔

خواجۂ ہند وہ دربار ہے اعلیٰ تیرا
کبھی محروم نہیں مانگنے والا تیرا

محمد عامر حسین مصباحی دارالعلوم نوریہ رضویہ
رسول گنج عرف کوئلی، نان پور، سیتامڑھی
موبائل:09060158121

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆
☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

منقبت درشانِ سلطان الہند خواجہ معین الدین حسن چشتی رضی اللہ عنہ

نتیجۂ فکر۔۔۔۔۔۔محمد عامر حسین مصباحی کوئیلی

گلشنِ دہر میں دل سے جو ہے شیدا تیرا
اس پہ ہے ابرِ کرم خوب برستا تیرا
پوری ہوتی ہیں جہاں دل کی مرادیں، واللہ
ہند وہ دربار ہے اعلیٰ تیرا
شاہ بطحا کی نوازش ہے، کرم ہے تجھ پر
اس لئے رتبہ بہت اونچا ہے خواجہ تیرا
کس کی طاقت ہے، کہ بھارت سے نکالے ہم کو!
ہم تو تیرے ہیں شہا! سرپہ ہے سایہ تیرا
ہند کا والی بنایا ہے تجھے آقا نے
پھر بھلا کرتا بھی کیا پرتھوی راجہ تیرا
سب پہ ہوتی ہے وہاں فیض و کرم کی بارش
جاکے لیتے ہیں سبھی روضہ پہ صدقہ تیرا
تجھ کو آئے تو یہاں لمبا زمانہ گزرا
آج بھی ہند میں سکہ ہے کھنکتا تیرا
مدح لکھنے کو مجھے حسنِ تخیل دے دے
کرلے مقبول عریضہ، ہوں میں شیدا تیرا
اپنے عامرؔ پہ شہا! کردے نگاہِ رحمت
اس کے ہونٹوں پہ رہے اچھا قصیدہ تیرا

امدادو

خدمت خلق تعلیمات خواجہ غریب نواز کی روشنی میں

از: مولانا شاہ نواز عالم مصباحی ازہری

برصغیر ہند و پاک میں صوفیہ کی تاریخ ایک ہزار سال سے زیادہ پرانی ہے۔اس دوران یہاں مختلف سلسلوں کے صوفیہ نے امن ومحبت اور بھائی چارہ کے پیغامات کو عام کیا اور انسان کو انسان کا بھائی بن کر رہنے کا درس دیا۔ صوفیہ کرام کی تعلیمات کا سب سے نمایاں حصہ ہوتا ہے خدمت خلق اور اس کام کے لئے انھوں نے اپنی خانقاہوں کا استعمال کیا۔ ان خانقاہوں میں لنگر کا رواج عام رہا ہے۔ وہ زمانہ جس میں غذائی قلت عام تھی اور لوگوں کو پیٹ بھرنے کے لئے کھانا تک ملنا مشکل ہوتا تھا، صوفیہ اپنی خانقاہوں میں ہر روز ہزاروں افراد کو کھانا کھلایا کرتے تھے۔ بے شمار لوگ جو خانقاہ میں نہیں آسکتے تھے ان کے گھر پر کھانا بھیج دیا جاتا تھا اور جن لوگوں کے گھر دو تھے ان کے گھر راشن بھیج دیا جاتا۔ خدمت خلق کا یہ طریقہ عام صوفیوں کا طریقہ تھا مگر حضرت خواجہ معین الدین چشتی اجمیری رحمۃ اللہ علیہ نے اس پر بہت زور دیا اور اسی غریب پروری کے سبب انھیں عوام نے ''خواجہ غریب نواز'' کے لقب سے پکارنا شروع کر دیا۔ خواجہ صاحب کی تعلیمات میں اگرچہ مختلف قسم کے سبق موجود ہیں مگر سب سے زیادہ زور دیا گیا ہے غریبوں کے

تعاون پر کیوں کہ صوفیہ کے نزدیک اللہ تک

پہنچنے کا بہتر راستہ ہے اس کے بندوں کی خدمت کرنا۔ اللہ اپنے ایسے بندوں سے خوش ہوتا ہے جو اس کے بندوں کو خوش رکھتے ہیں۔ اللہ کو اپنی مخلوق سے بے حد پیار ہے۔ ایک ماں اپنے بچے سے جس قدر محبت کرتی ہے اس سے بہت زیادہ اللہ اپنے بندوں سے محبت کرتا ہے لہٰذا وہ ان لوگوں سے خوش ہوتا ہے جو اس کے بندوں سے محبت کرتے ہیں اور ان کی خدمت کرتے ہیں۔ صوفیہ کے یہاں بھی اس پر عمل پایا جاتا ہے۔ اللہ والوں کی خانقاہیں ہمیشہ بندگان خدا کے لیے کھلی رہتی تھیں اور یہاں سے ہر کوئی اپنے مسئلے کا حل پایا کرتا تھا۔ خواجہ معین الدین چشتی کا آستانہ بھی لوگوں کے لئے ہمیشہ پناہ گاہ بنا رہتا تھا اور اسی لیے آپ فرماتے ہیں: ''عاجزوں کی فریاد رسی، حاجت مندوں کی حاجت روائی، بھوکوں کو کھانا کھلانا، اس سے بڑھ کر کوئی نیک کام نہیں۔'' (دلیل العارفین)

خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ اپنے اس پیغام پر ہمیشہ عامل رہے اور آپ کے اس پیغام کو آپ کے چاہنے والوں نے اپنے لئے حرز

جاں بنا لیا۔ آپ کی سیرت میں ملتا ہے کہ کسی کسان کی حاجت روائی کے لیے آپ نے اجمیر سے دلی کا سفر کیا۔ حالانکہ اس کے لئے آنے کی ضرورت نہیں تھی۔ آپ اگر خط لکھ دیتے تو کسان کا کام ہوسکتا تھا اور بادشاہ وقت اس کی مدد کر دیتا مگر غریب کسان کی تالیف قلب کے لئے اجمیر سے دلی کا سفر کیا۔ صوفیہ کے اسی طریقہ کار نے دنیا کا دل جیتا اور انھیں اخلاق کا اعلیٰ نمونہ بنایا۔ ان کے پیغامات صرف زبانی نہیں تھے بلکہ کردار وعمل کے ذریعے بھی انھوں نے وہی درس دیئے جو اقوال وگفتار سے دیئے۔ حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک خدمت خلق کی کیا اہمیت ہے اس کا اندازہ ان کے ایک قول سے ہوتا ہے۔

''جس میں یہ تین خصلتیں ہوں گی، وہ اس حقیقت کو جان لے کہ خدائے تعالیٰ اس کو دوست رکھتا ہے۔ اول سخاوت دریا کی طرح۔ دوسری شفقت، آسمان کی طرح۔ تیسری خاکساری زمین کی طرح۔ فرمایا، جس کسی نے نعمت پائی، سخاوت سے پائی اور جو تقدم حاصل کرتا ہے، صفائے باطن سے حاصل کرتا ہے۔''

نماز، روزہ، حج وزکوٰۃ کا حکم اللہ کی طرف سے دیا گیا ہے اور ان کی اہمیت اپنی جگہ مسلم ہے مگر خدمت خلق کی اپنی فضیلت ہے اور آج کے دور میں اسی کی کمی ہے۔ مسجدوں میں نمازیوں کی بھیڑ نظر آتی ہے، رمضان میں روزہ رکھنے والے بھی کم نہیں ہیں اور حج کے وقت حاجیوں کی کثرت بھی دکھائی دیتی ہے مگر آج کے معاشرے میں اگر کمی نظر آتی ہے تو خدمت خلق کرنے والوں کی، اللہ کے بندوں کی غمگساری کرنے والوں کی اور اللہ کی مخلوقات سے اس کی رضا کے لیے بے لوث محبت کرنے والوں کی۔

اللہ کے بندوں کی خدمت کرنا، ان کے دکھ درد میں کام آنا، بھوکوں کو کھانا کھلانا، ضرورتمندوں کی ضرورتیں پوری کرنا اور پریشان حال لوگوں کی پریشانی کو دور کرنا خواجہ غریب نواز کی زندگی کا مقصد تھا۔ اسے آپ نے اللہ کی رضا کا ذریعہ سمجھا۔ خود قرآن کریم اور سیرت نبوی میں بھی اسی کا حکم ملتا ہے مگر کس قدر افسوس کی بات ہے کہ آج نمازی ملتے ہیں، حاجی ملتے ہیں، حج وزکوٰۃ ادا کرنے والے بھی ملتے ہیں مگر خدمت خلق کرنے والوں کی کمی ہے۔ خواجہ صاحب کے بعد جو لوگ آپ کے نقش قدم پر چلنے والے تھے، انھوں نے بھی آپ کے سبق کو یاد رکھا اور حاجت مندوں کی حاجت روائی کرتے رہے۔

اسی مقصد سے ان کے روحانی جانشینوں نے ملک بھر میں خانقاہیں قائم کیں اور خود کو پوری طرح خدمت خلق کے لئے وقف کر دیا۔ خواجہ غریب نواز نے خدمت خلق کا جو کام شروع کیا تھا وہ بعد کے دور میں بھی جاری رہا اور آپ کے مشن کو آگے بڑھانے والے اس پر عامل رہے۔ صوفیہ کے تذکرے بتاتے ہیں کہ آپ کے مریدین اور خلفا نے ملک بھر میں خانقاہیں قائم کیں، لنگر شروع کئے اور عوام الناس کی فلاح کے کام کئے۔ خواجہ قطب الدین بختیار کاکی، حضرت حمید الدین ناگوری، بابا فرید الدین مسعود گنج شکر، محبوب الٰہی نظام الدین اولیاء اور ان کے خلفاء ومریدین نے عوامی فلاح کے جو کام کئے وہ اپنی مثال آپ ہیں اور عین خواجہ غریب نواز کی

تعلیمات کے مطابق ہیں۔
حضرت نظام الدین اولیاء رحمۃ اللہ علیہ نے تو اپنے خلفا کو خاص اسی کام کے لیے بنگال، دکن، گجرات اور مدھیہ پردیش وغیرہ کے علاقوں میں بھیجا تھا جہاں ان بزرگوں نے اس مشن کو آگے بڑھایا جس کے لئے خواجہ عثمان ہارونی، خواجہ معین الدین چشتی اور دیگر صوفیہ کوشاں رہتے تھے۔ آج خانقاہی نظام تقریباً ختم ہو چکا ہے اور جو ہے وہ زیادہ تر رسمی ہے مگر جن کاموں کی شروعات پہلے ہو چکی تھی اس کی جھلک آج بھی دیکھنے کو مل جاتی ہے۔ آج بھی خانقاہوں میں لنگر کا اہتمام کیا جاتا ہے جو اسی لنگر کی یاد ہے جو صوفیہ کی خانقاہوں میں چلا کرتا تھا۔
چشتی سلسلے کے بزرگوں کے ملفوظات، مکتوبات اور تذکروں میں خدمت خلق کا درس ہر دور میں رہا ہے اور خواجہ غریب نواز رحمۃ اللہ علیہ اپنی مجلسوں میں اس کو بار بار دہراتے رہتے تھے۔ آپ نے جو اپنے مرشد خواجہ عثمان ہارونی رحمۃ اللہ علیہ کے ملفوظات جمع کئے ہیں، ان میں مرشد کے حوالے سے حضرت خواجہ حسن بصری کی کتاب آثار الاولیاء کا ایک حصہ نقل کیا ہے:
''صدقہ ایک نور ہے، صدقہ جنت کی حوروں کا زیور ہے اور صدقہ 80 ہزار رکعت نماز سے بہتر ہے جو پڑھی جائے۔ صدقہ دینے والے روزِ حشر عرش کے سائے میں ہوں گے۔ جس نے موت سے قبل صدقہ دیا ہوگا وہ اللہ کی رحمت سے دور نہ ہوگا۔ پھر فرمایا صدقہ جنت کی راہ ہے، جو صدقہ دیتا ہے وہ اللہ سے قریب ہوتا ہے۔ حضرت خواجہ شریف زندنی رحمۃ اللہ علیہ کا لنگر صبح سے رات گئے تک جاری رہتا، جو کوئی آتا کھانا کھا کر جاتا۔ آپ فرمایا کرتے تھے اگر لنگر میں کچھ نہ ہو تو پانی سے تواضع کرو کوئی خالی نہ جائے۔ پھر فرمایا زمین بھی سخی آدمی پر فخر کرتی ہے، جب وہ چلتا ہے تو نیکیاں اس کے نامۂ اعمال میں لکھی جاتی ہیں۔''
(انیس الارواح۔ ملفوظات خواجہ عثمان ہارونی، مرتبہ خواجہ معین الدین چشتی)
صدقہ، خدمت خلق کا ذریعہ ہے اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات طیبہ میں اس کی خاص اہمیت رہی ہے۔ صوفیہ نے اس سنت پر عمل جاری رکھا اور کم سے کم اثاثے پر زندگی گزارنا قبول کیا۔ یہ سبھی سلسلہ طریقت میں موجود ہے مگر چشتی سلسلہ جو برصغیر ہند و پاک میں زیادہ پھیلا اس میں خدمت خلق پر خصوصی زور دیا گیا جو صدقہ کی ہی ایک صورت تھی۔ اسی لئے خدمت خلق سلسلہ چشتیہ میں صدیوں تک جاری رہا اور جبتک اس سلسلے کے صوفیہ موجود رہے وہ خواجہ صاحب کے مشن کو آگے بڑھانے کا کام کرتے رہے جو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے مشن کا حصہ تھا۔ خواجہ معین الدین چشتی نے اپنے مرشد کے کئی اقوال تحریر کئے ہیں جو خدمت خلق کے سلسلے میں ہیں۔ ایک مقام پر ہے:
''جب کوئی پیاسے کو پانی پلاتا ہے، اس وقت اس کے تمام گناہ بخش دیئے جاتے ہیں، وہ ایسا ہو جاتا ہے جیسا ابھی ماں کے پیٹ سے پیدا ہوا ہو، اگر وہ مر جائے تو اس کا شمار شہداء میں ہوگا۔ پھر فرمایا جو شخص بھوکے کو کھانا کھلائے اللہ اس کی ہزار حاجتوں کو پورا کرتا ہے اور جہنم کی آگ سے اسے آزاد کرتا ہے، اور جنت میں اس کے لئے

ایک محل مخصوص کرتا ہے۔، ،۔ ایک دوسری جگہ خواجہ عثمان ہارونی کا ہی قول درج ہے:

’’میں نے خواجہ مودود چشتی کی زبانی سنا کہ اللہ تعالیٰ تین گروہوں کی طرف نظر رحمت فرماتا ہے، پہلے وہ باہمت لوگ جو محنت کر کے اپنے کنبہ کو پالتے ہیں۔ دوسرے جو اپنے پڑوسیوں سے اچھا سلوک کرتے ہیں اور وہ عورتیں جو اپنے شوہروں کا حکم مانتی ہیں۔ تیسرے وہ جو فقیروں اور عاجزوں کو کھانا کھلاتے ہیں۔،،

صوفیہ کا ماننا تھا کہ اللہ تعالیٰ، رحمٰن ورحیم ہے لہٰذا اس کی مخلوق کو بھی اس کی صفت رحمت کا مظہر ہونا چاہئے۔ وہ کریم ہے اور اپنے بندوں پر کرم فرماتا ہے۔ وہ محسن ہے اور اپنی مخلوقات پر احسان کرتا ہے، وہ اپنی مخلوقات سے بے حد محبت کرتا ہے لہٰذا اس کی مخلوق کی خدمت کے ذریعے اس کی رضا کو پایا جا سکتا ہے۔ وہ اپنے بندوں کی خدمت سے خوش ہوتا ہے۔

کرو مہربانی تم اہل زمیں پر
خدا مہرباں ہوگا عرش بریں پر

خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ اور عرفان الٰہی۔ شریعت کیا ہے اور طریقت کیا ہے؟ کیا کوئی شخص شریعت پر عمل سے آزاد ہو سکتا ہے؟ کیا عرفان الٰہی کے لئے شریعت پر کامل عمل ضروری ہے؟ کیا طریقت تک رسائی کے بعد شریعت سے آزادی مل جاتی ہے؟ اس قسم کے سوال عام طور پر سننے کو مل جاتے ہیں۔ اس سلسلے میں علماء، صوفیہ اور بزرگان دین نے بہت واضح جوابات دیئے ہیں اور حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ کی تعلیمات میں بھی اس سلسلے میں وضاحت ملتی ہے۔ اصل بات یہ ہے کوئی بھی شخص جو مسلمان ہونے کا دعویدار ہو اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے لائے ہوئے دین میں یقین رکھتا ہو، وہ جب تک ہوش وخرد میں ہے، تب تک دین مصطفوی اور شریعت محمدی کی پیروی سے آزاد نہیں ہو سکتا۔ خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ ان صلحاء میں سے تھے جن کا مقصد ہی شریعتِ محمدی کی دعوت دینا تھا اور اللہ کی زمین پر اللہ کی احکام کو رائج کرنا تھا۔ آپ کی اسی دعوت کے نتیجے میں برصغیر میں اسلام کا پرچم لہرایا اور دین واحکام دین کا بول بالا ہوا۔

خواجہ غریب نواز رحمہ اللہ علیہ کی تعلیمات کہتی ہیں کہ طریقت، شریعت کا ہی حصہ ہے، اس سے الگ کوئی راہ نہیں۔ مومن کے لیے ہر حال میں اس پر عمل ضروری ہے اور نماز، روزہ، حج وزکوٰۃ سمیت تمام احکام شریعت پر عمل لازمی ہے۔ یہی سبب ہے کہ خواجہ غریب نواز نے عبادت وریاضت میں کثرت کی اور اہل ایمان کو ہر حال میں احکام شریعت پر عمل کرنے کا حکم دیا۔ آپ کے ملفوظات ’’دلیل العارفین‘‘ میں ایسے اہل اللہ کے واقعات بیان کئے گئے ہیں، جنھوں نے نماز وعبادت میں خود کو اس طرح مصروف رکھا کہ دنیا کے معاملات سے بے نیاز ہو گئے۔ دلیل العارفین میں ایک بزرگ شیخ اوحد الواحد غزنوی کا ذکر ہے، جن سے خواجہ صاحب دوران سفر ملک شام کے قریب کسی شہر کے باہر ایک غار میں ملے۔ یہ بزرگ عبادت الٰہی اور خشیت ربانی کی کثرت سے سوکھ کر خشک لکڑی کی طرح ہو گئے تھے اور جسم پر محض ہڈی اور جلد باقی بچی تھی۔

بزرگ نے خواجہ صاحب سے فرمایا کہ ''جب میں نماز ادا کرتا ہوں تو اپنے آپ کو دیکھ کر روتا ہوں کہ اگر ذرہ بھر شرط نماز ادا نہ ہوئی تو سب کچھ ضائع ہو جائے گا۔ اسی وقت یہ طاعت میرے منہ پر دے ماریں گے۔''۔ اس بات سے اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ نماز اور احکام شریعت کی خواجہ صاحب اور ان کے ممدوحین کی نظر میں کیا اہمیت تھی۔ حالانکہ اس کے علاوہ بھی آپ کے ملفوظات میں جگہ جگہ نماز اور احکام دین پر عمل کی تاکید ملتی ہے۔

شریعت پر عمل کے بغیر چارہ نہیں خواجہ غریب نواز کی تعلیمات کہتی ہیں کہ شریعت پر عمل ہر حال میں لازم ہے اور اس سے کسی بھی طرح نجات نہیں۔ اس تعلیم پر آپ کے بعد آپ کے جانشینوں نے عمل کیا۔ خواجہ قطب الدین بختیار کاکی، بابا فرید الدین گنج شکر، محبوب الٰہی نظام الدین اولیاء۔ خواجہ حسام الدین مانکپوری اور اس سلسلے کے دوسرے بزرگوں نے ہمیشہ اور ہر حال میں شریعت کے احکام پر عمل کیا۔ شریعت پر کامل عمل کے بغیر طریقت کی منزل پر گامزن نہیں ہوا جا سکتا۔ چنانچہ دلیل العارفین میں خواجہ معین الدین چشتی کا قول درج ہے:

''راہ شریعت پر چلنے والوں کا شروع یہ ہے کہ جب لوگ شریعت میں ثابت قدم ہو جاتے ہیں اور شریعت کے فرمان بجا لاتے ہیں اور ان کے بجا لانے میں ذرہ بھر تجاوز نہیں کرتے تو اکثر وہ دوسرے مرتبے پر پہنچتے ہیں جسے طریقت کہتے ہیں۔ اس کے بعد جب مع شرائط طریقت میں ثابت قدم ہوتے ہیں اور تمام احکام شریعت بلا کم وکاست بجا لاتے ہیں تو معرفت کے درجے کو پہنچ جاتے ہیں، جب معرفت کو پہنچتے ہیں تو شناخت وشناسائی کا مقام آ جاتا ہے۔ جب اس مقام پر بھی ثابت قدم ہو جاتے ہیں تو درجہ حقیقت کو پہنچتے ہیں۔ اس مرتبے پر پہنچ کر جو کچھ طلب کرتے ہیں پا لیتے ہیں۔''

عارف کون ہے؟ تصوف نام ہے عرفانِ خداوندی کے راستے کا اور اس راستے پر چلنے والوں کو ہی صوفی یا عارف کہا جاتا ہے۔ راہ تصوف وعرفان کے راہی اپنے خالق ومالک کے عرفان کی جدوجہد میں لگے رہتے ہیں۔ صوفیہ اس راستے کو طویل اور مشکلوں سے بھرا ہوا مانتے ہیں۔ اس راستے پر چلنے والوں کو دوران سفر مختلف قسم کے حالات کا سامنا کرنا پڑتا ہے تب عرفان خداوندی کی منزل ملتی ہے۔ خواجہ معین الدین چشتی فرماتے ہیں:

''عارف اس شخص کو کہتے ہیں کہ تمام جہان کو جانتا ہو اور عقل سے لاکھوں معنی پیدا کر سکتا ہو اور بیان کر سکتا ہو اور محبت کے تمام دقائق (باریکیاں نکتے) کا جواب دے سکتا ہو اور ہر وقت بحر باطن ونکتہ میں تیرتا رہے تاکہ اسرارِ الٰہی وانوارِ الٰہی کے موتی نکالتا رہے اور دیدہ ور جوہریوں کے سامنے پیش کرتا رہے۔ جب وہ اسے دیکھیں پسند کریں۔ ایسا شخص بے شک عارف ہے۔

بعد ازاں اسی وقت فرمایا کہ عارف ہر وقت ولولۂ عشق میں مُبتلا رہتا ہے اور قدرتِ خدا کی آفرینش میں متحیر رہتا ہے۔ اگر کھڑا ہے تو بھی دوست کے وہم میں اور اگر بیٹھا ہے تو بھی دوست کا ذکر کرتا ہے۔ اگر سویا ہے تو بھی دوست کے خیال میں متحیر

ہے۔اگر جاگتا ہے تو بھی دوست کے حجاب عظمت کے گرد طواف کرتا ہے۔"

عرفان الٰہی کا راستہ۔ عرفان وتصوف کی راہ ہی خداشناسی کی راہ ہے۔یہاں منزل تک رسائی کے لئے کئی مشکل مرحلوں سے گذرنا پڑتا ہے۔ یہی سبب ہے کہ اس راہ پر چلنے والے زہد وتقویٰ اور عبادت وریاضت کو اپنا معمول بنا لیتے ہیں۔ جس طرح موتی پانے کے لئے سمندر میں غوطے لگانا پڑتا ہے اسی طرح عرفان حق کے لیے بھی عبادت و ریاضت کے دشوار گزار مراحل سے گزرنا پڑتا ہے۔

انسان کی تخلیق کا مقصد ہی یہ ہے کہ وہ اپنے خالق کا عرفان حاصل کرے اور اسے پہچاننے کی کوشش کرے۔ حالانکہ اللہ کی ذات ایسی نہیں کہ وہ انسان کے وہم وگمان میں بھی آ سکے مگر باوجود اس کے، اُس کی ذات وصفات کو سمجھنے کی کوشش لازمی ہے۔ حالانکہ اس جد و جہد میں ایک مقام وہ بھی آتا ہے جب عارف کی جانب رحمت الٰہی متوجہ ہوتی ہے۔ حضرت خواجہ غریب نواز نے فرمایا:

"عرفان میں ایک حالت ہوتی ہے، جب اس پر یہ حالت طاری ہوتی ہے، تو وہ ایک ہی قدم میں عرش سے حجاب عظمت تک کا فاصلہ طے کر لیتا ہے۔ وہاں سے حجاب کبریا تک پہنچ جاتے ہیں، پھر دوسرے قدم پر اپنے مقام پر آ جاتے ہیں۔ (پھر خواجہ صاحب آبدیدہ ہو گئے اور فرمایا) عارف کا سب سے کم درجہ یہی ہے، لیکن کامل کا درجہ اللہ تعالیٰ ہی جانتا ہے کہ کہاں سے کہاں تک ہے۔"

شریعت پر عمل لازم ہے۔ شریعت کو اس کی روح کے مطابق عمل میں لانا ہی راہ طریقت کا مقصد ہے۔شریعت پر کامل طور پر عمل کرنے والا ہی طریقت کے راستے کا مسافر کہا جاتا ہے۔ انسان اللہ کے احکام پر جس قدر عامل ہوگا، وہ اسی قدر کامل سالک ہوگا۔ ایسے میں ایک مقام آتا ہے جب سالک کا دل عشق الٰہی کی بھٹی میں تپ کر پختہ ہو جاتا ہے۔ حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ" عاشق کا دل محبت کا آتش کدہ ہوتا ہے۔ جو کچھ اس میں جائے اسے جلا دیتا ہے اور ناچیز کر دیتا ہے کیونکہ عشق کی آگ سے بڑھ کر کوئی آگ تیز نہیں ہے۔"

شاید اسی کا نام محبت ہے شیفتہؔ
اک آگ سی ہے سینے کے اندر لگی ہوئی

اس مضمون میں خواجہ غریب نواز کے ملفوظات سے جو بھی اقتباس پیش کئے، ان سے یہی بات سامنے آتی ہے کہ طریقت کی راہ شریعت سے الگ نہیں ہے اور احکام دین پر عمل ہر حال میں لازم وضروری ہے۔ انسان طریقت میں جتنا کامل ہوگا، وہ شریعت پر اسی قدر کاربند ہو گا۔ آج ایسے لوگوں کی کمی نہیں جو خواجہ معین الدین چشتی کی عقیدت کا دم بھرتے ہیں اور ان کے آستانے پر حاضری دینا باعث خیر وبرکت سمجھتے ہیں۔ اللہ والوں سے عقیدت ومحبت اچھی بات ہے اور آداب شریعت کا لحاظ کرتے ہوئے ان کے آستانوں پر حاضری بھی باعث اجر وثواب ہے مگر اسی کے ساتھ یہ بھی ضروری ہے کہ ان کی تعلیمات کو اپنایا جائے۔ انھوں نے جس مقصد کے لئے اپنی پوری زندگی وقف کر دی اور جس مشن

کے لئے وہ اپنے وطن کو چھوڑ کر ہزاروں میل دور ہندوستان تشریف لائے، اس مشن میں لگنا انھیں سب سے بڑی خراج عقیدت ہے۔ اگر ہم آج خواجہ صاحب کی عقیدت کا دم بھرتے ہیں تو یہ بھی ضروری ہے کہ احکام شریعت کی پابندی کریں اور عرفان الٰہی کی کوشش کریں۔ انھوں نے جو اللہ اور اس کے بندوں سے محبت کا درس دیا ہے اس پر عمل پیرا ہوں اور انسانیت کے خیر خواہ بنیں۔ اللہ ہم سب کو اس کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین یا رب العالمین۔

حضرت مولانا شاہ نواز عالم مصباحی ازہری صاحب
سربراہ اعلیٰ جامعہ حنفیہ رضویہ مانک پور شریف
کنڈہ پرتاپ گڑھ یوپی

منقبت خواجہ غریب نواز علیہ الرحمہ

نتیجہ فکر: **سید اولاد رسول قدسی**
امریکہ

تمہارے در پہ خواجہ میں نے ہر دم دلکشی دیکھی
یہاں بغداد سے آتی ہوئی اک روشنی دیکھی

میسر کیوں نہ ہو مجھ کو سکوں اس در کے سائے میں
یہاں رحمت کی چادر چار سو میں نے تنی دیکھی

سمجھ کر ہیچ ٹھکراتے ہیں جس کو یہ جہاں والے
وہی شئ آستانے پر تمہارے قیمتی دیکھی

یقینا تم مداوائے غم عالم ہو اے خواجہ
تمہارے در پہ بٹتی روز و شب میں نے خوشی دیکھی

سر تسلیم خم کرنا پڑا آواز حق سن کر
عدو دیں نے جب شان ولایت آپ کی دیکھی

دی جب ترجیح باغ چشت کے خاروں کو پھولوں پر
تو دنیا کے چمن میں ہر طرف اک کھلبلی دیکھی

مچل کر زائر خوش بخت کہتا ہے بفضل رب
ہواؤں میں یہاں تسکین قلبی سرمدی دیکھی

تمہارا نام نامی آتے ہی لب پر مرے خواجہ
مصائب کے تلاطم سے نکلتی زندگی دیکھی

لگا یوں آ گئے ہیں ہم حسین طیبہ کی چھاؤں میں
عجب پرنور اجمیر معلّٰی کی گلی دیکھی

تمہارے گلستاں کی کیا کرے قدسی بیاں توصیف
خزاں نے چشم حیرت سے گلوں میں تازگی دیکھی

ایک فقیر! دنیا جسے کہتی ہے سلطان

از: غلام مصطفی نعیمی

سرزمین ہند اپنی گوناگوں خصوصیات وصفات کی بنا پر پورے برصغیر میں ایک نمایاں حیثیت رکھتی ہے اس سرزمین کی خاک سے کتنے ایسے اعاظم رجال پیدا ہوئے جنہوں نے اپنے اپنے دور میں اپنی استعداد و صلاحیت کی بنا پر ایسی شہرت حاصل کی جس کی بدولت مادر وطن کا چرچا حدود و قیود کو توڑتا ہوا چہار دانگ عالم پھیل گیا ۔ذرات ہند نے کچھ ایسے افراد پیدا کئے جنہوں نے اپنے علم و ہنر ،اخلاق و مروت ،ہمت و جوانمردی ،شجاعت و بہادری ،ایثار و قربانی اور محبت و وفا کی اعلیٰ روش اپنا کر سرزمین ہند کو وقار بخشا اور مادر وطن کا نام اونچا کیا۔

لیکن سرزمین ہند کو شہرت کے بام عروج پر پہنچانے والی ایک ذات جس نے ہندوستان کو غیر معمولی شہرت و اہمیت دلائی ،جس کی بدولت ہند کے متعلق لوگوں کو اپنی رائے تبدیل کرنا پڑی ،جس نے ہند کی عظمت و شہرت کو ثریا سے بھی اوپر پہنچا دیا اور سرزمین ہند کو محترم و مکرم زمین بنا دیا یہ وہ ذات تھی جس نے ہندوستان میں جنم نہیں لیا تھا ،جو یہاں سے ہزاروں میل دور سے آیا تھا۔جس کا ہند کے رہن سہن ،زبان ،لباس ،تہذیب رسوم و رواج سے کبھی سابقہ نہ پڑا تھا۔وہ آیا تو یہاں کے ذرے ذرے کے لیے اجنبی تھا مگر اس جنبی کے مبارک قدموں سے ہندوستان کی زمین کو وہ برکت حاصل ہوئی کہ سرزمین ہند اقوام غیر کیلئے قابل رشک ہوگئی۔اس اجنبی فقیر کے قدموں سے لگ کر ہندوستان کو وہ عظمت و رفعت حاصل ہوئی کہ لوگ اس کو قدر کی نگاہ سے دیکھنے لگے اس اجنبی نے سرزمین ہند کو جو اس وقت جہالت و نادانی ،توہم و اصنام پرستی اور فرسودہ رسم و رواج میں دنیا کی دیگر قوموں سے میلوں آگے تھی ایسا وقار بخشا کہ ہر چہار جانب ہند کی خوبیوں کا چرچا ہو گیا اور لوگ جوق در جوق اس سرزمین میں آباد ہونے لگے۔سرزمین ہند کو عزت و وقار بخشنے والی اس اجنبی کی ذات کو آج سارا ہندوستان سلطان الہند ،عطائے رسول ،جگر گوشہ بتول ،خواجہ خواجگاں ،خواجہ ہندوستاں خواجہ معین الدین حسن سنجری چشتی کے نام سے جانتا پہچانتا اور مانتا ہے۔

ولادت باسعادت:

عطاے رسول حضرت خواجہ غریب نواز رضی اللہ عنہ کی ولادت با سعادت ملک سجستان کے زرخیز علاقے سنجر میں ہوئی جس کی بنا پر آپ سنجری کہلاتے ہیں۔ والد گرامی حضرت خواجہ غیاث الدین سنجری اپنے وقت کے نامور عالم دین نہایت متقی پرہیزگار اور مقبول عام شخصیت تھے ۔والدہ محترمہ حضرت مخدومہ بی بی ماہ

نور ہیں۔ جن کے بطن سے آپ کی صورت میں ولایت کا آفتاب طلوع ہوا جس نے اپنی تابناک کرنوں سے کفر و شرک کے گھٹا ٹوپ اندھیرے کو مٹا کر رکھ دیا اور دیار اصنام میں لا الہ الا اللّٰہ کی صدائیں زبان زد خاص و عام کر دیں۔ آپ کے والدین حسنی و حسینی سادات میں سے ہیں اس طرح آپ کا سلسلہ نسب دونوں طرف سے امام الاولیاء باب مدینۃ العلم حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم تک پہنچتا ہے۔

ہندوستان میں آمد

سرزمین ہند اس وقت جغرافیائی اعتبار سیکڑوں ٹکڑوں میں بٹی ہوئی تھی۔ لیکن مذہبی اعتبار سے سیکڑوں نہیں بلکہ ہزاروں سے زیادہ طبقات میں بٹی ہوئی تھی۔ قدم قدم پر بت پرستی فرسودہ رسم و رواج، کہیں چاند درجہ معبودیت پر فائز، تو کہیں سورج منصب الوہیت پر متمکن، تو کہیں ستارے، جانور، درندے، درخت، دریا، اور آگ جیسے خود ساختہ معبود خدائی کے منصب پر براجمان تھے ایسے سخت کفریہ ماحول میں ایک اجنبی فقیر اپنے چند مریدوں کو لیکر ۱۱۹۳ء مطابق ۵۵۸ھ میں دہلی ہوتے ہوئے اجمیر کی دھرتی کو اپنے قدوم میمنت سے سرفراز فرماتا ہے۔

اعلان حق

سرزمین ہند میں چوں کہ ہر طرف کفر و شرک کے پرستار اور ہزاروں معبودان باطلہ کے آگے سجدہ ریز ہونے والے افراد تھے ایسے میں آپ کا اعلان حق اور کلمہ توحید لا الہ الا اللّٰہ محمد رسول اللّٰہ کا برملا اظہار سب کو آپ کا مخالف بنا گیا اجمیر میں اس وقت پرتھوی راج چوہان نامی راجہ کی حکومت تھی اس نے آپ کو ہر ممکن طریقے سے ہراساں کرنے کی کوشش کی آپ کے خادموں کو ڈرایا دھمکایا کہ وہ تبلیغ اسلام بند کر دیں اور علاقہ چھوڑ کر چلے جائیں مگر ع

یہ وہ نشہ نہیں جسے ترشی اتار دے

جتنی مخالفت بڑھتی گئی اسلام کی اشاعت بھی اتنی ہی بڑھتی گئی یہاں تک کہ اسلام کے ماننے والوں کی ایک کثیر جماعت ہوگئی۔ جو بھی حضرت خواجہ غریب نواز کی سیرت آپ کی غرباء پروری، انسانیت نوازی، اور اخلاص و محبت بھرے کردار کو دیکھتا دائرہ اسلام میں آکر مشرف بایمان ہو جاتا۔

تصوف اور خواجہ

عام طور پر اولیاء کرام نے ہمیشہ محبت و بھائی چارگی کے جذبات کو بڑھا کر، اخوت و انسانیت کو پروان چڑھا کر اسلام کی اشاعت فرمائی ہے انہیں خوبیوں کی بدولت عوام نے انہیں صوفی کے عظیم لقب سے پکارا حضرت خواجہ غریب نواز بھی صوفیاء کرام کی جماعت میں نمایاں اہمیت کے حامل رہے ہیں اور بلا شبہ آپ نے تصوف کی آبیاری بھی فرمائی ہے۔

آج کے اس پرفتن دور میں جبکہ ہر طرف سے اسلام و مسلم کو نشانہ بنایا جا رہا ہے، اسلام کی مقتدر ہستیوں کو اپنی فکری آوارگی کا تختہ مشق بنانے کی ہوڑ سی لگی ہوئی ہے اور کوشش کی جا رہی ہے اسلام کی چودہ سو سال کی مربوط تاریخ کو بے وقعت بنا دیا جائے ایسے پر آشوب دور میں بجائے اس کے کہ مخالفین اسلام کے حملوں کا جواب دیا جائے کچھ کلمہ گو طبقات تصوف اور صوفیاء کو سرے سے ہی خارج کرنے پر آمادہ ہیں

اور تصوف کو مسلمانوں کیلئے ''زہر ہلاہل'' سمجھنے سمجھانے کے مشن پر لگے ہوئے ہیں اور عام مسلمان کے ذہن کو یہ باور کرارہے ہیں کہ تصوف شریعت کا دشمن ہوتا ہے، تصوف کا شریعت سے کوئی تعلق ہی نہیں ہوتا اور دین سے بیزار شخص ہی صوفی ہوتا ہے۔ مگر یہ پروپیگنڈہ سراسر غلط بیانی اور کھلا ہوا جھوٹ ہے۔

تصوف کیا ہے؟

امام احمد رضا محدث بریلوی اپنی کتاب ''مقال عرفا باعزاز شرع و علما'' میں تحریر فرماتے ہیں کہ عارف باللہ سیدی عبد الوہاب شعرانی قدس سرہ فرماتے ہیں التصوف انما ھو زبدۃ عمل العبد باحکام الشریعۃ تصوف کیا ہے؟ بس احکام شریعت پر بندے کے عمل کا خلاصہ ہے (طبقات الشافعیۃ الکبریٰ ص ۴) سیدی ابوعبداللہ محمد بن خفیف ضبی قدس سرہ فرماتے ہیں التصوف تصفیۃ القلوب و اتباع النبی صلی اللہ علیہ وسلم فی الشریعۃ تصوف اس کا نام ہے کہ دل صاف کیا جائے اور شریعت میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی کی جائے (ایضاً |۱۸۲)

سطور گذشتہ میں منقولہ عبارات سے ثابت ہوا کہ تصوف شریعت دشمن نہیں بلکہ شریعت کے تابع ہوا کرتا ہے، تصوف میں دین سے بیزاری نہیں بلکہ آقا علیہ السلام سے وفاداری ہوتی ہے اور اتباع رسول ہی مقصد اسلام ہے۔ اللہ تعالیٰ کا حکم اور اس کی منشا ہے۔ جیسا کہ حکم ربی ہے ان کنتم تحبون اللّٰہ فا تبعونی ۔اگر تم اللہ سے محبت کرنا چاہتے ہو تو میری (یعنی رسول ہاشمی) کی اتباع و پیروی کرو (سورہ آل عمران ۳۱)

احکام شریعت پر عمل کرنا۔ سیرت رسول کو تمام شعبہ ہائے زندگی میں نافذ کر لینا یہی تصوف ہے اور حضرت خواجہ غریب نواز اس میں بہت نمایاں مقام رکھتے ہیں۔ دن کو روزہ رکھنا، رات کو نوافل ادا کرنا دو تین دن میں کلام الٰہی مکمل کرنا ،اجمیر سے پیدل چل کر حج بیت اللہ ادا کرنا اسی طرح ساری زندگی حضرت خواجہ اتباع رسول کرتے رہے۔

عبادات و ریاضات تقوی و پرہیز گاری ہی انسان کو مقبول خلائق بناتی ہے اس لئے ایک زمانہ آپ کا گرویدہ تھا ہر ایک آپ کے قدموں پر نثار ہونے کو سعادت خیال کرتا جو بھی آپ کے دامن سے وابستہ ہو گیا آپ نے اسے خدا کا عابد اور رسول خدا کا عاشق بنا دیا اور خود زبان حال و قال سے ارشاد فرمایا کرتے :ع

یکے خواں یکے داں یکے جو یکے گوسوا اللہ واللہ زور است و باطل ایک ہی کے کلام کو پڑھ ایک ہی ذات کو جان ایک ہی دروازہ کو تلاش کر ایک ہی طرف توجہ رکھ رب تعالیٰ کی قسم اس کے سوا سب جھوٹے و باطل فانی سایہ ہیں۔

سیدنا شیخ عبد القادر جیلانی المعروف حضرت غوث الاعظم رحمۃ اللہ علیہ ارشاد فرماتے ہیں اقرب الطرق الی اللہ تعالیٰ لزوم قانون العبودیۃ والامساک بعروۃ الشریعۃ۔ اللہ عزوجل کی طرف سب سے قریب راستہ قانون بندگی کو لازم پکڑنا اور شریعت کی گرہ کو تھامے رہنا ہے (بہجۃ الاسرار ۵۰)

سیدنا غریب نواز کی زندگی امور شرعیہ پر عمل سے عبارت ہے فرائض و واجبات سنن و مستحبات اور نوافل پر سختی سے عمل پیرا تھے غریبوں کے ہمدرد ، بے سہاروں کو سہارا دینے والے، حاجت مندوں کی حاجت پوری فرمانے والے اور زمانے بھر کے غریبوں کو نوازنے والے غریب نواز تھے۔

سلطان الہند کون؟

یوں تو ہندوستان پر کم وبیش آٹھ سو نو سو سال مسلمانوں کی حکومت رہی ہے اس دور حکومت میں بڑے بڑے فرماں روا یہاں تخت سلطنت پر متمکن ہوئے مگر کسی شہنشاہ کو یہ عظمت نہ ملی کہ اسے سلطان الہند کہا جاتا یہ لقب اس ذات کو حاصل ہوا جس کے پاس بظاہر دولت کے انبار نہیں تھے ،شاہانہ ٹھاٹ باٹ نہیں تھے ،نوکر چاکر اور سواری کیلئے شاہی اونٹ و گھوڑے نہیں تھے لباس انتہائی سادہ جگہ جگہ سے پیوند لگے ہوئے ، ہاتھ میں لکڑی کا عصا، پیروں میں سادہ سی کھڑاؤں خوراک بیحد معمولی مگر آنکھوں میں معرفت ربانی کا سمندر موجزن، پیشانی پر غلامی رسول کا تاج زریں تھا جس کے لباس فقیرانہ سے انداز شاہانہ کا پتا چلتا تھا۔

آج کسی طرف سے بھی سلطان الہند کی آواز آئے تو بے اختیار ذہن آپ کی ہی طرف جاتا ہے اور یہ کہنا ہی پڑتا ہے کہ آپ ہی حقیقی سلطان الہند ہیں ۔سلطان الہند کی محبت ایمان و عقیدے کی درستگی کی ضمانت ہے ان کی نسبت غلامی سرمایہ افتخار ہے ۔کسی عاشق صادق نے بہت خوب کہا ہے:

ع

سلامتی دل عشاق از محبت تست
وگرنہ ایں دل پر خوں چہ حیثیت دارد

اللہ ہم تمام وابستگان خواجہ کو ان کے فیوض سے مالا مال فرمائے اور اس ملک میں امن و امان عطا فرمائے اور ہمارے وطن عزیز کو عدل وانصاف ،محبت و انسانیت کا گہوارہ بنائے کہ یہی حضرت غریب نواز کی تعلیمات ہے۔

از قلم: غلام مصطفی نعیمی
ایڈیٹر سواد اعظم دہلی

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆
☆☆☆☆☆☆☆☆

حضرت خواجہ نے وادیِ کفر وشرک کو ضیاے ایمان سے منور کر دیا

از: غلام مصطفی رضوی

ملک ہندوستان شرک و کفر کے دَل دَل میں پھنسا ہوا تھا۔بعض علاقے ہی دامن اسلام میں تھے؛ جیسے کیرلا و سندھ۔کثیر علاقے شرک کی تاریکیوں میں ڈوبے ہوئے تھے۔لاکھوں اصنامِ باطل کی پرستش ہوتی تھی۔ پتھروں کے آگے سر جھکے ہوئے تھے۔ پیشانیوں کا وقار مجروح تھا۔ معبودِ حقیقی سے جبیں منحرف تھی۔ایسے ماحول میں سلطان الہند حضرت خواجہ غریب نواز معین الدین حسن چشتی رحمۃ اللہ علیہ ہندوستان کی سرزمین پر تشریف لائے۔آپ کی یہ آمد خدائی حکمت کے تحت ہوئی۔ یہی وجہ ہے کہ لاہور سے دہلی تک- اور دہلی سے اجمیر تک- جہاں جہاں قیام ہوا؛ دلوں سے کفر وشرک کے زنگ دُھلتے رہے۔لوگ جوق در جوق دامنِ اسلام میں آتے رہے۔

جس جگہ اصنام ہی صدیوں سے پرستش کا باعث بنے ہوئے ہوں- وہاں یقیں کے اُجالے بکھیرنا آسان نہیں۔خواجہ غریب نواز نے اپنی سادہ طرزِ زندگی، خوف و خشیت الٰہی سے پُر تعلیمات، اعلیٰ اخلاق، روشن و تاباں کردار کی بدولت کفر کی وادیوں میں اذانِ سحر دی۔ باطن کے اندھیرے دور کیے۔ایمان کے نور سے جبیں کو منور کر دیا۔کشتِ ایماں ہری بھری ہو گئی۔ اجمیر کی دھرتی سے پورے ہندوستان کو کنٹرول فرمایا۔آپ کا نظامِ دعوت وتبلیغ معمولی نہ تھا۔آج لاکھوں افراد میں تبلیغ اسلام کا دعویٰ کیا جاتا ہے اور نتائج و حقائق دعوے کی قلعی کھول دیتے ہیں۔ خواجہ غریب نواز کی تبلیغ مثالی اور نتیجہ خیز تھی۔بجھی طبیعتیں ایمانی نور سے کھل اُٹھیں۔من کی دنیا میں انقلاب آ گیا۔گویا دبستاں کھل گیا۔بنجر وادیاں شاداب ہو گئیں۔تشنہ کام سیراب ہوئے۔شرک کے بادل چھٹے۔ اندھیریاں دور ہوئیں۔ روشنی پھیلتی گئی۔طیبہ سے ایمان کی بادِ بہاری چلی۔ پورا ہندوستان اس سے خوش گوار ہو گیا۔اِسی آفاقی تبدیلی نے مشنِ خواجہ کی مقبولیت کو ہویدا کیا۔اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بریلوی نے خواجہ غریب نواز کی مقبولیت کے ضمن میں اس بات کو ذکر فرمایا ہے کہ: قبولیتِ دُعا کے مقامات میں بارگاہِ خواجہ غریب نواز بھی ہے، جہاں مانگی ہوئیں دُعائیں اجابت کی منزل پر فائز ہوتی ہیں۔

انقلاب کی تازہ لہر نے بہت جلد خواجہ غریب نواز کے مشن کی معنویت کو ظاہر کیا۔خدائی مدد کا جلوہ رونما ہوا۔ اپنے ہی کیا پرائے بھی معترف ہوئے۔مولانا محمد عبدالمبین نعمانی اس انقلابی تبدیلی کے ضمن میں فرماتے ہیں:

آپ کی زندگی بظاہر معمولی اور سادہ تھی ایک چھوٹی سی جھونپڑی میں بیٹھ کر آپ نے

ہندوستان میں جو روحانی انقلاب برپا کیا اس کی مثال پیش کرنے سے تاریخ ہند خالی ہے، یہی وجہ ہے کہ آج آپ کی عقیدتوں کے چراغ بلاتفریق مذہب وملت سب کے دل میں جل رہے ہیں اور جملہ باشندگان ہند آج پروانہ وار آپ کی چوکھٹ پر حاضری دینے کے لیے اپنے کو بے قرار پاتے ہیں، یہ آپ کی وہ روحانی حکومت ہے جس کا اعتراف ایک انگریز حکمراں وائسرائے ہند لارڈ کرزن نے جب وہ ۱۹۰۲ء میں آستانہ غریب نواز پر گیا تھا اس طرح کیا ہے: 'میں نے ایک قبر کو ہندستان میں حکومت کرتے دیکھا ہے'۔ (اکابرین چشت ص ۲ پروفیسر غلام سرور رانا)

خواجہ غریب نواز نے دین کی تعلیمات کو بڑی سادگی کے ساتھ پھیلایا۔ اس میں ان کی اخلاقی عظمت کی قندیل فروزاں دکھائی دیتی ہے۔ آپ کے معرکہ آرا ارشادات میں اصلاح وفلاح کا جہان آباد ہے۔ چند ارشادات مطالعہ کریں:

[۱] محبت میں عارف کا کم سے کم مرتبہ یہ ہے کہ وہ صفاتِ حق کا مظہر ہوجائے اور محبت میں عارفِ کامل کا درجہ یہ ہے کہ اگر کوئی اس کے مقابلے پر دعویٰ کر کے آئے تو وہ اپنی قوت کرامت سے اسے گرفتار کر لے۔

[۲] بدبختی کی علامت یہ ہے کہ کوئی گناہ کرتا رہے، پھر بھی مقبولِ بارگاہِ الٰہی ہونے کی اُمید رکھے۔

[۳] سخاوت کا بڑا درجہ ہے جس نے بھی نعمت پائی سخاوت سے پائی۔

[۴] لوگ منزلِ قرب نہیں پاتے مگر نماز کی ادائیگی میں کیوں کہ نماز مومن کی معراج ہے۔ (ماخوذ: اخبار الاخیار ومونس الارواح)

[۵] جس نے کچھ پایا خدمت سے پایا تو لازم ہے کہ مرشد کے فرمان سے ذرہ برابر تجاوز نہ کرے اور خدمت میں مشغول رہے۔

[٦] نماز بندوں کے لیے خدا کی امانت ہے تو بندوں کو چاہیے کہ اس کا حق اس طرح ادا کریں کہ اس میں کوئی خیانت پیدا نہ ہو۔

[۷] نماز دین کا رکن ہے اور رکن ستون ہوتا ہے تو جب ستون قائم ہوگیا تو مکان بھی قائم ہوگیا۔

[۸] جو بھوکے کو کھانا کھلاتا ہے اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کے اور جہنم کے درمیان سات پردے حائل کر دے گا جن میں سے ہر ایک پردہ پانچ سو سال کی راہ کے برابر ہوگا۔

[۹] اس سے بڑھ کر کوئی کبیرہ گناہ نہیں کہ مسلمان بھائی کو بغیر سبب تکلیف دی جائے اس میں خدا اور رسول دونوں ناراض ہوتے ہیں۔

[۱۰] یہ بھی کبیرہ گناہ ہے کہ جب اللہ تعالیٰ کا نام سنے یا کلام اللہ سنے تو اس کا دل نرم نہ ہو اور ہیبتِ الٰہی سے اس کا ایمان زیادہ نہ ہو۔ (ماخوذ: دلیل العارفین)

ان ارشادات میں اصلاحِ باطن وتزکیہ نفس کا پہلو مستور ہے۔ نمازوں سے رغبت دلائی گئی ہے۔ اعمال کی اصلاح کا پیغام مضمر ہے۔ ان ارشادات پر عمل سے معاشرہ پاکیزہ ہوسکتا ہے۔ ضرورت ہے کہ تعلیمات خواجہ غریب نواز کی اشاعت کر کے معاشرے کی اصلاح کی جائے۔

از: غلام مصطفیٰ رضوی

مالیگاؤں، مہاراشٹر

حضرت خواجہ غریب نواز علیہ الرحمہ کی درویشانہ زندگی

از: عبداللہ رضوانی مرکزی

سرزمین ہند میں ایمان و ایقان کی خوشنما بہاروں کو پھیلانے میں جن عظیم درویشان خدا نے کارہائے نمایاں انجام دیے ہیں، اور اپنی بے لوث خدمات کے ذریعے دین اسلام کو تقویت عطا کی ہے۔ ان ہی میں سے عطائے رسول، خواجہ خواجگاں، سلطان الہند حضرت خواجہ معین الدین چشتی علیہ الرحمہ ذات بابرکات ہے۔آپ کے قدم ناز کی برکتوں سے بے شمار افراد دائرہ اسلام میں داخل ہوئے، اور ہندوستان کی پوری فضا اسلام کی خوشبوؤں سے معطر ہوگئی۔

خواجہ خواجگاں حضرت خواجہ معین الدین چشتی اجمیری علیہ الرحمہ کی ولادت ۵۳۷ھ بمطابق 1142ء کوسجستان یا سیستان کے علاقے سنجر میں ایک پاکیزہ گھرانے میں ہوئی۔والد محترم کا نام خواجہ غیاث الدین اور والدہ کا نام ام الورع المعروف بہ بی بی ماہ نور تھا۔آپ کا دل ایام طفولیت ہی سے دنیائے ناپائیدار کی زیب وزینت سے بیزار اور راہ حق میں گم گشتہ تھی۔اسی دوران ایک روز آپ اپنے باغ کو سیراب کر رہے تھے کہ اپنے وقت کے مشہور مجذوب حضرت ابراہیم قندوری کا وہاں سے گزر ہوا۔آپ نے نہایت عزت واحترام کے ساتھ انھیں بیٹھایا اور خوشۂ انگور سے ان کی تواضع فرمائی۔آپ کے حسن اخلاق کو دیکھ کر اس مجذوب خدا کا دل بہت خوش ہوگیا اور انہوں نے اپنی جیب سے ایک کھلی کا ٹکڑا نکالا اور چبا کر آپ کو دے دیا۔اسے کھاتے ہی آپ کے دل کی دنیا بدل گئی۔کیف و سرور کا بادل چھا گیا۔دل میں محبت خدا جوش مارنے لگی اور راہ سلوک ومعرفت کے مسافر بن گئے اور اسی سرور وسرمستی کے عالم میں آپ نے اپنی تمام املاک فروخت کر کے ساری قیمت فقراء ومساکین میں تقسیم کردی اور رخت سفر باندھ لیا۔

حضرت خواجہ غریب نواز نے اپنے مقصود تک رسائی کے لیے سب سے پہلے جملہ علوم ظاہری سے خود کو آراستہ فرمایا پھر چشمہ معرفت سے سیرابی کے لیے حضرت شیخ عثمان ہارونی کی بارگاہ میں حاضر خدمت ہوئے۔اسرار سلوک سے خوشہ چینی اور جام بادۂ توحید پینے کے بعد آپ کمالات کے اعلیٰ درجے پر فائز ہوگئے۔مرشد برحق کی خدمت اور ان کی نگاہ ناز نے فقر وغنا کے اعلیٰ منازل طے کرادیے۔پیر ومرشد کے پاس سے رخصت ہونے کے بعد بھی کئی سالوں تک اولیاء اللہ کے مزارات پر چلہ کشی فرمائی اور اس وقت کے عظیم بزرگان دین کی صحبت میں رہ کر روحانی فیوض وبرکات سے اپنے دامن کو مالامال فرمایا۔آپ کے مجاہدات وریاضات کی کیفیت یہ

تھی کہ کئی کئی دنوں تک بھوکے رہتے اور ذکر خدا ورسول میں مصروف رہتے جب بھوک کی شدت کا احساس ہوتا توصرف پانچ مثقال برابر روٹی پانی میں بھگو کر کھالیتے۔اکثر قبرستان میں رہائش رکھتے اورروزانہ قرآن پاک ختم فرماتے۔

آپ کی شان درویشی ایسی تھی کہ شہرت پسندی اور ناموری سے کوسوں دور رہا کرتے بلکہ جس جگہ آپ کی شہرت ہوجاتی وہاں سے چلے جاتے تھے۔مراۃ الاسرار میں ہے۔''جس جگہ آپ کی شہرت ہوجاتی آپ وہاں سے چلے جاتے تھے۔چنانچہ آپ تبریز سے مہنہ کی طرف تشریف لے گئے اور شیخ ابوسعید ابوالخیر علیہ الرحمہ کے مزار کی زیارت سے فیضیاب ہوئے۔خرقان گئے تو حضرت شیخ ابوالحسن خرقانی علیہ الرحمہ کے مزار اقدس سے فیض حاصل کیا۔دوسال اس علاقے میں رہنے کے بعد آپ استر آباد تشریف لے گئے اور شیخ ناصرالدین استر آبادی علیہ الرحمہ کا فیض صحبت حاصل کیا۔استر آباد سے خواجہ بزرگ علیہ الرحمہ ہرات تشریف لے گئے اور کافی عرصہ اس علاقے میں رہ کر وہاں کے مشائخ کی زیارت کرتے رہے۔آپ رات دن شیخ عبداللہ انصاری قدس سرہ کے مزار مبارک پر رہتے تھے اور اکثر عشا کی نماز کے وضو کے ساتھ نماز فجر ادا کرتے تھے۔جب ہرات میں آپ کی شہرت زیادہ ہوگئی اور خلقت کا ہجوم ہونے لگا تو وہاں سے رخصت ہوکر سبزوار تشریف لے گئے۔''(مراۃ الاسرار،ص:۵۹۶،۵۹۵ ملخصا)

یوں ہی جب آپ سرزمین ہند تشریف لائے اور دہلی میں خاص وعام آپ کی خدمت میں حاضر ہونے لگے تو وہاں سے اجمیر کی راہ اختیار کرلی بالآخر اجمیر شریف کو ہی مرکز دعوت بنایا۔

حضرت خواجہ غریب نواز علیہ الرحمہ نہایت ہی منکسر المزاج ،حلیم الطبع ،متواضع ،خندہ رو اور عفو ودرگزر کرنے والے تھے،دشمن کے ساتھ بھی نرمی سے پیش آتے اور اسے بخش دیا کرتے تھے۔ایک بار ایک شخص کسی کا آلۂ کار بن کر آپ کے قتل کے ارادے سے آیا،خنجر اس کی آستین میں تھا،آپ کو اس کے ارادے کا پتا چل گیا،پھر جب وہ آیا تو آپ نے اسے بہت پیار سے بیٹھایا اور نہایت نرمی سے کہا کہ جو ارادہ کرکے آئے ہو اسے پورا کرو،وہ کانپ اٹھا اور چھری سامنے رکھ کر معافی کا طلبگار ہوا اور کہا میں حاضر ہوں آپ مجھے میری نیت بد کی سزا دیجئے۔خواجہ غریب نواز نے فرمایا فقیروں کا شیوہ بدلہ لینا نہیں ہے بلکہ ہم لوگوں سے کوئی بدی بھی کرتا ہے تو ہم اس سے نیکی سے پیش آتے ہیں۔

حضرت خواجہ غریب نواز علیہ الرحمہ کی ظاہری زندگی بہت ہی سادہ تھی۔کم کھانا کم بولنا آپ کا شیوہ تھا۔اکثر روزہ سے رہا کرتے۔زیب وآرائش سے دور ہمہ وقت ذکر الٰہی میں مشغول رہتے۔لباس میں سادگی اس طور پر تھی کہ آپ کا لباس صرف دو چادروں پر مشتمل تھا اور اس میں بھی کئی پیوند لگے ہوئے ہوتے تھے۔تواضع وانکساری حد درجہ غالب تھی ہر طرح کے لوگوں سے خندہ روئی کے ساتھ ملتے اوران کی امداد فرمایا کرتے اورلوگوں کی ہر پریشانیوں میں برابر کے شریک رہتے۔زہد وقناعت اور ایثار کا جذبہ اس قدر تھا کہ آپ کے پاس امرا جو بھی

نذر پیش کرتے آپ اسی وقت فقراء میں تقسیم کردیا کرتے۔آپ کالنگر عام تھااس قدر کھانا پکا کرتا کہ شہر کے تمام غربا و مساکین دونوں وقت شکم سیر ہوکر کھاتے۔آپ کے در پر جو کوئی سوالی آتا پھر وہ خالی ہاتھ نہیں جاتا۔

حضرت خواجہ غریب نواز علیہ الرحمہ کی ذات میں عجز وانکساری اور فقیرانہ شان اس قدر غالب تھی کہ جب آپ اشاعت اسلام کے خاطر سرزمین ہند تشریف لائے اور اجمیر مقدس میں قیام فرمایا تو وہاں کے راجہ نے آپ کے ظاہری اوصاف کو دیکھ کر ایک معمولی انسان تصور کیا اور آپ کو وہاں سے دور کرنے کی ہر ممکن کوشش کی اور ناکامی کی صورت میں تکلیف دینا بھی چاہا پر آپ کے تصرفات باطنی نے تمام بدخواہوں کے ارادوں کا قلع قمع کردیا۔آپ کے اخلاق حمیدہ اور اسلام کی صداقت نے لوگوں کے دلوں کو فتح کرلیا۔لوگ جوق درجوق مسلمان ہونے لگے،کوئی ایسادن نہ ہوتا کہ غیر مسلموں کی ایک جماعت آپ کے ہاتھ پر اسلام قبول نہ کرتی۔

حضرت خواجہ غریب نواز علیہ الرحمہ عظمت و بلندی،عروج وارتقا اور قطبیت و محبوبیت کے اعلیٰ مقام پر فائز ہونے کے باوجود رضائے الٰہی کے خاطر اپنی پوری زندگی سادگی ،انکساری،درویشی اور فقیرانہ نہج پر گزاری،لیکن خدائے قدوس نے وہ شان و شوکت سے نوازا کہ بڑے بڑے تاجور بھی آپ کے دربار میں گدابن کر آئے اور بعد وصال آج بھی وہی جلوہ باری نظر آتی ہے،اپنے تو اپنے غیر بھی سرخم کر کے حاضر بارگاہ ہوتے ہیں اور من کی مرادیں پاتے ہیں۔

اسی لیے تو ڈاکٹر اقبال نے کہا ہے:ع

نہ پوچھ ان خرقہ پوشوں کی ارادت ہو تو دیکھ ان کو
ید بیضا لیے بیٹھے ہیں اپنی آستینوں میں

آپ کی سیرت طیبہ آج ہر مسلمان بالخصوص اہل فکر و نظر کے لیے دعوت عمل ہے کہ وہ مال وزر کی ہوس میں اپنی دنیا وآخرت کو تباہ و برباد نہ کریں بلکہ سادگی وانکساری کے ساتھ رضائے مولیٰ کے حصول کے لیے زندگی بسر کریں۔اللہ رب العزت ہمیں ان کی نقوش راہ کا مسافر بنائے۔آمین

از:عبداللہ رضوانی مرکزی
خانقاہ رضوانیہ،نانپور،سیتامڑھی،بہار

☆☆☆☆☆☆☆
☆☆☆☆☆☆☆☆☆

خواجہ معین الدین کی انسان دوستی اور غریب پروری

از: مولانا محمد آفتاب عالم مصباحی

مذہب اسلام نے اس دنیا کی ساری مخلوق کو اللہ کا کنبہ قرار دیا ہے اور اس کے نزدیک پوری نسل انسانی ہم سب کے جد اعلیٰ حضرت آدم علیہ السلام کی اولاد ہے۔ ایک ہی انسان سے پوری دنیا کو سجایا اور اپنے لطف و کرم سے سبھی انسانوں کو رحم و مروت، جذبات و احساسات اور ہم دردی و غم گساری کے اثرات بھی مرحمت فرما دیا ہے، تاکہ وہ ایک دوسرے کے ساتھ اپنے دکھ سکھ کی گھڑیاں بانٹ سکے اور مصاب و الائم کے وقت انسانی دوستی کا اظہار بھی کرے۔

محسن انسانیت حضرت محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نقش قدم پر چلتے ہوے تزکیہ و احسان اور تصوف و طریقت کی علم بردار وہ ذات بابرکات جنہیں تاریخ عالم صوفیہ و مشائخ کے نام سے موسوم کرتی ہے۔ اگر ان کے درخشندہ زندگی کا مطالعہ کرتے ہیں تو ہم پر یہ حقیقت آشکارا ہو جاتی ہے کہ انہوں نے اپنے اخلاق و کردار اور خدمت خلق کے ایسے اعلی نمونے چھوڑے ہیں کہ خوش طبعی اور صحیح طریقوں سے عمل پیرا ہو تو آج بھی بیمار معاشرہ کو شفایابی مل سکتی ہے اور درماندہ حال کو کامیابی کی روشنی مل سکتی ہے۔

ہمارے اس وطن عزیز کے اندر صوفیہ کرام کے درمیان ہند الولی عطائے رسول حضرت خواجہ معین الدین حسن چشتی اجمیری کی ذات گرامی ایک منفرد اور نمایاں حیثیت کی حامل ہے۔ سرزمین ہند پہ آپ سرکردہ اولیا اور سرخیل اصفیا میں سے ایک ہیں۔ آپ کی شان غریب نوازی سے اس ملک کا ہر گوشہ مہکتا ہے، یہاں کا بچہ بچہ آپ کا احسان مند ہے۔ ایک مقام پر حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی چشتی دہلوی قدس سرہ ارشاد فرماتے ہیں کہ ایک بار میں نے اپنے مرشد برحق حضرت خواجہ معین الدین حسن چشتی کا یہ فرمان سنا وہ اپنے پیر و مرشد حضرت خواجہ ہارونی چشتی کے یہ گراں قدر کلمات نقل فرما رہے تھے۔ اگر کسی شخص میں تین خصلتیں پائی جائیں تو سمجھ لو کہ وہ اللہ تعالی کا محبوب بندہ ہے۔ سخاوت و شفقت اور تواضع۔ دریا جیسی سخاوت، آفتاب جیسی شفقت اور زمین جیسی تواضع"۔ (دلیل العارفین)

خدمت خلق اور حاجت روائی کے بارے میں سلطان ہند خواجہ معین الدین چشتی اپنے زبان حق سے ایسی بات بیان کرتے ہیں جس سے درویشی کے مضمرات و اسرار کی گرہیں کھلتے ہیں۔" درویشی اس بات کا نام ہے کہ اس کے پاس جو آئے اسے محروم نہ کیا جائے۔ اگر بھوکا

ہے تو کھانا کھلایا جائے۔ ننگا ہے تو نفیس کپڑا پہنایا جائے۔ کسی شکل میں اسے خالی نہیں واپس کرنا چاہیے، اس کا حال پوچھ کر اس کی دل جوئی کرنی چاہیے۔ (دلیل العارفین)

آپ کے اندر عہد طفولیت ہی سے خدمت خلق، محبت وہم دردی، بندہ نوازی اور حاجت روائی کا جذبہ موجزن تھا۔ زمانہ شیر خوارگی میں بھی آپ کی نرالی شان تھی۔ مورخین تحریر فرماتے ہیں کہ دودھ پینے کے زمانے میں بھی جودوسخا کا یہ عالم تھا کہ جب کوئی عورت اپنے بھوکے بچے کے ساتھ آپ کے یہاں آئی اور دودھ کے لیے اس کا بچہ بے قرار ہونے لگتا تو آپ فوراً اپنی مادر مہربان کو اشارہ فرما دیتے۔ جس کا مطلب یہ ہوتا کہ آپ اپنا دودھ اس بچے کو پلائیں۔ آپ کی والدہ محترمہ یہ اشارہ سمجھ کر اس بچے کو دودھ پلا دیتیں۔ وہ بچہ جب دودھ سے شکم سیر ہو جاتا تو آپ مسرت وشادمانی کا اظہار اپنے رخ زیبا پر ظاہر فرماتے۔

آپ کے بچپن ہی کا ایک واقعہ یہ بھی ہے پندرہ سال کی عمر میں جب ایک بزرگ شیخ ابراہیم قندوزی کے فیضان اور نگاہ کیمیا اثر سے حضرت خواجہ معین الدین چشتی کے اندر روحانی انقلاب آیا تو آپ نے اپنا باغ اور پن چکی جو آپ کا ذریعہ معاش تھا اسے بھی فروخت کر دیا اور باغ و پن چکی سے حاصل شدہ ساری رقم غربا و فقرا اور مساکین و محتاجوں کے درمیان تقسیم کر دی۔ ان سارے واقعہ سے بخوبی اس بات کا انکشاف ہوتا ہے کہ حضرت معین الدین چشتی کی فیاضی اور ہمدردی کے جو باب ہے وہ نہایت نصیحت آموز اور ایک کامیاب شخص کے لیے سنگ میل ہے۔

انسانی دوستی اور غریب پروری کا جلوہ آپ کی ان تعلیمات وہدایات میں بھی بخوبی ملتا ہے۔ مصیبت زدہ لوگوں کی فریاد سننا، ان کا ساتھ دینا، حاجت مندوں کی ضرورت پوری کرنا، بھوکوں کو کھانا کھلانا، اسیروں کو رہائی دلانا یہ سب باتیں اللہ کے حضور عالی شان مقام ومرتبہ رکھتی ہیں۔ اپنے لیے دنیاوی مال ومتاع کے سلسلہ میں حضرت خواجہ غریب نواز و دیگر صوفیہ ومشائخ کا جو مسلک تھا وہ شیخ الاسلام حضرت بابا فریدالدین مسعود گنج شکر چشتی خلیفہ حضرت قطب الدین بختیار کاکی چشتی دہلوی کے اس خیال سے ظاہر ہو جاتا ہے۔

زکوۃ تین طرح کی ہوتی ہے۔ زکوۃ شریعت، زکوۃ طریقت، زکوۃ حقیقت۔ زکوۃ شریعت یہ ہے کہ دوسو درہم اپنے پاس رکھا جائے اور بقیہ سب خدا کی راہ میں خرچ کر دیا جائے اور زکو حقیقت یہ ہے کہ سب کا سب راہ خدا میں دے دیا جائے اور اپنے پاس اللہ و رسول کے سوا کچھ بھی نہ رکھا جائے۔ (سیر الاقطاب)

حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی چشتی دہلوی اپنے مرشد طریقت وحقیقت عطا رسول سلطان الہند حضرت خواجہ معین الدین چشتی اجمیری کے بارے میں اپنا یہ تجربہ ومشاہدہ بیان کرتے ہیں کہ: میں نے مدت تک آپ کی خدمت کی، مگر کسی سال وفقیر کو کبھی آپ کے در سے محروم جاتے نہیں دیکھا۔ (مسالک السالکین)

از قلم: محمد آفتاب عالم مصباحی
سرسی، نانپور ضلع سیتامڑھی بہار

☆☆☆☆☆

پوچھو یہ صدمہ ارمان بھرے دل سے

از: مولانا عبدالجبار علیمی ثقافی

وارث رسول، سلطان الہند خواجہ معین الدین حسن چشتی سجزی اجمیری رضی اللہ تعالی عنہ (متوفی رجب المرجب ٦٢٧ ھ بمقام اجمیر معلیٰ) کی عظیم المرتبت شخصیت کے مطالعہ کے بعد یہ بات روز روشن کی طرح عیاں ہوجاتی ہے کی آپ جملہ اوصاف حمیدہ کے پیکر تھے۔ انہیں میں سے ایک عظیم پہلو تصوف ہے۔جس سے کسی ذی علم کو مجالِ انکار نہیں۔ لیکن حیات اور کارناموں کے پس منظر پر بنظر عمیق دوڑائی جائے تو یہ حقیقت مخفی نہ ہوگی کہ اہل تصوف و سلوک نے اصلاح باطنی کے متعلق جو اصلاحی نصاب مرتب کیا ہے اس پر آپ کما حقہ کاربند نظر آتے ہیں۔

امام ابوزکریا یحییٰ بن شرف نووی دمشقی رضی اللہ تعالی عنہ نے اپنے رسالہ ”المقاصد“ میں تصوف کے پانچ اصول کچھ اس طرح بیان فرمائے ہیں۔

(١): خلوت اور جلوت میں اللہ تعالی کا تقوی اختیار کرنا۔

(٢): اقوال و افعال میں سنت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی کرنا۔

(٣): عروج و اقبال اور پستی میں مخلوق خدا سے اعراض کرنا۔

(٤): قلیل و کثیر رزق پر اللہ تعالی سے راضی رہنا۔

(٥): خوشی و مسرت اور رنج و غم میں اللہ تعالی کی طرف رجوع کرنا۔

مذکورہ بالا اصول کی روشنی میں اگر سلطان الہند معین الدین حسن چشتی اجمیری رضی اللہ تعالی کی مقدس زندگی کو سامنے رکھا جائے تو یہ امر واضح ہوجائے گا کہ عہد طفولیت سے ہی آپ کے دیندار گھرانے نے رضائے الہی کیلئے صبر و توکل، صبر وغناء، ذکر و مراقبہ، اخلاص و ایثار، تطہیر و تزکیہ، تسبیح و تہلیل، ریاضت و مجاہدہ اور خدمت خلق و اتباع سنت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کا ایسا خوگر بنا دیا کہ جو بھی آپ سے منسلک ہوا زمانے میں مثل آفتاب چمکتا رہا اور تاہنوز یہ فیض جاری و ساری ہے اور تا قیام قیامت جاری رہے گا۔ انشاء اللہ تعالی عزوجل۔

یہ تصوف ہی کی سرمستیاں تھی کہ آپ نے نو سال کی قلیل عمر میں اللہ تعالی کا مقدس کلام حفظ کر کے تفسیر و حدیث اور فقہ کی طرف رغبت کی۔ اور علوم ظاہری کی تکمیل کے بعد علوم باطنی کے لائق ہو گئے۔ تحصیلِ علوم باطنی میں اس وقت زیادہ چاہت ہوئی جب آپ کے باغ میں ایک درویش، صوفیٔ کامل حضرت ابراہیم قندوزی رضی اللہ تعالی عنہ کا ورود مسعود ہوا اور انہوں نے اپنی تھیلی سے کھلی چبا کر آپ کو پیش کیا جس کی وجہ سے دل کی دنیا بدل گئی اور دل نور الہی سے چمک اٹھا۔ اسی کے بعد اپنی پَن چکّی و باغ فروخت کر کے غرباء و مساکین میں تقسیم کر دیے۔ اور سمرقند و بخارا کی طرف حصول

علوم ظاہری و باطنی کے لیے کوچ فرمائے۔

اس درویش کی نظر کیمیا نے اس قدر اثر کیا کہ دل میں طلب مولیٰ کا وہ تلاطم اٹھا جو آپ کو دنیا سے بے رغبت اور لاتعلق کر دیا۔ بالآخر ایک مرشد برحق کی جستجو میں اس قدر سرگرداں رہے کہ آپ وقت کے بڑے بڑے صوفیائے کرام و بزرگانِ دین کی بارگاہ میں حاضری کی سعادت حاصل کی تاکہ طلبِ بیعت ہو کر مرشد کی سرپرستی اور نگرانی میں مصروف مجاہدہ و ریاضت ہو کر تصوف کے منازل بآسانی طے کر سکوں مگر ہر جگہ سے یہی جواب ملتا کہ" اے معین الدین آپ کا حصہ میرے یہاں نہیں ہے" چنانچہ تلاش بسیار کے بعد آپ ۵۵۲ ھ میں علاقے نیشاپور کے قصبہ ہارون میں پہنچے وہاں عارف باللہ حضرت خواجہ عثمان ہارونی چشتی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دست حق پرست پر بیعت کی۔ بعدہ: عشق و عرفان کا وہ جام میسر ہوا جس نے سارے حجابات کو اٹھا دیے۔ اور یہ مصرع آپ کی زندگی کا عکاس بن گیا۔ ع

علم ہوتا ہے بزرگوں کی نظر سے پیدا

خلوت و جلوت میں تقویٰ اور پرہیزگاری کا عنصر آپ کے اندر اس قدر موجود تھا کہ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر آپ کا شیوہ بن گیا۔

تصوف کی دو تعبیر کی جاسکتی ہے:

(۱): اثبات۔

(۲): نفی۔

اثباتی پہلو میں بدعات و رسومات سے مکمل اجتناب پایا جاتا ہے۔ اور قرآن و حدیث کی تعلیمات سے وابستگی اور وارفتگی نمایاں ہوتی ہے۔ اور دوسرا پہلو نفی ہے۔ جس میں مکمل بدعات اور خرافات ہُویدا ہوتے ہیں۔

حضرت سلطان الہند خواجہ غریب نواز رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی سادہ زندگی علمی اور عملی تصوف سے لبریز تھی۔ جس کا اثر یہ ہوا کی ۹۰ / لاکھ غیر مسلموں کو اسلام کی دولت سے سرفراز فرما کر ان کے دلوں میں عشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور خوف خدا عزوجل کا وہ چراغ روشن کیا جن کی مثال دنیا پیش کرنے سے قاصر ہے۔

یہ ناقابل انکار حقیقت ہے کی فی زماننا تعبیر دوم اس قدر غالب آ گئی ہے کی سادہ لوح مسلمان اس سے متاثر ہو کر تصوف کی تمام تعلیمات کو یکسر انکار کرتے بلکہ مخالفت پر آمادہ ہوجاتے ہیں۔ جو رات و دن اللہ و رسول کا تذکرہ اور عبادت و ریاضت، تسبیح و تہلیل میں مستغرق رہتے ہیں جن کے قول و فعل میں یکسانیت کہیں دور سے بھی نہیں چلتی ملتی کیا وہ اللہ تعالی کا یہ فرمان بھول گئے؟ یَعلمُ خائنةالأعین ما تُخفِي الصدور (غافر ۱۹)

کچھ تو ایسے متصوّف اور صوفیت کا لبادہ اوڑھے ہوئے ہیں کہ سادہ لوح لوگوں کے سامنے اپنے ہی منگھڑت کرامات اور خوارق عادات چیزوں کا تذکرہ بدہانِ خود کرنے میں ذرہ برابر دریغ محسوس نہیں کرتے۔ جن کا یہ دعویٰ ہو کہ وہ ہمہ وقت ذکر و اذکار اور تلاوتِ قرآن میں مصروف رہتے ہیں۔ تو کیا ان کے سامنے یہ آیت مبارکہ "إن الله لا يخفى عليه شيئ فى الأرض ولا فى السماء" (آل عمران ٦) ببا نگِ دہل یہ نہیں اعلان کر رہی ہے کہ پروردگار سے کوئی شئ پوشیدہ نہیں ہے؟؟؟

اعمال کی نمائش تو یہاں تک پہنچ گئی کہ کچھ دنیا دار صوفی حضرات اپنے جاہل اور دنیا دار مریدین

سے یہ کہنے میں ذرّہ برابر جھجھک اور عار محسوس نہیں کرتے کہ آپ جنت میں ہمارے ساتھ ہوں گے
جو صوفیاے کرام پوری زندگی رضائے الٰہی پانے کے لیے شب و روز عبادت میں مصروف رہتے انہیں ایسا جملہ ادا کرنے کی جسارت نہیں ہوتی۔ بلکہ جن صوفیائے کرام پر تصوف کو بھی ناز ہے وہ خود کو ہمیشہ اللہ تعالیٰ کی تمام مخلوقات میں حقیر و ذلیل تصور کرتے تھے۔ جیسا کہ امامِ ہمام حجۃ الاسلام حضرت امام غزالی رضی اللہ تعالیٰ عنہ تحریر فرماتے ہیں کہ حضرت حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سامنے جب اس شخص کا ذکر کیا گیا جو سب سے آخر میں دوزخ سے نکلے گا۔ جس کا نام ہناد ہوگا۔ اس کو ایک ہزار سال عذاب ہوا ہوگا۔ وہ" یاحَنَّانُ یامنَّانُ" پکارتے ہوئے دوزخ سے باہر آئے گا۔ تو اس کا حال سن کر رو پڑے اور فرمانے لگے"کاش ہناد میں ہوتا" لوگوں کو آپ کے اس قول پر تعجب ہوا۔ آپ نے فرمایا کہ تم پر افسوس کہ بات نہیں سمجھتے وہ ایک نہ ایک دن عذاب سے نکل تو آئے گا" (منہاج العابدین ص/ ٢٦٦)
مگر دنیا طلبی و جاہ طلبی اور شہرت و ناموری کے حرص نے اس قدر خوف خدا دل سے نکال دیا کی آخرت کی کچھ بھی فکر نہیں۔ ایسا شخص حدیث پاک کی روشنی میں عاجز، لاچار اور مجبور ہے۔ "قال سول الله صلى الله تعالى عليه وسلم :الكيس من دان نفسه وعمل لما بعد الموت والعاجز من اتبع نفسه وهواها و تمنى على الله(رواه الترمذي ٢٤٦١)
اس حدیث پاک کی روشنی میں یہ بات دو، دو چار کی طرح عیاں ہو جاتی ہے کہ عقل مند اور غیر عقلمند کون ہے؟ ایسے لوگ جو اعمال کی نمائش کرتے ہیں اور خود کو کسی ولی سے کم نہیں تصور کرتے دے وہ غفلت اور سخت تاریکی میں ہیں۔
ضروری ہے کہ وہ "من حسن اسلام المرء تركه ما لا يعنيه (الحدیث) کا پیکر بن کر دین وسنیت کا کام کریں تا کہ اس سے قوم کا بے حد فائدہ ہو۔ اور تعلیماتِ خواجہ غریب نواز رضی اللہ تعالیٰ عنہ پوری دنیا میں عام و تام ہو سکے۔
ع

شاید کہ اتر جائے تیرے دل میں میری بات

الغرض تصوف کا یہ ماہتاب ماہ رجب المرجب ٦٢٧ھ بروز پیر بوقت صبح ڈوب گیا۔ جس نے لاکھوں دلوں میں شمع ہدایت روشن کیا۔ بوقت انتقال آپ کی پیشانئ مبارک پر یہ عبارت لکھی ہوئی تھی: "هذا حبيب الله مات فی حبّ "جو بارگاہ خدا میں آپ کی مقبولیت کا بین ثبوت دے رہی ہے۔
بارالٰہا! اپنے محبوب کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے صدقے میں علمائے اہل سنت کو خلوص وللّٰہیت کے ساتھ تبلیغ دین کا جذبہ عطا فرمائے۔ اور خواجہ ہند کے فیضان سے مالا مال فرمائے۔ (آمین)

ابر رحمت تری مرقد پر گہر باری کرے
حشر تک شانِ کریمی ناز برداری کرے

ازقلم: عبدالجبار علیمی ثقافی بستی یوپی
خادم التدریس: جامعہ قادریہ بشیر العلوم قصبہ بھوج پور ضلع مراد آباد یوپی

☆☆☆☆☆☆☆

حضرت خواجہ غریب نواز علیہ الرحمہ علوم ظاہری کے امام

از: محمد اویس رضا قادری

خواجۂ خواجگان، والئ ہندوستان، حضرت خواجہ غریب نواز معین الدین چشتی حسنی حسینی سجزی اجمیری رحمۃ اللہ علیہ اللہ تعالی کے ایسے ولی و دوست ہیں کہ لاکھوں لوگوں نے آپ کے دست پاک پر توبہ کی اور کفر سے منہ پھیر کر توحید و رسالت کا اقرار کیا اور اپنی دنیوی واخروی زندگی میں کامیابی حاصل کی۔ حضرت خواجہ غریب نواز رحمۃ اللہ علیہ کی زندگی ایک ہمہ گیر تحریک کا نام ہے آپ نے زندگی کے تمام پہلوؤں میں ایسا کارنامہ انجام جو آج لاکھوں کروڑوں نہیں بلکہ پوری انسانیت کے لیے مشعل راہ ہے۔

حضرت خواجہ غریب نواز رحمۃ اللہ علیہ نے شریعت وطریقت کا درس وسبق دیتے ہوئے فرمایا کہ شریعت وطریقت دو الگ الگ راستے نہیں ہیں بلکہ دونوں ایک ہی ہیں جس کو حضرت شیخ یحیی منیری رحمۃ اللہ علیہ کی زبانی ان کے مکتوب میں پڑھیں وہ لکھتے ہیں "شریعت میں توحید، نماز، روزہ، حج، زکوۃ، جہاد اور دوسرے احکام وشرائع اور معاملات کا جاننا ہے۔ اور طریقت ان معاملات کی حقیقت کو دریافت کرنا ہے ان مشروبات کی تہہ تک پہنچنا، اعمال کو قلبی صفائی سے آراستہ کرنا، اخلاق کو نفسانی کدورتوں سے پاک کرنا ہے"۔

حضرت خواجہ غریب نواز رحمۃ اللہ علیہ کی زندگی کا مطالعہ کرنے کے بعد پتہ چلتا ہے کہ آپ جہاں لوگوں کو نماز پڑھنے، زکوٰۃ دینے، روزہ رکھنے، حج کرنے کی دعوت دیتے رہے ہیں۔ وہیں متلاشی علوم وفنون کو ظاہری علوم سے آراستہ بھی کرتے تھے۔

حضرت خواجہ غریب نواز رحمۃ اللہ علیہ کا مقصدِ حیات عقیدہ و ایمان صداقت، محبت، سخاوت، ایمانداری، اتحاد، اخلاص اور پاکیزہ معاشرے کی تعلیم، اور سماجی خدمات کے جذبے کو عام کرنا تھا۔ حضرت خواجہ غریب نواز رحمۃ اللہ علیہ مادر زاد ولی اور نجیب الطرفین سید ہونے کے باوجود تحصیل علم کی خاطر خراسان، بغداد، سمرقند، بخارا، ہارون، مکہ معظّمہ اور مدینہ منورہ کی خاک چھان کر علما، صلحا، محققین، مجتہدین جیسے حضرت غوث الاعظم شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ حضرت شیخ عبدالقادر سہروردی رحمۃ اللہ علیہ حضرت شیخ نجم الدین کبریٰ رحمۃ اللہ علیہ حضرت شیخ شہاب الدین عمر سہروردی۔ خصوصا آپ کے مرشد برحق حضرت شیخ خواجہ عثمان ہارونی رحمۃ اللہ علیہ کی بارگاہوں میں زانوئے ادب خم کر کے علم قران وتفسیر، حدیث وفقہ، نحو وصرف، انشا وادب، منطق وفلسفہ وغیرہ کو حاصل کر کے علوم ظاہری کے امام بن گئے۔

اس سے معلوم ہوا کہ آج جو لوگ یہ کہتے

ہیں کہ حضرت خواجہ غریب نواز یا ان کے ہم عصر میں زہد وورع، ریاضت ومجاہدہ تو ہوتی ہی ہے لیکن علم تفسیر وحدیث اور فقہ وغیرہ میں کوئی بلند مقام نہیں ہوتا وہ لوگ یہ خام خیال اپنے دل ودماغ سے نکال دیں اور یاد رکھیں کہ حضرت خواجہ غریب نواز قدس سرہ جہاں ہندوستان کے تمام ولیوں کے امام وشیخ ہیں۔ وہیں آپ علوم ظاہری کے عالم الکبار میں سے ہیں۔

حضرت خواجہ غریب نواز رحمۃ اللہ علیہ کے بارہ بیٹے تھے ان کا نام سبھوں کو معلوم نہیں ہوگا لیکن ان کے خلیفہ ومرید صادق حضرت نظام الدین اولیاء کو کون نہیں جانتا انہوں نے کہا کہ ایک پیر، ولی کے لئے ظاہری علوم کا جاننا کتنا ضروری کہتے ہیں" پیر ایسا ہونا چاہیے کہ احکام شریعت، طریقت اور حقیقت کا علم رکھتا ہوا گر ایسا ہوگا تو خود کسی نامشروع چیز کے لیے نہ کہے گا" (روح تصوف صفحہ نمبر ۸)۔ اور حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ کو دعا دیتے ہوئے ان کے ماموں ومرشد شیخ حضرت سری سقطی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں" خدا تمہیں ایسا محدث بنائے جو علم تصوف سے آگاہ ہو یعنی ایسا پیر جو علم حدیث سے بھی آشنا ہو"۔(روح تصوف صفحہ نمبر ۶۲)۔ حضرت خواجہ غریب نواز رحمۃ اللہ علیہ جب تمام علوم وفنون میں مہارت تامہ حاصل کرتے ہیں اور اپنا حلقۂ درس وسیع کرتے ہیں تو وقت کے ممتاز شخصیتیں آپ کی بارگاہ میں پہنچ کر اکتساب فیض حاصل کرتی ہیں۔

اس لیے تو حضرت سید ہاشم فتح پوری نے کہا کہ حضرت خواجہ غریب نواز رحمۃ اللہ علیہ تین سال تک محدث مدینہ منورہ رہ چکے ہیں اللہ اللہ حضرت خواجہ غریب نواز رحمۃ اللہ علیہ مدینہ منورہ میں درس حدیث دے رہے ہیں اس زمانے میں جب علما ،فقہا، محققین، مجتہدین، مصنفین اور ائمہ کی کوئی کمی نہیں تھی۔ حضرت خواجہ غریب نواز رحمۃ اللہ علیہ نے جہاں سنیاسی جوگی کو ولیٔ کامل بنایا، انا ساغر کو ایک کوزے میں بھر دیا، مردے کو زندہ کیا، اسی جگہ خراسان کے کھنڈرات میں درختوں کے پتے کھا کر شبنم کے قطرات چوس کر اللہ وحدہ لاشریک کو راضی کرنے کے لیے جو مجاہدہ کیا وہ ناقابل فراموش ہے جو یقینا ہمارے لیے درس عبرت ہے۔

آخر میں عرض کروں حضرت خواجہ غریب نواز رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کوئی شخص نماز کی پابندی کئے بغیر خداوند قدوس کی بارگاہ میں مقبول نہیں ہوسکتا کیوں کہ نماز مومن کی معراج ہے۔ اور فرماتے جو شخص رزق حلال پر قناعت کرتا ہے اللہ تبارک و تعالیٰ اس کے تمام گناہوں کو معاف کر دیتا ہے۔ لہذا حضرت خواجہ غریب نواز رحمۃ اللہ علیہ کے دیوانوں کو بھی چاہیے کہ ان کے فرمودات پر مکمل طور پر عمل کریں اور جہنم کے اس آگ سے بچیں جس کا ایندھن انسان اور پتھر بنائے جائیں گے۔ اللہ تعالی ہمیں عمل کی توفیق عطا فرمائے آمین بجاہ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم۔

از: محمد اویس رضا قادری، کشن گنجوی

حیات حضرت خواجہ غریب نواز کے درخشاں پہلو

از۔ مولانا محمد قمر انجم قادری فیضی

مدت کے بعد ہوتے ہیں پیدا کہیں وہ لوگ
مٹتے نہیں ہیں دہر سے جن کے نشاں کبھی

تاریخوں سے یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ اجمیر شریف پانچ ہزار سال پرانا شہر ہے، یہ شہر محبت دہلی سے 416 /کلو میٹر دور ہے۔ اس کا سب سے قدیم نام جیدرک، جے میر، جمیر، جیانگیر اور جلو پور بھی رہا ہے اور اب اجمیر شریف کے نام سے مشہور و معروف ہے

یہ دور افتادہ پہاڑی شہر سادھوؤں، مہنتوں کا مسکن رہا تھا جو پہاڑیوں، گفاؤں اور مندروں میں صدیوں سے مقیم چلے آرہے تھے۔ حضرت خواجہ غریب نواز کی آمد سے اجمیر شریف کو برصغیر ہند و پاک میں مرکزی حیثیت حاصل ہوئی، آپ نے کفر و الحاد کی دبیز تاریکی میں ایمان کی شمع جلائی، آپ کی نظر پُر تاثیر میں وہ جادو تھا جو عام لوگوں کو ولی اور بادشاہ بنا دیا کرتا تھا، آپ سلسلہ چشتیہ کے روحانی تاجدار اور محور و منبع ہیں اور اس روحانی کہکشاں کا درخشندہ جھرمٹ۔ یوں تو اس عظیم سلسلے کے بزرگان دین اولیاء کرام کی تعداد بے شمار ہے۔ لیکن اس سلسلے کے چار سرکردہ بزرگان دین مشہور و معروف ہوئے ہیں جن میں حضرت خواجہ بختیار کاکی، حضرت شیخ العالم بابا فرید الدین مسعود گنج شکر، محبوب الٰہی حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء اور حضرت مخدوم خواجہ علاو الدین سید علی احمد صابر کلیر شریف رضی اللہ تعالیٰ عنہم شامل ہیں، ان بزرگوں نے اس سلسلہ کو ہر عالم میں متعارف کرا دیا ہے آپ کو ہند الولی، عطائے رسولؐ، خواجہ اجمیر، ہند کے راجہ، نائب رسول فی الہند کے القابات سے بھی پکارا جاتا ہے

آپ پیران پیر دستگیر، غوث الاعظم حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی کے قریبی رشتہ دار بھی ہیں۔ آپ نے حرمین شریفین، بغداد، شام، اصفہان، ہمدان، بصرہ، تبریز، ثمرقند، بخارا، ہرات، بلخ، کرمان، ہارون، میمنہ، رے، بدخشاں، کوہ حصار، غزنی ضلع حصار اور دور افتادہ ملکوں کا سفر بھی کیا۔

▪ بچپن میں عیدگاہ جاتے نابینا بچے کو اپنے کپڑے پہنائے، آپ کے والد محترم حضرت سیدنا خواجہ غیاث الدین چشتی اور والدہ محترمہ بی بی ماہ نور المعروف بی بی ام الورع نے آپ کی تربیت اس عمدگی سے فرمائی کہ بچپن میں ہی آپ کی طبیعت میں انسانیت اور رحم دلی کوٹ کوٹ کر بھری تھی، بہت چھوٹے تھے کہ عید کے روز نئے لباس میں تیار ہو کر عیدگاہ جا رہے تھے راستے میں ایک نابینا بچے کو دیکھا جس کے جسم پر پھٹے پرانے اور میلے کچیلے کپڑے تھے، یہ دیکھ کر آپ کا دل بھر آیا اور آپ نے اپنے زیب تن کپڑوں میں سے کچھ اتار کر اس نابینا بچے کو پہنائے اور اس کا ہاتھ

پکڑ کر اپنے ساتھ عیدگاہ لے گئے

گلی کے ہم عمر بچوں کو گھر لا کر کھانا کھلاتے

آپ بمشکل تین سال کے تھے تو اکثر و بیشتر باہر گلی سے اپنے ہم عمر بچوں کو بلا کر گھر لے آتے اور اپنے ساتھ بٹھا کر کھانا کھلا کر از حد خوش ہوتے۔ جب کوئی خاتون شیر خوار بچے کے ساتھ گھر آتی تو بچہ روتا تو آپ اپنی والدہ کو اشارہ کرتے جو فوراً سمجھ جاتیں اور اسے اپنا دودھ پلاتیں اور ایسے میں آپ کے معصوم چہرے پر خوشی رقصاں ہوتی پیرومرشد حضرت عثمان ہارونی سے خرقہ خلافت عطا ہوا

حضرت سلطان الہند، خواجہ غریب نواز خواجہ جواجگان کو روحانیت میں یہ اعلیٰ وارفع مقام اپنے پیرومرشد حضرت خواجہ عثمان ہارونی کی نذرِ کیمیا نیز انکی خدمت اور راہ سلوک پر ان کے بتائے ہوئے راستے پر عمل پیرا ہونے سے حاصل ہوا۔ آپ کو بیس سال تک اپنے مرشد کی خدمت کا شرف حاصل ہوا، دیگر مما لک کے سفر اور سیاحت کے دوران اپنے مرشد کا سامان اور پانی کی چھاگل ہمیشہ آپ کے سر پُرنور پر رہتی۔ آپ کو مرشد نے باون سال کی عمر میں خرقہ خلافت عطا فرمایا اور سجادہ نشین مقرر فرمایا اور آپ کو اپنا عصا، مصلی، خرقہ، لکڑی کی نعلین کھڑاؤں عطا کیا اور فرمایا کہ پیارے نبی کے یہ تبرکات پیران طریقت کے ذریعے ہم تک پہنچے ہیں۔ جسے مرد کامل پاؤ اسے ہماری یہ یادگار دے دینا، سینے سے لگا کر ہدایت فرمائی اے معین الدین! خلق سے دور رہنا کسی سے طمع وخواہش نہ رکھنا خانہ کعبہ میں غیب سے ندا ہم نے معین الدین کو قبول کیا

آپ اپنے مرشد حضرت عثمان ہارونی کی سربراہی میں حرمین شریفین پہنچے، جب خانہ کعبہ کی زیارت اور طواف کیا تو آپ کے مرشد نے آپ کا دست حق پکڑ کر اللہ تعالیٰ کے سپرد کرتے ہوئے خانہ کعبہ کے حطیم پرنالہ کے نیچے آپ کے حق میں بارگاہ ایزدی میں دعا فرمائی جو اللہ تعالیٰ نے منظور وقبول فرمائی اور غیب سے ندا آئی کہ ہم نے معین الدین کو قبول کیا۔

▪ روضہ اطہر سے جواب! وعلیکم السلام یا قطب المشائخ بروبحر جب آپ مدینہ منورہ میں مرشد کے ہمراہ روضہ اطہر پر پہنچے تو آپ کے مرشد حضرت خواجہ عثمان ہارونی نے آپ سے فرمایا کہ آپ پیارے نبی کے حضور سلام عرض کریں، آپ نے عقیدت واحترام سے السلام علیکم یا رسول اللہ عرض کیا تو روضہ اطہر سے جواب آیا! ”وعلیکم السلام یا قطب المشائخ بروبحر“ آپ کے مرشد نے یہ جواب سننے پر فرمایا کہ تیرا مقصد حل ہوا اور درجہ کمال کو پہنچ گیا۔

بارگاہ نبوی سے ولایت ہند عطا ہوئی

اجمیر جانے کا حکم ملا اور بہشت کا انار عطا ہوا

ایک مرتبہ جب فریضہ حج کے لیے آپ حجاز مقدس پہنچے تو آپ کے خلیفہ اور حضرت شیخ العالم بابا فرید الدین مسعود گنج شکر کے مرشد حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی بھی آپ کے ہمراہ تھے۔ مکہ شریف سے آپ مدینہ منورہ پہنچے تو ایک طویل عرصہ تک وہاں مسجد نبوی میں عبادت و ریاضت میں مشغول رہے اور اسی دوران آپ کو آقائے دوجہاں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ سے یہ بشارت ملی کہ اے معین!

تو میرے دین کا معین ہے، تجھے ولایت ہند عطا کی وہاں کفر وظلمت پھیلا ہے تو اجمیر جا تیرے وجود سے ظلمت وکفر دور ہوگا اور اسلام رونق پذیر ہوگا۔ یہ سن کر آپ کی خوشی کا ٹھکانہ نہ رہا لیکن ساتھ ہی حیران بھی تھے کہ آخر یہ اجمیر کون سا مقام ہے اور کس ملک میں ہے؟ اسی دوران خواب میں آپ کو پیارے نبی کی زیارت ہوئی اور انہوں نے آپ کو اجمیر شریف کا محل وقوع دکھایا اور بہشت کا ایک انار بھی عطا فرمایا۔

- درگاہ حضرت علی ہجویری پر چلہ کشی

جب آپ لاہور تشریف لائے تو شہر کے محافظ مخدوم حضرت سید علی ہجویری داتا گنج بخش رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے روضہ مبارک پر حاضری دی اور چلہ کشی کی اور انکی درگاہ عالیہ سے فیوض وبرکات کی روحانی نعمتیں اور برکات حاصل کی اور حضرت خواجہ نے آپکی درگاہ مبارک سے رخصت ہوتے وہ شعر پڑھا جو آج زبان زد عام ہے

گنج بخش فیض عالم مظہر نور خدا
ناقصاں را پیر کامل، کاملاں را رہنما

نوے لاکھ کفار کا قبول اسلام

لاہور سے اجمیر شریف کا سفر دو ماہ میں پیدل کیا، راستے میں سینکڑوں ہندوؤں کو مسلمان کیا اور جب اجمیر شریف پہنچے تو جس پر نظر پڑتی وہ مسلمان ہو جاتا، آپ کے دست حق پر نوے لاکھ کفار نے اسلام قبول کیا جس کی تاریخ مثال پیش کرنے سے قاصر ہے

- پرتھوی راج کی ماں کی پریشانی

آپ کی اجمیر شریف آمد سے قبل پرتھوی راج رائے پتھورا کی ماں جو کہ علم نجوم اور جادونگری میں بہت طاق تھی اس نے نجومیوں کی مدد سے بیٹے کو پیش گوئی کی تھی کہ اس حلیے اور علامات کا ایک درویش ہندوستان آئے گا اور تیری حکومت کو ختم کر کے اپنے دین کو فروغ دے گا، تم اس کی تکریم وتواضع کرنا اور اس سے خوش خلقی اور منت سے پیش آنا ورنہ تم اپنی جان سے ہاتھ دھو بیٹھو گے، رائے پتھورا نے ماں کی پیش گوئی پر عمل کرنے کی بجائے اپنے تمام علاقوں کے حاکمین کو اس درویش کا حلیہ لکھ بھیجا تھا اور آپ کی دہلی آمد کے بعد ہی پرتھوی راج رائے پتھورا کو اسکے مخبروں نے آپ کی آمد کی اطلاع دے دی تھی۔ دہلی کے بعد قصبہ سمانا ضلع پٹیالہ میں قیام کے دوران رائے پتھورا کے آدمیوں نے آپ کو چاپلوسی سے وہاں قیام کے بندوبست کی پیش کی۔ حضرت خواجہ غریب نواز نے مراقبہ کیا تو پیارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے انکی بدنیتی سے آگاہ کیا اور وہاں قیام سے منع فرمایا جس کے بعد آپ اجمیر روانہ ہوئے اور 10 محرم الحرام 561ھ کو چالیس درویشوں کے ہمراہ اجمیر پہنچے۔

- تمہارے اونٹ بیٹھے رہیں گے

اجمیر شریف آمد پر آپ نے ساتھیوں کے ہمراہ سایہ دار درخت کے نیچے قیام فرمایا، ساربانوں نے کہا کہ یہ جگہ ہمارے اونٹوں کے بیٹھنے کے لیے ہے آپ نے فرمایا اونٹوں کو دوسری جگہ بٹھادو، ساربان نہ مانے، آپ نے فرمایا ہم تو اٹھتے ہیں لیکن تمہارے اونٹ بیٹھے رہیں گے، بعدازاں ساربانوں نے اونٹوں کو آرام کرنے کے بعد اٹھانا چاہا تو انہوں نے اٹھنے سے انکار کر دیا اور وہ دو روز تک لاکھ جتن کے باوجود نہ اٹھے

ساربان لاچار ہوکر آپ کے پاس پہنچے اور معافی کے خواستگار ہوئے آپ نے مسکرا کر فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کے حکم سے تمہارے اونٹ اٹھ جائیں گے ساربان واپس پہنچے تو یہ دیکھ کر حیران رہ گئے کہ اونٹ کھڑے تھے۔

▪ پڑوسیوں سے حسن سلوک

والئ ہندوستان خواجۂ خواجگان حضور غریب نواز حضرت خواجہ معین الدین حسن چشتی اجمیری سنجری الحسنی والحسینی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے پڑوسیوں کا بہت خیال رکھا کرتے، ان کی خبر گیری فرماتے، اگر کسی پڑوسی کا انتقال ہوجاتا تو اس کے جنازے کے ساتھ ضرور تشریف لے جاتے، اس کی تدفین کے بعد جب لوگ واپس ہوجاتے تو آپ تنہا اس کی قبر کے پاس تشریف فرما ہوکر اس کے حق میں مغفرت ونجات کی دعا فرماتے نیز اس کے اہلِ خانہ کو صبر کی تلقین کرتے اور انہیں تسلی دیا کرتے۔ آپ کے حلم و بُردباری جُودوسخاوت اور دیگر اخلاقِ عالیہ سے متأثر ہوکر لوگ عُمدہ اخلاق کے حامل اور پاکیزہ صفات کے پیکر ہوئے اور دہلی سے اجمیر تک کے سفر کے دوران تقریباً نوّے لاکھ افراد مُشرف بہ اسلام ہوئے۔

▪ عفوو بردباری

آپ بہت ہی نرم دل اور مُتحمِّل مزاج سنجیدہ طبیعت کے مالک تھے۔ اگر کبھی غصہ آتا تو صرف دینی غیرت وحمیّت کی بنیاد پر آتا البتہ ذاتی طور پر اگر کوئی سخت بات کہہ بھی دیتا تو آپ برہم نہ ہوتے بلکہ اس وقت بھی حسنِ اخلاق اور خَندہ پیشانی کا مُظاہرہ کرتے ہوئے صبر کا دامن ہاتھ سے نہ جانے دیتے اور ایسا معلوم ہوتا کہ آپ نے اس کی نازیبا باتیں سنی ہی نہ ہوں۔

▪ خوفِ خدا

حضرت خواجہ غریب نواز پر خوفِ خدا اس قدر غالب تھا کہ آپ ہمیشہ خشیتِ الٰہی سے کانپتے اور گریہ وزاری کرتے، خلقِ خدا کو خوفِ خدا کی تلقین کرتے ہوئے ارشاد فرمایا کرتے: اے لوگو! اگر تم زیرِ خاک سوئے ہوئے لوگوں کا حال جان لو تو مارے خوف کے کھڑے کھڑے پگھل جاؤ گے۔

▪ پردہ پوشی

حضرت خواجہ قُطبُ الدّین بختیار کاکی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے پیرومُرشد حضرت خواجہ غریب نواز رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی صِفاتِ مومنانہ بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ میں کئی برس تک حضور خواجہ غریب نواز کی خدمتِ اقدس میں حاضر رہا لیکن کبھی آپ کی زبانِ اقدس سے کسی کا راز فاش ہوتے نہیں دیکھا، آپ کبھی کسی مُسلمان کا بھید نہ کھولتے۔ (معین الارواح، ص ۱۸۸ بتغیر)

▪ مرشد سے ملاقات!

انیس الارواح میں خود حضرت خواجہ غریب نواز علیہ الرحمہ اپنے مرشد سے ملاقات اور بیعت کا واقعہ اپنے قلم سے یوں تحریر فرماتے ہیں۔ ’’مسلمانوں کا یہ دعا گو معین الدین حسن سنجری بمقام بغداد شریف خواجہ جنید کی مسجد میں حضرت خواجہ عثمان ہارونی قدس سرہٗ کی دولت پا بوسی سے مشرف ہوا اس وقت مشائخ کبار حاضرِ خدمت اقدس تھے جب اس درویش نے سر نیاز زمین پر رکھا پیرومرشد نے ارشاد فرمایا دو رکعت

نماز ادا کر میں نے ادا کی پھر فرمایا! قبلہ رو بیٹھ، میں بیٹھ گیا! حکم دیا سورۂ بقرہ پڑھ، میں نے پڑھی! فرمان ہوا اکیس بار درود شریف پڑھ میں نے پڑھا، پھر آپ کھڑے ہو گئے اور میرا ہاتھ پکڑ کر آسمان کی طرف منہ کیا اور فرمایا! آ تا کہ تجھے خدا تک پہنچا دوں، بعد ازاں مِقرَاض / قینچی لے کر دعا گو کے سر پر چلائی اور کلاہِ چہار تر کی اس درویش کے سر پر رکھی، گلیم خاص عطا فرمائی۔

پھر ارشاد فرمایا بیٹھ جا! میں بیٹھ گیا، فرمایا ہمارے خانوادہ میں ایک شبانہ روز مجاہدہ کا معمول ہے تو آج رات دن مشغول رہ، یہ درویش بحکمِ محترم مشغول رہا، دوسرے دن جب حاضرِ خدمت ہوا ارشاد فرمایا آسمان کی طرف دیکھ میں نے دیکھا، دریافت فرمایا زمین کی طرف دیکھ میں نے دیکھا، استفسار فرمایا کہاں تک دیکھتا ہے؟ عرض کیا تحت الثریٰ تک، فرمایا پھر ہزار بار سورۂ اخلاص پڑھ میں نے پڑھی، فرمایا پھر آسمان کی طرف دیکھ میں نے دیکھا، پوچھا اب کہاں تک دیکھتا ہے؟ عرض کیا حجابِ عظمت تک، فرمایا آنکھیں بند کر، میں نے بند کر لی، فرمایا کھول، میں نے کھول دی، پھر مجھے اپنی انگلیاں دکھا کر سوال کیا، کیا دیکھتا ہے؟ میں نے عرض کیا اٹھارہ ہزار عالم دیکھتا ہوں بعد ازاں سامنے پڑی ہوئی ایک اینٹ کے اٹھانے کا حکم دیا! میں نے اٹھایا تو مٹھی بھر دینار برآمد ہوئے فرمایا اسے لے جا کر فقراء میں تقسیم کر دے میں نے حکم کی تعمیل کی بعد ازاں حاضرِ خدمت ہوا ارشاد ہوا چند روز ہماری صحبت میں گزار عرض کیا فرمانِ عالی سر آنکھوں پر''

- بارِ اول ورودِ ہند، ملتان میں تشریف آوری:

ہرات سے روانہ ہو کر بار اول وارد ہند ہوئے یعنی ملتان میں قدم رنجہ فرمایا، ورودِ ملتان کے متعلق دلیل العارفین میں خواجہ قطب الدین بختیار کا کی رحمۃ اللہ علیہ حضرت غریب نواز کا مندرجہ ذیل بیانِ ارقام فرماتے ہیں''یہاں ملتان میں ایک بزرگ سے ملاقات ہوئی ان بزرگ نے دورانِ ملاقات فرمایا اہلِ محبت کی توبہ تین قسم کی ہوتی ہے، اول بوجہ ندامت، دوم معصیت ترک کرنے کے خیال سے، سوم اپنے آپ کو خصومت اور ظلم سے پاک رکھنے کے لیے

- سُلطان الہند کی نظر کا کمال

حضرت بابا فرید گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ فیضانِ اولیاء وعلما سے مستفیض ہوتے ہوئے دربارِ مُرشد دہلی پہنچے اور پیر و مُرشد کی ہدایات پر مجاہدوں اور ریاضتوں میں مصروف ہو گئے۔ ایک مرتبہ سُلطان الہند حضرت خواجہ غریب نواز معین الدّین چشتی اجمیری رحمۃ اللہ علیہ دہلی تشریف لائے تو والیِ ہندوستان شمس الدّین التمش سمیت پورا شہر زیارت و قدم بوسی کے لیے اُمڈ آیا، جب سب لوگ چلے گئے تو حضرت خواجہ غریب نواز رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت خواجہ قطب الدّین بختیار کا کی رحمۃ اللہ علیہ سے فرمایا: تم نے اپنے مُرید فریدُ الدّین مسعود (رحمۃ اللہ علیہ) کے بارے میں بتایا تھا، وہ کہاں ہے؟

حضرت خواجہ قطب الدّین بختیار کا کی رحمۃ اللہ علیہ نے عرض کی حضور! وہ عِبادت و ریاضت میں مشغول ہے۔ اِرشاد فرمایا: اگر وہ یہاں نہیں آیا تو ہم اس کے پاس چلتے ہیں۔ حضرت خواجہ قطب الدّین کا کی رحمۃ اللہ علیہ عرض

گزار ہوئے: حضور! اسے یہیں بلوا لیتے ہیں۔

لیکن حضرت خواجہ غریب نواز رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا: نہیں! ہم خود اس کے پاس جائیں گے۔ حضرت بابا فرید گنج شکر رحمتہ اللہ علیہ جس کمرے میں محوِ ذِکر و عِبادت تھے اچانک وہاں محسور کُن خوشبُو پھیل گئی۔ آپ رحمتہ اللہ علیہ نے گھبرا کر اپنی آنکھیں کھولیں تو سامنے پیر و مُرشد حضرت خواجہ قطب الدّین بختیار کاکی رحمتہ اللہ علیہ زیارت کا شرف بخشتے ہوئے فرما رہے تھے: فرید! اپنی خوش بختی پر ناز کرو کہ تم سے مِلنے سُلطانُ الہِند تشریف لائے ہیں۔ حضرت بابا فرید گنج شکر رحمتہ اللہ علیہ نے احتراماً کھڑے ہونے کی کوشش کی مگر سخت مُجاہدے اور ریاضت سے ہونے والی کمزوری کی وجہ سے لڑکھڑا کر گر پڑے، جب اُٹھنے کی سکت نہ پائی تو بے اِختیار آنسو رواں ہو گئے۔ حضرت خواجہ غریب نواز رحمتہ اللہ علیہ نے آپ کا دایاں بازو جب کہ حضرت بختیار کاکی نے بایاں بازو پکڑ کر اوپر اُٹھایا۔ پھر حضرت خواجہ غریب نواز رحمتہ اللہ علیہ نے دُعا کی اِلٰہی! فرید کو قبول کر اور کامِل ترین درویشوں کے مرتبہ پر پہنچا۔ آواز آئی:

فرید کو قبول کِیا، فرید فرید عصر اور فرید دہر ہے۔ اس کے بعد حضرت خواجہ غریب نواز رحمتہ اللہ علیہ نے حضرت بابا فرید گنج شکر کو اِسمِ اعظم سِکھایا، اپنے سینے سے لگایا تو آپ کو یوں محسوس ہُوا کہ جِسم آگ کے شعلوں میں گھر گیا ہے۔ پھر یہی تپش آہستہ آہستہ شبنم کی طرح ٹھنڈی ہوتی چلی گئی۔ آپ کی آنکھوں کے سامنے سے کئی حجابات اُٹھ گئے، طویل سیاحت اور سخت ریاضت کے بعد بھی جو دولتِ عرفان حاصل نہ ہو سکی تھی وہ حضرت خواجہ غریب نواز کی ایک نظرِ کرم سے آپ کے دامن میں سما چکی تھی۔ اس وقت آپ کی عمر تیس برس تھی۔

(اقتباس الانوار، صفحہ ٤٤٤ / سیر الاقطاب مترجم، صفحہ ۱۸۹)

از۔ حضرت مولانا محمد قمر انجم قادری فیضی
مدیر اعلی۔ ماہنامہ صدائے بازگشت ضلع سدھارتھ نگر یوپی

افکار رضا ویب سائٹ

کشن گنج صوبہ بہار کی سرزمین پر امام اہل سنت سیدی سرکار اعلی حضرت امام احمد رضا خان قدس سرہ کے پیغام کو دنیا میں پھیلانے اور دین اسلام کی ترویج واشاعت کے مقصد سے ماہر علم وفن حضرت علامہ محمد اویس رضا قادری منظری کی ادارت میں افکار رضا ویب سائٹ کو لانچ کیا گیا ہے جو کہ ویب سائٹ کی دنیا میں محتاج تعارف نہیں، جس کا ٹائٹل ہے۔ جہاں میں پیغام امام احمد رضا قدس سرہ عام کرنا ہے، مزید یہ ویب سائٹ حضور سیدی سرکار اعلی حضرت کے افکار ونظریات کو آسان الفاظ وزبان میں پیش کرنے کی سعادت حاصل کر رہی ہے ابھی کچھ دن پیشتر مجدد اعظم نمبر اسی ویب سائٹ سے شائع ہوئی تھی، جس میں ارباب علم وفن، وموقر قلم کاروں کی تحریریں شائع ہوئیں تھی، لہذا تمام اصحاب فکر وفن سے گذارش ہے کہ آپ بھی اپنی قیمتی تخلیقات، مضامین ومقالات ضرور ارسال کریں تا کہ پیغام اعلی حضرت کو جہان میں عام کیا جاسکے۔

مدیر اعلی۔۔ مولانا محمد اویس رضا قادری منظری
رابطہ نمبر۔ 9939134587

afkareraza@gmail.com

سلطان الہند کا تبلیغی مشن

از: مفتی وجہ القمر رضوانی (اڈیشا)

یہ تحریر خلیفہ حضور مفتی اعظم ہند نمونہ اسلاف الحاج مفتی محمد وجہ القمر رضوانی صاحب قبلہ قاضی اڈیشا نے 1988ء میں رقم فرمایا تھا جو اس وقت کے ماہنامہ (نور مصطفی پٹنہ) میں شائع بھی ہوا۔ مضمون کی افادیت و معنویت کے پیش نظر حضرت کی اجازت سے شامل اشاعت کیا جا رہا ہے۔ (ادارہ)

آج سے صدیوں پہلے کا بھارت کیا تھا کیسا تھا اسے دریافت کرنے کے لیے تاریخ کے اوراق گردانی کی ضرورت ہے ۔ نظر تیز کیجیے اور صفحات الٹیے یہ وسیع و عریض بھارت، یہ طول طویل ملک ہند، اونچے اونچے پہاڑوں کی قطاروں سے بھرا پڑا کشور، یہ عظیم و مہیب بل کھاتے لہراتے موج تلاطم بپا کرتے ہوئے دریاؤں کا دیش، آغوش بحر میں آباد بھارت ۔ جہاں سحر افشانی، جادوگری، صنم پرستی، توہم گیری تھی۔ سارے کوہسار و دمن، دشت و چمن، ابالیان وطن، حقیقت الہ، رمز وحدانیت، مقصد خلقت اور منشاے بعثت سے نابلد و ناآشنا تھے ۔ جہالت اور کج روی میں اہل ہند کا رویہ باشندگان عرب سے کچھ کم نہیں تھا یہاں بھی لوگ پہاڑوں کو خدا بنائے ہوئے تھے۔

شمس و قمر اور نجوم کو سلامی پیش کرتے تھے۔ یہاں بھی انسان نہر و بحر کو معبود گردانتے تھے۔ یہاں کے باشی دیوی اور دیوتاؤں کے باشی تھے۔ عوام ناقوس، گھنٹا، ڈھول، تبلا اور ڈمرو جیسی واہیات آلات سے شور و ہنگامہ کر کے دن رات بھگوان کی بھجن میں لگے رہتے تھے۔ یتیموں کا حق ڈکار لیا جاتا تھا۔ بیواؤں کی ستی کی جاتی تھی۔ غرضیکہ بھگتوں کی بڑی آہ و بھگت تھی برہمنوں اور پنڈتوں نے اوتار کی روپ کا بہانہ بنا کر سلاطین وقت کے دلوں میں عہدہ دیر پر پورا قبضہ جما لیا تھا۔

اہل ہند کی زبوں حالی پر رحمت خداوندی جوش میں آئی اور اس کی بیدار بختی کا سامان ارض بطحا کے شہنشاہ، عرب و عجم کے رہنما، سید الانبیاء کی بارگاہ ناز و عرش ذی جاہ میں فروکش معین الدین کی صورت میں ہویدا ہوا حضرت خواجہ کے لیے وہ لمحات نہایت بیش قیمت جان بخش اور کیف آگہی تھے جو جوار رحمت کے قریب میں گزر رہے تھے عاشق رسول کے لیے روضہ رسول کی حاضری سے بڑھ کر اور مسرت خیز لمحہ ہو بھی کیا سکتا ہے وہ تو جان نے مراد کی دہلیز دولت زندگی نچھاور کرنے کا جذبہ لے کر گئے تھے مسیحائے دو عالم کی جوار رحمت میں حیات کی آخری گھڑی قربان کرنے کا شوق لیے جی رہے تھے گوشۂ چشم دیدار قدس کی رعنائیاں بسائے وقت گزار رہے تھے اور بساط قلب پر ہر آن جمال

محبوب جلوہ آرائیاں سجائی زندگی بسر فرما رہے تھے۔ ان کی آرزو تھی ہم ہوں اور محبوب کی گلیاں ہو ہماری نگاہیں ہو اور رشک فردوس گنبد خضری کا نظارہ ہو ہماری پیشانی ہو اور جان کی مبارک چوکھٹ ہو لیکن مشیت انہیں کسی اور ہی خطہ کے لیے منتخب فرما چکی تھی ۔قدرت انہیں سلطان الہند مقرر کر چکی تھی۔اس لیے دیار حبیب میں رہ بھی کیسے سکتے تھے ۔ بھارت باشیوں کی صلاح وفلاح کا پروانہ مالک کون ومکان کے ایوان عالی شان منزل خودنشاں سے جاری ہوا میرے معین اب تمہیں میرا اقرب و جوار چھوڑ کر اہل ہند کی ہدایت اور رہنمائی کے لیے کوچ کرنا ہے ۔ نغمۂ توحید کی اشاعت اور عظمت رسالت کی پرچم کشائی کے لیے مدینہ سے ہجرت کرنا ہے یہ فراق و جدائی کی بشارت خرمن عشق و الفت اور دل شیدا پر بجلی بن کر گری اور ہجر وجدائی کے سارے جان گس مناظر نے ذہن وفکر کو ژولیدہ کر دیا مگر رہنمائے صادق کی تسلی کے لیے یہ مژدہ مسرت خیز تھا کہ اشاعت دین اور تبلیغ اسلام کا منصب جلیل کار جمیل عہدۂ نبیل بانی اسلام کی زبان فیض ترجمان سے ملا تھا

تصورات کی دنیا اس نشان منزل کی جستجو کر رہی تھی اس دیس اس ملک اس سلطنت وحکومت کی راہیں کس جانب سے گزرتی ہیں اور کن مراحل سے طے ہوتی ہیں ۔رحمت عالم نے عالم رویا میں جلوہ گری فرما کر آرزوئے شوق کی تکمیل فرمائی اور سارے معاملات آن واحد میں اجاگر فرما دیے۔ رہنمائے عالم پیشوائے دوعالم جن کی رہبری فرمائی اسے کلفت سفر کا خیال ہی کب آئے گا مگر خواجۂ ہند کی اولوالعزمی عالی ہمتی کی داد دیجیے کہ اتنے بڑے ملک کی رشد و ہدایت کے لیے روانگی ہو رہی ہے مگر جمیعت و جماعت کا شکوہ تنہائی و یگانگی کا گلہ اور لشکر وسپاہ کی حمیت ومعیت کا سوال نہیں فرمائے۔

میں اکیلا ہی چلا تھا جانب منزل مگر
لوگ آتے گئے اور کارواں بنتا گیا

اشک بار آنکھوں اور چھلکتے پلکوں سے دیار رحمۃ اللعالمین کو الوداع کہا،نظر عقیدت سے درو الا کا بوسے دیے اور اس جانب روانہ ہوگئے جدھر سرور کون ومکاں نے اشارہ فرمایا۔ شبانہ روز کی منزلیں طے کرنے کے بعد آخر ایک دن دربار گنج بخش لاہوری رحمۃ اللہ علیہ کی بارگاہ فیضان میں وارد ہوئے روضہ کی جاذبیت کہہ لیجیے یا صاحب مرقد کی قوت روحانیت کہیے مزار پرانوار پر کچھ ایسی دلکشی و جمال وعرفان کی بارش ہو رہی تھی کہ فیض کا دریا موجزن محسوس ہوتا تھا اسی جلوہ آرائی نے آپ کو چند روز رکنے پر مجبور کر دیا گنج بخش کی عنایتوں نے جب آپ کے دریائے دل کو لبالب کر دیا تو پھر عازم سفر ہو گئے خطۂ ہند میں قدم رنجہ فرمانے سے قبل چند پاک طینت نیک خصلت صالح سیرت نفوس قدسیہ شریک کارواں ہو گئے تھے درویشوں اور مسافروں کا یہ مبارک قافلہ جب بھارت کے حاشیہ سے گزرنا شروع کیا تو وادیوں نے خیر مقدم کیے سنگریزے استقبال کے لیے بڑھے غریب الوطن کی خاطر کہیں بیٹھنے کی جگہ نہیں تھی سر چھپانے کا ٹھکانہ نہیں تھا اور قدم رکھنے کی جا بھی نہیں لیکن اللہ والے عارضی قبضہ وتصرف کرنے والے کو کب خاطر میں لاتے ہیں وہ تو پوری روئے زمین کو خدا کی ملکیت سمجھتے ہیں اس لئے انہوں نے جہاں قدم رکھا خدا کی زمین کو یاد الٰہی سے معمور و آباد کر دیا

مست جو جام اٹھا لے وہی پیمانہ بنے
جس جگہ بیٹھ کے پی لے وہی میخانہ بنے

اشارہ باطنی کے تحت پتھورا کی راجدھانی اجمیر میں اناساگر کے قریب خواجہ وطن اپنے احباب کے ساتھ فروکش ہوئے اور یہیں سے رشد وہدایت کا آغاز فرمایا مرد فقیر و بوریہ نشیں کو شاہی طاقت لشکر و سپاہ کا ترنگ دکھا کر رخصت ہونے کا پیغام سناتی ہے پھر درویشی وشاہی میں مسلمانی وجادوگری میں قوت کا تقابل ہوتا ہے یہاں تک کہ ظلمت و ضلالت کی شکست ہوتی ہے اور جیپال جیسا کاہن جادوگر پائے خواجہ پر نچھاور ہو کر کلمہ توحید کی نورانیت سے آشیانہ دیجور کو جگمگاتا ہے۔ والی ہند کی دنیائے کفر و جہاں پر یہ پہلی باطنی روحانی کامیابی تھی!

اس میں تو کوئی دورائے ہے ہی نہیں کہ حضرت معین الہند ایک بہت ہی عالی مرتبت خدا رسیدہ ولی کامل، درویشی میں باکمال اور ملک و قوم کے بہترین مبلغ و مصلح تھے۔ انہی کی جدوجہد اور کاوش کا نتیجہ ہے کہ ارض ہند پر مسجد کے مینارے نظر آتے ہیں جہاں سے روزانہ نماز پنجگانہ کے لیے صدائے اذان بلند کی جاتی ہے۔ آپ نے ترک وطن فرما کر ہجرت کی لذت چکھی اور فیضان کا ایسا دریا بہایا کہ اکناف واطراف ملک کے اکثر بیمار دل آپ کے مسکن پر قدم بوسی کے لیے کشاں کشاں آنے لگے۔ آنے والوں کی زیادہ تر نگاہیں جونہی جگ جوت کی موہنی صورت پر پڑتی تھی من بیاکل ہو جاتا ہے اور جان وجگر قابو میں نہیں رہتے دل وجاں سب آپ پر واری کر کے حلقہ اسلام میں داخل ہو جاتے آخر کا ایک وہ دور بھی آیا جب حضرت خواجہ کی روحانی کشش نے سارا ہندوستان سمیٹ لیا ملک ہند کا گوشہ گوشہ فطرت زناری اور عادت زندیقی سے منہ موڑ کر نغمہ توحید کا وارفتہ ہو گیا سلطان الہند کی نظر کیمیا اثر نے وہ کمال کیا کہ کفر کی بلاخیز تاریکی چشم زدن میں کافور ہو گئی اور نور اسلام سے صنم پرستوں کا دل سفید واجلا ہو گیا بہترے کو عطائے رسول نے مذہب حق کا ایسا شیدائی بنایا جو فضائے روحانیت پر آفتاب و ماہتاب بن کر چمکے خانقاہوں کی حلقہ آرائی دانش گاہوں کی علمی رعنائی اور مدرسوں کی دینی پڑھائی نیز خطیبوں کی شعلہ نوائی سب دین ہے بھارت کے راجا حضرت کا ورنہ۔

ایسا کہاں بہار میں رنگیوں کا جوش
شامل کسی کا خون تمنا ضرور ہے

ایک مرد کامل نے کفر ونفاق کی روسیاہی پر اسلام کا تابندہ غازہ مل دیا۔ شرک و بت پرستی کے جاہلانہ طوفانی زد پہ شمع اسلام فروزاں کیا اوھام کے پجاریوں کے دلوں کو نور ایمان سے منور ومجلی کر دیا۔ شوریدہ دل اور کور مزاج بندیوں کو علم وحکمت کا بیش بہا خزانہ عطا فرمایا حاجت مندوں اور مفلوک الحالوں کی وہ حاجت روائی فرمائی کہ غریب نواز کہلائے شریعت وریقت کا ایسا درس دیا کہ سلطان المشائخ کہے جانے لگے جب نبی کا ایسا مست وشیریں جام پلایا کہ جو تیری بزم سے اٹھا سرشار اٹھا کیا بتاؤں وہ کن کن خوبیوں کے حامل تھے جو زمین سے آئے تھے، وہ خوبیوں والے آقا کے جوار امین سے آئے تھے بہت ساری خوبیاں لے کر آئے تھے۔

تحریر: خلیفہ مفتی اعظم ہند الحاج مفتی محمد وجہ القمر رضوانی (قاضی اڈیشا)
خانقاہ عالیہ قادریہ رضوانیہ، نان پور شمالی،
سیتامڑھی (بہار)

☆☆☆☆☆☆☆

فضائل فاتحۃ القرآن بزبان خواجہ خواجگان

از: مفتی خبیب القادری

خواجہ خواجگان ،شہنشاہ ہندوستان ،عطائے رسول ؛ ہند الولی، حضرت ؛ خواجہ،غریب نواز ،حسن سجزی ؛ رحمۃ اللہ علیہ کی پیدائش عام روایت کے مطابق 14 رجب المرجب 530 ہجری میں بمقام سجز (ایران کے شہر) کے ایک معزز اور باوقار ذی ؛ حشم ؛علمی ؛ نجیب الطرفین سادات گھرانہ میں ہوئی
اوروفات پر ملال 633 ہجری میں ہوئی

آپ کے والد محترم حضرت خواجہ غیاث الدین ایک معروف علمی اور روحانی شخصیت کے حامل تھے حضرت خواجہ غریب نواز کا اصلی نام حسن اور کنیت معین الدین ہے جب آپ کی 15 سال کی عمر ہوئی تو والدہ ماجدہ کا سایہ سر سے اٹھ گیا سجز یا سنجر آپ نے عام طور پر سنا ہوگا کہ حضرت خواجہ غریب نواز اجمیری رحمۃ اللہ علیہ کے نام نامی اسم گرامی کے ساتھ لفظ" سنجری" لکھا ہوتا ہے لفظ سنجر غلط ہے سنجر اس کا نام نہیں سنجر تو ہندوستان کے ایک مقام کا نام ہے اس کا نام تو" سجز ؛س؛ج؛ز؛تو ہوا اصل میں یہ ہے کہ ؛س؛ ج؛ز؛ کے زا" کا نقطہ لوگوں نے غلطی سے اوپر پڑھ کر" سین" نون" بنادیا اور اس کے بعد جب (ز) پر سے نقطہ ہٹ گیا تو وہ (ر) ہوگیا اب بن گیا سنجر" "محققین کے نزدیک" سجز" کہنا صحیح ہے اور (سنجر) تو یہ غلط العوام سے ہے اس لیے اس سے بچنا چاہیے حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب" الانتباہ فی سلاسل اولیاء اللہ" میں لکھتے ہیں سجزی بکسر سین وسکون وکسر زا معجمہ بنسبت بہ سیستان بزبان عربی سجستان وسجز گویند (اختیارات وتصرفات)

سرکار خواجہ غریب نواز اپنے وقت کے بہت بڑے محدث ؛ محقق ؛ مدقق ؛ بہت بڑے عالم دین ؛ ہندوستان کے ولیوں کے شہنشاہ اور مفسر قرآن مجید تھے آپ سورۃ فاتحہ کے حرفوں کی تفسیر اس طرح فرماتے ہیں کہ سورہ فاتحہ میں 124 حروف ہیں اور ان حروف کی حکمت و فضیلت آپ بیان کرتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں مشائخ طبقات اور اہل سلوک لکھتے ہیں کہ اس صورت میں 124 حروف ہے اور ایک لاکھ چوبیس ہزار کم وبیش پیغمبر گزرے ہیں اس سورت کے ہر حرف کے بدلے ایک ہزار پیغمبر کا ثواب ہے جو ملتا ہے پھر 124 حروف کی تفصیل بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں

الحمد کے 5 حرف ہیں

حق تعالیٰ نے پانچ وقت کی نماز فرض فرمائی جو شخص اسے پڑھتا ہے تو وہ نقص (نقصان) اس نے پانچ نمازوں میں کیا اللہ تعالی اسے معاف فرما کر اس کی پانچوں نمازوں کو قبول فرمالیتا ہے۔

اللہ اس میں 3 حرف ہیں
تین اور پانچ" الحمد" کے ملاؤ تو کل آٹھ ہو جاتے ہیں اس کے پڑھنے والے کے لئے اللہ تعالیٰ جنت کے آٹھوں دروازے کو کھول دیتا ہے تا کہ جس دروازے سے اس کی مرضی ہو داخل ہو سکے" (رب العالمین) میں 10 حروف ہیں دس اور آٹھ ملا کر 18 ہوتے ہیں اللہ تعالیٰ نے 18 ہزار عالم پیدا کیے ہیں جو شخص بھی یہ اٹھارہ حروف پڑھتا ہے اسے اٹھارہ ہزار عالم کی (عبادت) کا ثواب ملتا ہے الرحمن" میں 6 حرف ہیں چھ اور اٹھارہ ملا کر چوبیس ہوتے ہیں
اللہ تعالیٰ نے دن اور رات کے چوبیس گھنٹے بنائے جو بندہ ان چوبیس حروف کو پڑھتا ہے وہ گناہوں سے ایسا پاک ہو جاتا ہے گو یا آج ہی ماں کے پیٹ سے پیدا ہوا" الرحیم" کے 6 حروف ہیں چھ اور چوبیس ملا کر 30 ہوتے ہیں اللہ تعالیٰ نے پل صراط بمقدار 30 ہزار سالہ بنایا ہے جو بندہ ان تیس حرفوں کو پڑھتا ہے وہ پل صراط سے بجلی کی طرح گزر جاتا ہے
مالک یوم الدین میں 12 حروف ہیں بارہ اور تیس ملا کر بیالیس ہوتے ہیں اللہ تعالیٰ نے سال کے 12 مہینے کئے ہیں جو شخص ان بارہ حروف کو پڑھتا ہے اس کے بارہ مہینے کے گناہ بخش دیئے جاتے ہیں ایاک نعبد" اس میں 8 حروف ہیں آٹھ اور بیالیس پچاس ہوتے ہیں اللہ تعالیٰ نے روزہ قیامت جو پچاس ہزار سال کے برابر ہوگا پیدا کیا جو بندہ ان پچاس حرفوں کو پڑھتا ہے اللہ تعالیٰ اس سے صدیقوں کا سا معاملہ کرتا ہے وایاک نستعین" میں 11 حروف ہیں گیارہ اور پچاس مل کر اکسٹھ ہوتے ہیں۔
اللہ تعالیٰ نے زمین و آسمان میں اکسٹھ دریا پیدا کیے جو شخص ان اکسٹھ حرفوں کو پڑھتا ہے تو اکسٹھ دریاؤں کے قطروں کے موافق نیکیاں اس کے نامہ اعمال میں لکھی جاتی ہیں اور اس قدر بدیاں (برائیاں) اس کے نامہ اعمال سے مٹائی جاتی ہیں۔ اھدنا الصراط المستقیم" میں 29 حروف ہیں انتیس اور اکسٹھ اسی ہوتے ہیں
جو دنیا میں شراب پیتا ہے اس سے دورے لگانے کا حکم ہے (اللہ تعالیٰ) اس کے پڑھنے والے کو اسی درے معاف کرتا ہے صراط الذین انعمت علیھم غیر المغضوب علیھم والضالین۔ آمین میں 44 حروف ہیں چوالیس اور اسی مل کر 124 ہوئے اللہ تعالیٰ نے ایک لاکھ چوبیس ہزار پیغمبر پیدا کیے جوان ایک سو چوبیس حرفوں کو پڑھتا ہے تو اس کو ایک لاکھ چوبیس ہزار پیغمبروں کا ثواب ملتا ہے
نسخہ: سورہ فاتحہ تمام دردوں اور بیماریوں کے لیے شفا ہے جو بیمار کسی علاج سے ٹھیک نہ ہو وہ صبح کی نماز کے فرض اور سنتوں کے درمیان 41 مرتبہ بسم اللہ الرحمن الرحیم اور سورہ فاتحہ پڑھ کر دم کرنے سے دور ہو جاتی ہے اس لیے کہ رسول خدا حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ نے خود فرمایا" الفاتحہ شفاء من کل داء یعنی سورہ فاتحہ ہر مرض کی دوا ہے (شان غریب نواز صفحہ 20)

از قلم:- مفتی خبیب القادری مدناپوری
بانی غریب نواز اکیڈمی مدناپور شیشگڑھ بہیڑی
بریلی شریف یوپی بھارت موبائل
7247863786

حضرت خواجہ غریب نواز تاریخ کے آئینہ میں

از فہیم جیلانی احسن مصباحی معصوم پوری

حضرت سید خواجہ غیاث الدین حسین امیر تاجر، اور با اثر صاحب ثروت ہونے کے ساتھ ساتھ ایک عابد وزاہد شخص تھے۔آپ نسلی اعتبار سے نجیب الطرفین صحیح النسب سید ہیں۔ آپ کا شجرہ عالیہ گیارہ رہ واسطوں سے امیر المومنین حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے جا ملتا ہے۔آپ کی بیوی محترمہ سیدہ ماہ نور بھی ایک عبادت گزار صالحہ خاتون تھی۔

آپ کے مکان پر 14 رجب المرجب 536 ھ بمطابق 1141 عیسوی بروز پیر 14 رجب 530ھ مطابق 1135ءکو تاج اولیاء، حجۃ الاولیاء، سراج الاولیاء، فخر الکاملین، قطب العارفین، ہند الولی، عطاء رسول، سلطان الہند، معین الحق، وارث النبی فی الہند، خواجہءخواجگان، خواجہ غریب نواز، سید معین الدین حسن چشتی اجمیری بن سید غیاث الدین بن سید سراج الدین بن سید عبد اللہ بن سید کریم بن سید عبدالرحمن بن سید اکبر بن سید محمد بن سید علی بن سید جعفر بن سید باقر پیدا ہوئے۔

آپ کا پیدائشی نام حسن رکھا گیا اور آپ کی والدہ ماجدہ بیان کرتی ہیں :’’جب معین الدین میرے شکم میں تھے تو میں اچھے خواب دیکھا کرتی تھی گھر میں خیر و برکت تھی ، دشمن دوست بن گئے تھے۔ولادت کے وقت سارا مکان انوارِالٰہی سے روشن تھا۔‘‘(مرأۃ الاسرار)

آپ کی پرورش اور تعلیم وتربیت خراسان میں ہوئی ، ابتدائی تعلیم والدِ گرامی کے زیرِ سایا ہوئی حضرت سید غیاث الدین حسین خواجہ بہت بڑے عالم دین تھے۔آپ نے نو برس کی عمر میں قرآن شریف حفظ کرلیا پھرایک مدرسہ میں داخل ہوکر تفسیر و حدیث اور فقہ کی تعلیم حاصل کی، حضرت خواجہ معین الدین چشتی اجمیری رحمۃ اللہ علیہ گیارہ برس کی عمر تک نہایت نازونعم اور لاڈ پیار میں پروان چڑھتے رہے۔ابھی آپ کی عمر پندرہ برس کی بھی نہ ہوئی تھی کہ والد کا سایہ سر سے اٹھ گیا۔ والد حضرت سید غیاث الدین حسین خواجہ کے وصال سے آپ کو ایک گہرا صدمہ لگا۔ایسے موقع پر والدہ نے اپنے آپ کو سنبھالتے ہوئے بیٹے کو تسلی بخش نصیحت آمیز گفتگو سے حوصلہ افزائی کیا اور کہا کہ بیٹا! زندگی کے سفر میں ہر مسافر کو تنہائی کی اذیتوں سے گزرنا پڑتا ہے اگر تم ابھی سے اپنی تکلیفوں کا ماتم کرنے بیٹھ گئے تو زندگی کے دشوار گزار راستے کیسے طے کرو گے۔تمہارے والد کا ایک ہی خواب تھا کہ ان کا بیٹا علم وفضل میں کمال حاصل کرے۔ چناں چہ تمہیں اپنی تمام تر صلاحیتیں تعلیم کے حصول کے لیے ہی صرف کر دینی چاہئیں“۔بیٹے نے آخر اپنے آپ کو بمشکل سنبھالا۔

سفر زندگی کو آگے بڑھانا چاہا ہی تھا کہ ٹھیک ایک سال بعد والدہ ماجدہ سیدہ بی بی ماہ نور بھی اس دنیا سے چل بسیں ”انا للہ وانا الیہ رجعون“ والد بزرگوار کی وفات پر آپ کو اس وقت ایک باغ اور ایک آٹا پیسنے والی چکی ورثے میں ملی تھی۔ اب والدین کی جدائی کے بعد آپ نے باغبانی کا پیشہ اختیار کیا۔جس کی وجہ سے آپ کا تعلیمی سلسلہ بھی موقوف ہو گیا۔آپ تعلیم کے موقوف ہونے کی وجہ سے رنجیدہ اور بڑی تکلیف کا احساس کرتے لیکن آپ کرتے بھی کیا کہ گھریلو ذمہ داری جو آپ کے کاندھوں پر آن پڑی۔اللہ اکبر اب آپ بآسانی اپنے ذمہ داری کو سنبھالنے کے عادی ہو چکے تھے۔لیکن قدرت کو کچھ اور ہی منظور تھا اس لیے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو انسانوں کی تعلیم وتربیت اور کائنات کی اصلاح کے لیے منتخب فرما لیا تھا۔ایک وقت وہ بھی آیا کہ جب آپ نے دنیا سے کنارہ کشی اختیار کر لی۔پھر ایک وقت وہ بھی آیا کہ جب خواجہ معین الدین چشتی اپنے وراثت میں ملے ہوئے باغ میں درختوں کو پانی دے رہے تھے کہ ادھر سے مشہور بزرگ مجذوبِ وقت ابراہیم قندوزی کا گزر ہوا۔آپ نے بزرگ کو دیکھا تو دوڑتے ہوئے پاس گئے اور ابراہیم قندوزی کے ہاتھوں کو بوسہ دیا۔ابراہیم قندوزی ایک نوجوان کے اس جوش عقیدت سے بہت متاثر ہوئے۔انھوں نے شفقت سے آپ کے سر پر ہاتھ پھیرا اور چند دعائیہ کلمات کہہ کر آگے جانے لگے تو آپ نے ابراہیم قندوزی کا دامن تھام لیا۔حضرت ابراہیم نے محبت بھرے لہجے میں پوچھا:

اے نوجوان! ”آپ کیا چاہتے ہیں؟“ خواجہ معین الدین چشتی نے عرض کی کہ ”آپ چند لمحے اور میرے باغ میں قیام فرمائیے۔کون جانتا ہے کہ یہ سعادت مجھے دوبارہ نصیب ہوگی کہ نہیں“۔آپ کا لہجہ اس قدر میٹھا اور عقیدت مندانہ تھا کہ ابراہیم قندوزی سے انکار نہ ہو سکا اور آپ باغ میں بیٹھ گئے۔پھر چند لمحوں کے بعد انگوروں سے بھرے ہوئے دو طباق معین الدین چشتی نے ابراہیم قندوزی کے سامنے رکھ دیے اور خود دست بستہ کھڑے ہو گئے۔ابراہیم قندوزی نے اپنے پیرہن میں ہاتھ ڈال کر جیب سے روٹی کا ایک خشک ٹکڑا نکال کر معین الدین کی طرف بڑھایا اور فرمایا” وہ تیری مہمان نوازی تھی یہ فقیر کی دعوت ہے“۔اس ٹکڑے کا حلق سے نیچے اترنا ہی تھا کہ معین الدین چشتی کی دنیا ہی بدل گئی۔پھر تو آپ کو کائنات کی ہر شے بے معنی لگنے لگی۔اور آپ نے اپنا تمام مال راہ خدا میں لٹا کر خراسان کو خیر آباد کہتے ہوئے سمرقند کی طرف چلے گئے اور وہاں جا کر آپ نے علوم ظاہری میں مہارت تامہ حاصل کی۔

علوم ظاہری کی تکمیل کے بعد آپ علوم باطنی کے حصول کے لیے نیشاپور کے قصبۂ ہارون میں حضرت خواجہ عثمان ہارونی کی بارگاہ میں حاضر ہوئے اور آپ کی دن رات خدمات کی حضرت خواجہ غریب نواز رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی بیعت کے واقعہ کو اس طرح بیان کیا ہے: ”ایسی صحبت میں جس میں بڑے بڑے معظم ومحترم مشائخ کبار جمع تھے۔میں ادب سے حاضر ہوا اور روے نیاز زمین پر رکھ دیا، حضرت مرشد نے

فرمایا: دورکعت نماز ادا کر، میں نے فوراً تکمیل کی۔ روبہ قبلہ بیٹھ، میں ادب سے قبلہ کی طرف منہ کر کے بیٹھ گیا، پھر ارشاد ہوا سورۂ بقرہ پڑھ، میں نے خلوص وعقیدت سے پوری سورت پڑھی، تب فرمایا: ساٹھ بار کلمۂ سبحان اللہ کہو، میں نے اس کی بھی تعمیل کی، ان مدارج کے بعد حضرت مرشد قبلہ خود کھڑے ہوئے اور میرا ہاتھ اپنے دستِ مبارک میں لیا آسمان کی طرف نظر اٹھا کے دیکھا اور فرمایا میں نے تجھے خدا تک پہنچا دیا ان جملہ امور کے بعد حضرت مرشد قبلہ نے ایک خاص وضع کی ترکی ٹوپی جو کلاہِ چارتَرکی کہلاتی ہے میرے سر پر رکھی، اپنی خاص کملی مجھے اوڑھائی اور فرمایا بیٹھ میں فوراً بیٹھ گیا، اب ارشاد ہوا ہزار بار سورۂ اخلاص پڑھ میں اس کو بھی ختم کر چکا تو فرمایا ہمارے مشائخ کے طبقات میں بس یہی ایک شب وروز کا مجاہدہ ہے لہٰذا جا اور کامل ایک شب و روز کا مجاہدہ کر، اس حکم کے بہ موجب میں نے پورا دن اور رات عبادتِ الٰہی اور نماز و طاعت میں بسر کی دوسرے دن حاضر ہوکے، روے نیاز زمین پر رکھا تو ارشاد ہوا بیٹھ جا، میں بیٹھ گیا، پھر ارشاد ہوا اوپر دیکھ میں نے آسمان کی طرف نظر اٹھائی تو دریافت فرمایا کہاں تک دیکھتا ہے، عرض کیا عرشِ معلا تک، تب ارشاد ہوا نیچے دیکھ میں نے آنکھیں زمین کی طرف پھیری تو پھر وہی سوال کیا کہاں تک دیکھتا ہے عرض کیا تحت الثریٰ تک حکم ہوا پھر ہزار بار سورۂ اخلاص پڑھ اور جب اس حکم کی بھی تعمیل ہو چکی تو ارشاد ہوا کہ آسمان کی طرف دیکھ اور بتا کہاں تک دیکھتا ہے میں نے دیکھ کر عرض کیا حجابِ عظمت تک، اب فرمایا آنکھیں بند کر، میں نے بند کر لی، ارشاد فرمایا اب کھول دے میں نے کھول دی تب حضرت نے اپنی دونوں انگلیاں میری نظر کے سامنے کی اور پوچھا کیا دیکھتا ہے؟ عرض کیا اٹھارہ ہزار عالم دیکھ رہا ہوں، جب میری زبان سے یہ کلمہ سنا تو ارشاد فرمایا بس تیرا کام پورا ہوگیا پھر ایک اینٹ کی طرف دیکھ کر فرمایا اسے اٹھا میں نے اٹھایا تو اس کے نیچے سے کچھ دینار نکلے، فرمایا انھیں لے جا کے درویشوں میں خیرات کر۔ چناں چہ میں نے ایسا ہی کیا۔'' (انیس الارواح)

یہاں تک کہ وہ وقت بھی آیا کہ جب آپ روضۂ رسول ﷺ پر حاضری کے لیے حاضر ہوئے۔ تو خواب میں حضرت خواجہ عثمان ہارونی تشریف لائے اور آپ کو حکم دیا۔ ''معین الدین! آقائے کائنات کے حضور سلام پیش کرو۔ خواجہ معین الدین چشتی نے لرزتی ہوئی آواز میں کہا۔ ''السلام علیکم یا سید المرسلین۔'' وہاں موجود تمام لوگوں نے سنا۔ روضہ رسول سے جواب آیا۔

''وعلیکم السلام یا سلطان الہند''۔

ایک اور روایت اسی طرح کی ملتی ہے کہ ایک دن بارگاہِ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ کو ہندوستان کی ولایت وقطبیت کی بشارت اس طرح حاصل ہوئی کہ: ''اے معین الدین تو میرے دین کا معین ہے میں نے تجھے ہندوستان کی ولایت عطا کی وہاں کفر کی ظلمت پھیلی ہوئی ہے تو اجمیر جا تیرے وجود سے کفر کا اندھیرا دور ہوگا اور اسلام کا نور ہر سو پھیلے گا۔'' (سیر الاقطاب ص ۱۲۴)

جب حضرت خواجہ نے یہ ایمان افروز

بشارت سنی تو آپ پر وجد و سرور طاری ہو گیا۔ آپ کی خوشی و مسرت کی کوئی انتہا نہ رہی۔ حضور رحمتِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ نے جب مقبولیت اور ہندوستان کی خوش خبری حاصل کر لی تو تھوڑا حیرا ن ہوئے کہ اجمیر کہاں ہے؟ یہی سوچتے ہوئے آپ کو نیند آ گئی، خواب میں کیا دیکھتے ہیں کہ سرکارِ مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے ہوئے ہیں۔

پیارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کو خواب کی حالت میں ایک ہی نظر میں مشرق سے مغرب تک سارے عالم کو دکھا دیا، دنیا کے تمام شہر اور قصبے آپ کی نظروں میں تھے یہاں تک کہ آپ نے اجمیر، اجمیر کا قلعہ اور پہاڑیاں بھی دیکھ لیں۔ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت خواجہ کو ایک انار عطا کر کے ارشاد فرمایا کہ ہم تجھ کو خدا کے سپرد کرتے ہیں۔ (مونس الارواح ص ۳۰)۔ نیند سے بیدار ہونے کے بعد آپ نے چالیس اولیا کے ہمراہ بھارت (اجمیر) کا قصد کیا۔

اور یہاں آنے کے بعد آپ ہی کے ذریعے سلسلہ چشتیہ بھارت میں پھیلا (سلسلہ چشتیہ پانچویں صدی ہجری میں حضرت خواجہ معین الدین چشتی حسن سنجری رحمۃ اللہ علیہ کی شخصیت نے اس سلسلہ کے پرچم تلے دعوتِ حق کا جو کام انجام دیا اور آپ کی شہرت و مقبولیت کی وجہ سے لفظ ''چشتی'' دنیا بھر میں بے پناہ مشہور و مقبول ہوا۔ طریقت کے دیگر سلاسل کی طرح یہ سلسلہ بھی حضرت علی مرتضیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ سے ملتا ہے)

بھارت میں آپ کے قدموں کی برکتوں سے نوے لاکھ آدمی آپ کے ہاتھ پر اسلام لائے۔

در حالانکہ آپ نے یہاں بہت سے ظالم بادشاہوں کے ظلم و ستم کو برداشت کیا۔ آپ پر پانی بند کر دیا گیا، جادوگروں نے آپ پر جادو کرنا چاہا اس کے باوجود آپ نے ہمت نہیں ہاری اور پھر وہ وقت بھی آیا کہ جب دنیا نے دیکھا کہ آپ کی دعوت و تبلیغ کے جلوے پوری دنیا میں عیاں ہوتے ہوئے نظر آئے۔

دعوت و تبلیغ کے ساتھ ساتھ آپ کے قلم سے درجنوں کتابیں معرضِ وجود میں آئی ان میں سے کچھ کتابوں کا نام یہ ہے:

انیس الارواح، گنج اسرار، دلیل العارفین بحر الحقائق، اسرار الواصلین، رسالہ وجودیہ، کلمات خواجہ معین الدین چشتی دیوان مُعین الدین چشتی، آپ کے اہل وطن پر جو انعام و احسان ہیں اسے دنیا بھلا نہیں سکتی۔ اگر اسلام کو نواسہ رسول حضرت امام حسین نے اپنی شہادت کے ذریعے بچایا ہے تو حضرت حسن خواجہ معین الدین چشتی اجمیری نے اسے پھیلایا ہے۔

بالآخر آپ ۹۷ سال یا ۱۰۳ سال کی عمر پا کر اس دار فانی سے دار بقاء کی طرف کوچ کر گیے۔ اور آپ کا مزار مبارک اجمیر شریف میں موجود ہے جو آج بھی مرجع خلائق بنا ہوا ہے

از: فہیم جیلانی احسن مصباحی معصوم پوری
(ایڈیٹر: آفیشل ویب سائٹ ''ہماری فکر''
مراد آباد)

29 جمادی الاخرہ، 1442ھ
12 فروری 2021، بروز جمعہ

سلطان الہند حضرت خواجہ غریب نواز کی دینی ودعوتی خدمات

از: محمد ہاشم قادری مصباحی، جمشید پور

الحمد للہ رب اللعالمین! تمام خوبیاں اللہ رب العزت کو جو مالک و پالنہار ہے سارے جہان والوں کا اور لاکھوں، کروڑوں احسان ہے بے شمار نعمتیں عطا فرمانے والے رب کریم کا کہ ایمان جیسی اعلیٰ نعمت سے بھی مالا مال فرمایا اور ایمان کی جان محبت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بھی سرفراز فرمایا۔ چونکہ یہ نعمت سب کو نہیں ملتی، اللہ جسے چاہتا ہے اپنے فضل سے نوازتا ہے۔ قرآن مجید میں اللہ رب العزت نے اپنے پیارے بندوں کے بارے میں ارشاد فرما رہا ہے: قُلْ اِنَّ الْفَضْلَ بِيَدِ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ ط وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ يَّخْتَصُّ بِرَحْمَتِهٖ مَنْ يَّشَآءُ وَاللّٰهُ ذُوا لْفَضْلِ الْعَظِيْم O (القرآن، سورہ آل عمران، آیت ۷۳۔ ۷۴)۔

ترجمہ: تم فرمادو کہ فضیلت اللہ کے ہاتھ ہے جسے چاہے عطا فرماتا ہے اور اللہ وسعت والا علم والا ہے۔ اپنی رحمت سے خاص کرتا ہے جسے چاہے اور اللہ بڑے فضل والا ہے۔ (کنز الایمان)۔

اللہ کے بعض خاص بندے محبت رسول سے اپنی زندگی کو مزین فرما کر رضائے الٰہی میں فدا رہتے ہیں تو اللہ رب العزت ان کو اپنے مقبول بندوں میں شامل فرما کر ولایت کا شاندار تاج عطا فرماتا ہے۔ عطائے ربی ہے جسے چاہے عطا فرمائے۔ یہ اس کی رحمت ہے۔

قدرت الٰہی کے کرشمے بھی عجیب ہیں۔ حکمت خداوندی کب کس چیز کا فیصلہ فرمادے کچھ کہا نہیں جا سکتا۔ یہ حکمتِ الٰہی کا کرشمہ ہی تو ہے کہ ساتویں صدی ہجری میں خراسان سے ایک اللہ کے ولی ہندوستان پہنچے اور اپنے علوم ومعارف سے پورے ہندوستان کو ایسا مسخر کیا کہ صدیاں گزر گئیں اس کے باوجود بھی آپ کا نام سکہ رائج الوقت کی طرح چل رہا ہے۔

شیخ الاسلام حضرت خواجہ معین الدین چشتی اجمیری رحمۃ اللہ علیہ (ولادت ۵۳۷ھ، وفات ۶۳۲ھ) نے اسلامی علوم و دعوتی جدو جہد اور اصلاح وتربیت کے ذریعہ ہندوستان میں اسلام و روحانی سلطنت کی بنیاد رکھی۔ اگرچہ پہلی صدی ہجری میں ہی یہاں اسلام کی تبلیغ کے دستے آنے شروع ہوگئے تھے لیکن آپ کی آمد کے بعد آپ کی ایمانی، روحانی، اخلاقی تعلیما ت نے ہندوستان میں اسلام کو جلا بخشی اور ہزاروں ہزار کی تعداد میں لوگ جوق در جوق مسلمان ہونے لگے۔ تیزی سے اسلام پھیلنے لگا۔ آپ کی تعلیمات اسلامی، عوامی خدمات کسی نام ونمود کے لئے نہیں تھیں بلکہ ہر چیز کا مقصد کلمہ توحید کی اشاعت اور اسلام کے پیغام کو عام کرنا تھا۔ اسی وجہ کر ان گنت لوگوں نے آپ کے دست حق پر

اسلام قبول کیا۔ صرف ایک سفر دہلی سے اجمیر جاتے ہوئے راستے میں سات سو ہندوؤں کو مسلمان کیا۔ یہ تھی آپ کی اخلاقی، روحانی طاقت (بزم صوفیا از سید صباح الدین عبد الرحمٰن صفحہ ۶۸، تاریخ دعوت وعزیمت جلد ۳، صفحہ ۲۱۔ ۲۲)

ظاہر سی بات ہے مسلمان ہونے والے ان سات سو افراد میں سے کچھ آپ کے اخلاق کو دیکھ کر متاثر ہوئے ہوں گے اور آپ کے دلی لگن اسلام کی اشاعت کے لئے جو تھی اور آپ کی زبانی دعوت پر ہی لوگ مسلمان ہوئے ہوں گے۔ دورِ حاضر میں بالخصوص ہندوستان کے اندر حضور خواجہ اجمیری رحمۃ اللہ علیہ کی زندگی کے اس ناقابلِ فراموش پہلو کو نظر انداز نہیں کیا جانا چاہیئے۔ ہندوستانی مسلمانوں خصوصاً علمائے کرام پر فرض ہے کہ وہ صحیح بنیادوں اخلاق و خدمات سچے دل سے، نام نمود اور شہرت سے بچتے ہوئے صرف اللہ کے لئے دعوتِ اسلام کے لئے تیار ہوں، کوشش کریں۔ حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ جاں گسل حالات میں اپنی دینی بصیرت و حمیت کا ثبوت دیتے ہوئے اپنی زندگی کے لئے رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی مکی زندگی سے روشنی اور توانائی حاصل کیا، صبر وشکر کی ریتیلی زمین و پہاڑ کی تپتی ہوئی پتھریلی زمین پر چل کر اپنی مکی زندگی کو مدنی زندگی میں بدلنے کے لیے ہر لمحہ کوشاں رہے۔ خواجہ صاحب نے اسوۂ رسول وحکمِ الٰہی کو اپنا رہنما بنائے رکھا۔

ترجمہ: اپنے رب کی راہ کی طرف بلاؤ پکی تدبیر اور اچھی نصیحت سے اور ان سے اس طریقہ پر بحث کرو جو سب سے بہتر ہو۔ بے شک تمہارا رب خوب جانتا ہے جو اس کی راہ سے بہکا اور وہ خوب جانتا ہے راہ والوں کو (القرآن سورۃ النحل، آیت ۱۲۵، کنزالایمان)

آپ کو یہ پورا احساس تھا کہ مجھے بے دینوں کے پاس دین کی دعوت لے کر جانا ہے اور جو طریقہ رب کریم نے بتایا ہے اسی اصول سے دین کی تبلیغ کرتے رہے۔ سب کے ساتھ محبت، انسانیت کا برتاؤ کرتے تھے۔ چھوٹوں پر پیار نچھاور کرتے اور دوسری قوم کے لوگوں پر پیار لٹاتے (اپنوں پر تو سبھی لٹاتے ہیں) غربا پر حد درجہ شفقت فرماتے، اپنا کھانا اٹھا کر دے دیتے، اپنے کپڑے پہنا دیتے، تیمارداری کرتے مریضوں، غریبوں کی خدمت کرتے تب یہ انمول نام ''غریب نواز'' کا لقب خاص الخاص ہوا۔ آج بھی کروڑوں لوگ آپ کی غریب نوازی کے فیض سے مالا مال ہو رہے ہیں۔ آپ نے اپنے آقا صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی سنت پر عمل کیا، غریبوں اور بلا تفریق مذہب انسانوں پر محبت نچھاور کیا۔ آپ نے Theory پر بھی عمل فرمایا اور Practical پر خوب زور دیا۔ مخلوق خدا کو اس کے باطن میں پوشیدہ اور ظاہر سے نمایاں ہونے والے عقائد کی بنیاد پر نہیں پہنچاتے تھے۔ آپ نے قوتِ گویائی رکھنے والی خدائی مخلوق انسانوں کو خواہ کتنی ہی گندگیوں میں ملوث ہوں ان کی طرف توجہ فرمائی اور اس کو گلے لگایا اور اسلامی تعلیمات سے آراستہ فرما دیا۔ صحیح اللہ والے یہی ہیں جنہیں اللہ نے اپنے مقبول بندوں میں شامل فرما کر ولایت کا شاندار تاج عطا فرمایا اور اللہ رب العزت نے ان کا تعارف قرآن کریم میں اس

طرح بیان کیا ہے۔ ترجمہ: سن لو بے شک اللہ کے ولیوں پر نہ کچھ خوف ہے اور نہ غم، وہ جو ایمان لائے اور پرہیز گاری کرتے ہیں انہیں خوشخبری ہے دنیاوی زندگی میں اور آخرت میں۔ اللہ کی باتیں بدل نہیں سکتی ہیں۔ یہی بڑی کامیابی ہے (القرآن سورہ یونس، آیت ۶۲۔ ۶۴، کنزالایمان)۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ کسی نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ اولیاء اللہ کون لوگ ہیں؟ فرمایا: یہ وہ لوگ ہیں جن کے دیدار سے خدا یاد آئے (تفسیر صاوی، تفسیر مظہری) کشف المحجوب میں حضرت داتا گنج بخش قدس سرہٗ نے ولی کا ایک اور مفہوم بیان کیا ہے۔ آپ فرماتے ہیں۔ ''یہ بھی ممکن ہے کہ اللہ تعالیٰ کسی کو مرتبہ ولایت اس طرح عطا فرمائے کہ اسے کائنات میں تصرف واختیار سے نوازے اور اس کی تمام دعائیں قبول کی جائیں۔'' بہت سے گردآلود بالوں والے اور لوگوں کے دروازوں سے دور رہنے والے ایسے ہیں کہ اگر کسی بات پر وہ قسم کھالیں تو اللہ تعالیٰ ضرور ان کی قسم پوری فرمائے گا (مسلم شریف)۔

دوسری روایت میں ہے: بہت سے گردآلود بالوں اور پرانے کپڑے والے لوگ جن کی کوئی پرواہ نہیں کرتا ایسے ہیں کہ اگر وہ کسی بات پر اللہ تعالیٰ کی قسم کھالیں تو اللہ تعالیٰ ان کی قسم ضرور پوری فرماتا ہے۔ (ترمذی، بیہقی)۔ اولیاء کرام اور صوفیا بزرگوں کی تو بات ہی نرالی ہے۔ اللہ سے عشق اور محبت رسول کی ہی وجہ سے تو ان پر انعامات کی بارشیں ہوئی ہیں اور آج بھی جاری و ساری ہیں۔ صوفیا بزرگوں کی بیاض (Diary) میں بہت دلچسپ واقعات صاحبِ بصیرت کے لیے سبق آموز ہوں گے۔ مشہور بزرگ عارف باللہ، سیدی علامہ احمد برنسی معروف بہ شیخ رزوق رحمۃ اللہ علیہ ۸۹۹ ہجری ماہ صفر، ۱۴۹۳ عیسوی اپنی کتاب (الجمع بین الشریعۃ والحقیقۃ) میں فرماتے ہیں کہ تصوف کی تقریباً دو ہزار تعریفیں اور تفسیریں آئی ہیں۔ ان سب کا حاصل اللہ تعالیٰ کی طرف سچی توجہ ہے جس شخص کو مولائے کریم کی طرف سچی توبہ اور رسول سے محبت حاصل ہے اسے تصوف کا ایک حصہ حاصل ہے۔ (فقہ وتصوف ۹۴، ۹۵ مصنف شاہ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ۔ ترجمہ علامہ محمد عبدالحکیم شرف قادری، اعتقاد پبلشنگ ہاؤس، دہلی)۔

مشہور بزرگ حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ سے تصوف کے بارے میں پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا: (۱) مخلوقات کی موافقت سے دل صاف کرنا (۲) طبعی یا نفسانی اوصاف سے جدا ہونا (۳) نفسانی خواہشات سے گریز کرنا (۴) روحانی صفات کا طلبگار ہونا (۵) حقیقی علوم سے متعلق ہونا (۶) دائمی اچھے کاموں کا اختیار کرنا (۷) تمام امت کا خیر خواہ ہونا (۸) حقیقی طور پر اللہ تعالیٰ کا وفادار ہونا (۹) شریعت میں رسول اللہ ﷺ کا پیروکار ہونا (۱۰) اور شریعت کی تمام صفات اور برکات کا حامل ہونا وغیرہ وغیرہ۔ (فقہ تصوف صفحہ ۹۳، ۹۴، مصنف شاہ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ)

آج کے صوفیوں کو تصوف کی صحیح تعلیم پر نظر رکھنا چاہیے۔ علم وعمل کے ساتھ رسول اللہ ﷺ کی شریعت کا پابند ہونا انتہائی ضروری ہے ورنہ سب بیکار ہے۔ مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ مثنوی شریف میں

فرماتے ہیں:

☆ علم حق در علم صوفی گم شود

☆ ایں سخن کے باور مردم شود

☆ گفتۂ او گفتۂ اللہ بود

☆ گر چہ از حلقوم عبد اللہ بود

(حق تعالیٰ کا علم عارف صوفی کے علم میں پوشیدہ ہوتا ہے اگر چہ عام لوگوں کو یہ بات مشکل معلوم ہوتی ہے۔ ولی کی گفتگو دراصل اللہ تعالیٰ کی گفتگو ہوتی ہے اگر چہ بظاہر بندہ خدا کے حلق سے نکلتی ہے۔) صوفیا کی اصطلاح میں ولی وہ ہے جس کا دل شب و روز ذکر الٰہی و تسبیح اور تہلیل میں محو اور مصروف ہو۔ اس کے دل میں محبت الٰہی کے سوا کسی غیر کے لئے جگہ نہ ہو اور وہ جس سے بھی محبت یا نفرت کرے محض اللہ تعالیٰ کی رضا کے لیے کرے۔ (تفسیر مظہری)۔

دراصل یہی ولی اللہ ہیں جو آج بھی صدیاں گزر جانے کے باوجود خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ ہندوستانیوں پر حکمرانی فرما رہے ہیں۔ اور کتنے ہی مادی حکومتوں کے مالک ذہن سے محو ہو گئے، غائب ہو گئے۔ حضور خواجہ غریب نواز کی زندگی پورے طور پر اسلام کی آبیاری اور خدمت خلق کے لیے وقف تھی۔ غریبوں، محتاجوں، بے سہاروں کے ساتھ مشفقانہ برتاؤ فرماتے تھے۔ غریبوں کی دستگیری میں ہمہ تن سرگرم عمل رہتے تھے۔ آج بھی غریب نوازی فرما رہے ہیں۔ اللہ ہم تمام لوگوں کو آپ کی تعلیمات پر چلنے اور غریبوں کی مدد کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین! ۔

(Mob.:09386379632
e-mail:
hhmhashim786@gmail.com

منقبت سلطان الہند رضی اللہ تعالیٰ عنہ

نتیجہ فکر: محمد کلیم احمد رضی مصباحی پوکھریرہ شریف

ترے غلام ہیں جو مفتخر عطائے رسول
تری عطاؤں کا ہے یہ اثر عطائے رسول

تمہاری سمت، جب آے صفر، عطائے رسول
بریلی سے ہو ہمارا سفر عطائے رسول

ترے نگر کی زمیں کا جمال ہے ایسا
چلے تو راہی لگے چاند پر عطائے رسول

تمہارے در کی عطا ہے ہر ایک در کی چمک
تمہیں ہو ہند میں در الدرر عطائے رسول

مثال جس کی نہ مل پائے گی کہیں ہم کو
ہیں ایسے تخم کرم کے ثمر عطائے رسول

بہار آئے نہ کیوں باغ آرزو میں ابھی
جو برسے آپ کا ابر ابر عطائے رسول

چمک کے رہ جو دکھاتے ہیں خلد کی ہم کو
تمہارے بول ہیں ایسے گہر عطائے رسول

جو تیرا ذرۂ دربار ہے حقیقت میں
ہے رشک مہر و نجوم و قمر عطائے رسول

کلیم آپ کا محروم کیوں رہے آخر
کرم ہے آپ کا جب عام تر عطائے رسول

خواجہ غریب نواز اور ہندوستان میں سلسلۂ چشتیہ کی اجمالی تاریخ

از: مفتی محمد رضا مصباحی

بارہویں صدی عیسوی اور چھٹی صدی، ہجری مختلف روحانی سلاسلِ تصوف کی تنظیم کا زمانہ ہے۔ اسی عہد میں چودہ خانوادوں سے چار مشہور سلاسل قادریہ، نقشبدیہ، سہروردیہ اور چشتیہ منظم ہوئے۔ ہندوستان میں ان تمام سلاسل میں سے ہر ایک کا فیض اپنے اپنے وقت پر پہونچا۔ لیکن جس سلسلہ سے اللہ تعالی نے برّصغیر میں وسیع پیمانہ پر اِشاعتِ اسلام کا کام لیا وہ سلسلہ چشتیہ ہے۔ متحدہ ہند و پاک میں سلسلہ چشتیہ میزبان جب کہ دیگر سلاسل مہمان کی حیثیت رکھتے ہیں، گو کہ خواجگان چشت میں سے خواجہ ابو محمد چشتی (م ۴۰۹ھ/ ۴۱۱ھ) فرزند و خلیفہ خواجہ ابو احمد چشتی، مرید و خلیفہ خواجہ ابو اسحق شامی چشتی۔ سلطان محمود غزنوی کے عہد میں پانچویں صدی ہجری کے اوائل میں ہی ہندوستان تشریف لائے لیکن ان کے ذریعہ یہاں سلسلہ کی اشاعت نہیں ہوئی۔ باضابطہ طور پر جس صوفی بزرگ نے یہاں سلسلۂ چشتیہ کی بنیاد رکھی اور ہمہ گیر پیمانے پر باشندگانِ ہند کو اسلام کی طرف متوجہ کیا وہ سلطان الہند، عطاے رسول، نائب النبی، خواجہ معین الدین حسن چشتی سنجری رضی اللہ عنہ (ولادت ۵۳۴ھ/ ۱۱۳۸ء وصال ۶۳۲ھ/ ۱۲۳۵ء) ہیں انھوں نے خرقہ خلافت خواجہ عثمان ہَرْوَنی سے پہنا انھوں نے حاجی شریف زندنی سے انھوں نے خواجہ مَوْدُود چشتی سے انھوں نے خواجہ ناصر الدین یوسف سے، انھوں نے خواجہ ابو محمد چشتی سے انھوں نے خواجہ ابو احمد چشتی سے انھوں نے خواجہ ابو اسحق شامی چشتی سے انھوں نے مُمشاد علی دینوری سے انھوں نے شیخ ہُبَیرہ بصری سے انھوں نے شیخ حُذَیفہ مرعشی سے انھوں نے شیخ ابراہیم بن ادہم بلخی سے انھوں نے فُضَیل بن عَیاض سے انھوں نے عبد الواحد بن زید سے انھوں نے حضرت خواجہ حسن بصری سے اور انھوں نے امیر المؤمنین مولاے کائنات علی مرتضی رضی اللہ عنھم اجمعین سے۔

چشتیہ کی وجہ تسمیہ

لطائف اشرفی میں حضرت شیخ نظام یمنی رحمۃ اللہ علیہ، مرید و خلیفہ حضرت مخدوم اشرف جہاں گیر سمنانی لکھتے ہیں:

”چِشْتْ وِلایت خراسان (ایران) میں ایک جگہ ہے جہاں شیخ ابو اسحق شامی، شام سے آکر آباد ہوئے۔ وہ طبقۂ ابدال سے تھے۔ چشت میں کفار رہتے تھے۔ ابو اسحق نے ان کو مسلمان کیا۔ پھر بغداد گئے اور شیخ مُمْشَادْ علی دینوری (م ۲۹۹ھ) سے مرید ہوئے یہ حضرت جنید بغدادی کے معاصر اور مشائخ عراق سے تھے۔ انھوں نے ابو اسحق سے دریافت کیا آپ کا نام کیا ہے؟ کہا ابو اسحق شامی۔ آپ نے فرمایا: اب لوگ

تمھیں ابو اسحق چشتی کہیں گے کیوں کہ تم خواجۂ چشت ہو اور چشت کا اسلام تمھارے وسیلہ سے ہے۔"(۱) شیخ کے حکم پر چشت آئے اور یہیں سکونت پذیر رہ کر خلق کی رشد وہدایت میں مشغول ہوئے۔

خواجہ غریب نواز

خواجۂ بزرگ نے چھٹی صدی ہجری کے رُبعِ آخر میں اجمیر کو اپنی روحانی سلطنت کا مرکز بنایا۔ اور ہند کی تسخیر کا کام شروع کیا۔ پیغمبر آخر الزماں صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حکم پر آپ مدینہ طیبہ سے بغداد، سَنجان، تبریز، ہرات، بلخ، غزنی اور لاہور کا سفر کرتے ہوئے دہلی اور وہاں سے اجمیر وارد ہوئے۔ ٹی، ڈبلیو، آرنلڈ (T.W. Arnold) پروفیسر عربی یونیورسٹی، لندن نے اپنی کتاب "The Preaching of Islam" میں لکھا ہے کہ صرف دہلی سے اجمیر کے راستے میں خواجہ معین الدین چشتی نے دہلی شہر کے تقریباً سات سو افراد کو مشرف باسلام فرمایا۔

on his way to Ajmir he is said to have converted as many as 700 persons in the city of Delhi.(۲)

اجمیر میں خواجۂ پاک کے قیام پر پرتھوی راج نے سخت مزاحمت کی۔ آخر پرتھوی راج سے آپ کا مقابلہ ہوا۔ اس کی پوری فورسیز، مادی اور ساحرانہ قوت ایک طرف اور خواجۂ پاک اپنے چالیس مریدوں کے ساتھ ایک طرف تھے۔ خواجۂ پاک کو زیر کرنے کے لیے پرتھوی راج نے اپنی تمام عسکری و ساحرانہ قوتوں کا استعمال کیا۔ لیکن خواجۂ پاک کی روحانی قوت اور کرامتوں کے سامنے اس کی تمام طاقتیں جواب دے گئیں۔ بڑے بڑے جوگی جو فن جادوگری میں کمال رکھتے تھے آپ کے مقابلہ میں آئے۔ خواجۂ پاک کی ایک ہی نگاہ میں ان کا زہرہ آب آب ہوگیا۔ اور وہ سارے جوگی کلمہ پڑھ کر مشرف باسلام ہو کر دین اسلام کے خادم بن گئے۔

سید محمد بن مبارک کرمانی (م ۷۰۷ھ) فرماتے ہیں: کہ حضرت سلطان المشائخ (محبوب الٰہی) نے فرمایا: ایک مسلمان جو حضرت شیخ معین الدین قدس اللہ سرہ العزیز کے وابستگان میں پتھورا کے پاس ملازم تھا، پتھورا نے اس مسلمان کو نہایت تکلیفیں پہونچانا شروع کیں۔ اس مسلمان نے حضرت خواجہ معین الدین سے اس ظلم کی شکایت کی۔ خواجۂ پاک نے اس مسلمان کی سفارش پتھورا سے کی، لیکن پتھورا پر آپ کے فرمانے کا کچھ اثر نہ ہوا اور وہ اس ظلم سے باز نہ آیا۔ اس نے اپنے مصاحبوں سے کہا کہ یہ آدمی اس جگہ آیا ہے اور غیب کی باتیں بتاتا ہے اور ہم پر حکم چلاتا ہے۔ جب اس کی یہ باتیں خواجۂ پاک کے کانوں تک پہونچائی گئیں تو آپ کی زبان مبارک سے بے ساختہ یہ الفاظ نکلے

''مرا پتھورا را زندہ گرفتیم وداد یم بہ لشکر اسلام''
میں نے پرتھوی راج کو زندہ گرفتار کر کے لشکر اسلام کے حوالے کر دیا۔(۳)

کہا جاتا ہے کہ کابُل و غزنہ کے سلطان، شہاب الدین محمد غوری (۵۳۲ھ/ ۱۱۳۷ء - ۶۰۲ھ/ ۱۲۰۶ء) کو خواب میں خواجۂ پاک نے فتح ہند کی بشارت دی۔

۱۱۹۳ء/ ۵۸۸ھ میں ترائن کے مقام پر پرتھوی راج اور شہاب الدین محمد غوری کے درمیان ایک خونریز جنگ ہوئی۔ پرتھوی راج اپنے تین لاکھ سوار، تین ہزار ہاتھی اور ۱۵۰ راجپوت راجگان کے ساتھ شکست کھا کر زندہ گرفتار ہو کر قتل کیا گیا۔ اس طرح راجپوتوں کی آزاد سلطنت اور فرمانروائی کا خاتمہ ہوا۔ خواجۂ پاک کی آمد سے قبل غوری متعدد بار ہندوستان پر حملے کر چکا تھا لیکن اسے کامیابی نہیں ملی تھی۔ اب چونکہ خواجۂ پاک کی دعا شامل ہو چکی تھی اس لیے ہند فتح ہونے میں دیر نہیں لگی۔ مولانا ابوالحسن علی ندوی نے طبقات ناصری کے مصنف قاضی منہاج الدین عثمان جوزجانی (ولادت ۵۸۹ھ) کے حوالہ سے لکھا ہے جو خواجہ غریب نواز کے کمسن معاصر ہیں۔

''حضرت خواجہ سلطان شہاب الدین غوری کے اس لشکر کے ساتھ تھے جس نے والئ اجمیر رائے پتھورا (پرتھوی راج) کو شکست دی اور ہندوستان کی فتح کی تکمیل کی''۔(۱)

اس طرح بنظر غائر اگر دیکھا جائے تو معلوم ہوگا کہ ہند کی سیاسی و مذہبی فتح کا سہرا حقیقتاً خواجہ غریب کے سر جاتا ہے۔ آپ کے دم قدم سے یہاں اسلام کا اجالا پھیلا، لوگوں کو دولتِ اسلام نصیب ہوئی۔

سیر الاولیا میں جو آٹھویں صدی ہجری میں لکھا گیا سب سے مستند تذکرہ ہے، سید محمد بن مبارک کرمانی تحریر فرماتے ہیں:

''وصول قدم مبارک آں آفتاب اہل یقین کہ بہ حقیقت معین الدین بود ظلمت ایں دیار بنور اسلام روشن و منور گشت۔ از تیغ او بجائے صلیب و کلیسا در دار کفر مسجد و محراب و منبر است آنجا کہ بود نعرہ و فریاد مشرکاں اکنوں خروش نعرۂ اللہ اکبر است و ہر کہ ازیں دیار مسلمان شد و تا روز قیامت مسلمان خواہد شد و فرزندانِ ایشاں تا توالد و او تناسل اوست مسلمان خواہند بود۔ وآں طائفہ را کہ بہ تیغ اسلام از دار حرب در دار اسلام خواہند آورد الی یوم القیمہ مثوبات آں بہ بارگاہ با جاہ شیخ الاسلام معین الدین حسن سنجری قدس اللہ سرہ العزیز بمتابعت حضرت او واصل و متواسل خواہند بود ان شاء اللہ العزیز''(۲)

ترجمہ: آفتاب اہل یقین حضرت خواجہ معین الدین (قدس سرہ) کے قدم مبارک کا اس ملک میں پہونچنا تھا کہ اس ملک کی ظلمت نور اسلام سے بدل گئی۔ ان کی کوشش و تاثیر سے جہاں شعائر شرک تھے وہاں مسجد و محراب و منبر نظر آنے لگے۔ جو فضا شرک کی صداؤں سے معمور تھی وہ نعرہ اللہ اکبر سے گونجنے لگی۔ اس ملک میں جس کو بھی دولت اسلام ملی اور قیامت تک جو بھی اس دولت سے مشرف ہوگا۔ نہ صرف وہ بلکہ اس کی اولاد نسل در نسل سب ان کے نامہ اعمال میں

لکھے جائیں گے اور اس میں قیامت تک جو بھی اضافہ ہوتا رہے گا اس کا ثواب شیخ الاسلام خواجہ معین الدین حسن سنجری کی روح کو پہونچتا رہے گا۔

ابو الفضل نے آئین اکبری میں لکھا ہے: ''عزلت گزین باجمیر شد و فراواں چراغ بر افروخت و از دم کبرائے او گروہا گروہا مردم بہرہ برگرفتند'' (۱)

اجمیر میں گوشہ نشیں ہوئے اور اسلام کا چراغ بڑی آب و تاب سے روشن کیا۔ ان کے انفاس قدسیہ سے جوق در جوق انسانوں نے ایمان کی دولت پائی۔

نصف صدی تک علم و عرفان کا دریا بہا کر داعیان اسلام اور گروہ صوفیا کی ایک بڑی جماعت کی تعلیم و تربیت فرما کر اس وقت رحلت فرمائی جب ہندوستان میں آپ کے ہاتھ کا لگایا ہوا پودا جڑ پکڑ چکا تھا۔ آپ کے سنہ وفات میں اختلاف ہے۔ عام طور سے تین سنین لکھے گئے ہیں: ۶۲۷ھ، ۶۳۲ھ، ۶۳۳ھ۔ صاحب سیر الاقطاب الہندیہ بن شیخ عبد الرحیم چشتی اور صاحب خزینۃ الاصفیا مفتی غلام سرور لاہوری اور شیخ محقق عبد الحق محدث دہلوی نے ۶۳۳ھ ہی کو اختیار کیا ہے۔ اخبار الاخیار میں ہے: ''خواجہ سادس رجب سنہ ثلث و ثلثین و ستمائۃ و قیل فی ذی الحجۃ من السنۃ المذکورۃ و الصحیح ھو الاول و ہم در اجمیر کہ موضع اقامت او بود مدفون گشت۔ (۲) جب کہ ٹی، ڈبلیو، آرنلڈ نے ۱۲۳۶ء کو آپ کا سال وفات قرار دیا ہے۔

خواجہ غریب نواز کی تعلیمات کو ان کے درج ذیل ملفوظات کی روشنی میں سمجھا جا سکتا ہے آپ فرماتے ہیں کہ میں نے اپنے شیخ خواجہ عثمان ہارونی کی زبان سے سنا۔

در ہر کس کہ ایں سہ خصلت باشد تحقیق بداں کہ حق تعالی اورا دوست می دارد۔ اول سخاوت چوں سخاوت دریا و شفقت چوں شفقت آفتاب و تواضع چوں تواضع زمین

ہر وہ شخص جس کے اندر تین خصلتیں پائی جائیں یقین کے ساتھ جان لو کہ خدا اسے دوست رکھتا ہے۔ پہلی خصلت: سخاوت دریا جیسی، شفقت آفتاب جیسی، تواضع اور عاجزی زمین جیسی۔

خواجہ غریب نواز فرماتے ہیں:

صحبت نیکاں بہ از نیک کار و صحبت بداں بدتر از کار بد

نیکوں کی صحبت نیک کام سے بہتر ہے اور بروں کی صحبت برے کام سے بدتر ہے۔

مزید فرماتے ہیں:

''مرید ثابت در توبہ آں زماں باشد کہ فرشتہ چپ او بست سال ہیچ گناہے برو ننویسد'' (۳) مرید توبہ میں اس وقت ثابت مانا جاتا ہے کہ جب اس کا بایاں فرشتہ بیس سال تک کوئی گناہ نہ لکھے۔

خواجہ قطب الدین بختیار کا کی

(۵۰۵ھ وصال، ۱۴ ربیع الاول ۶۳۳ھ)

خواجہ غریب نواز کے ممتاز ترین خلفا میں شیخ اوحد الدین کرمانی، خواجہ قطب الدین بختیار کا کی، خواجہ حمید الدین سوالی ناگوری اور مولانا

ضیاء الدین بلخی کے اسما سرفہرست ہیں ان میں اول الذکر کو خواجۂ پاک نے سب سے پہلے بغداد میں خلافت عطا فرمائی۔ لیکن سلسلۂ چشتیہ کا فیضان خواجہ قطب الدین بختیار کا کی کے ذریعہ جتنا عام ہوا وہ کسی کے ذریعہ نہ ہوسکا۔ آپ افغانستان کے ایک شہر فَرغانہ کے قصبہ اُوش میں ۵۰۵ھ میں پیدا ہوئے۔ مولانا ابو حفص اوشی سے تعلیم حاصل کی۔ پھر بغداد پہونچے اور یہیں خواجۂ پاک کی زیارت سے مشرف ہوئے۔ بغداد کے اندر فقیہ ابو اللیث سمرقندی کی مسجد میں شیخ شہاب الدین سہروردی، شیخ اوحد الدین کرمانی، شیخ برہان الدین چشتی، اور شیخ محمد اِصفہانی کی موجودگی میں خواجہ غریب نواز کے دستِ اقدس پر بیعت سے مشرف ہوئے اور سفر وحضر میں خواجۂ پاک کے ساتھ رہے۔ خواجہ غریب نواز کے حکم سے آپ نے دہلی کو اپنا مستقر بنایا۔ دہلی سے آپ کا فیضان موسلا دھار بارش کی طرح پورے ہندوستان میں جاری ہوا۔ بادشاہ وقت سلطان شمس الدین التمش آپ کے مریدین وخلفا میں شامل ہوئے۔ دہلی میں مسلمانوں کی حکومت کو آپ کی ذات سے بڑی تقویت ملی۔ بہت سے مسائل میں بادشاہ وقت آپ سے مشورہ لیا کرتے تھے۔ اس وقت دہلی کے علما، فقہا، محدثین و مؤرخین اور اہل علم کا سب سے بڑا مرکز بن کر رشک بغداد وقرطبہ بن چکا تھا۔ ٹھیک انھیں ایام میں وسط ایشیا سے اٹھنے والا وحشی تاتاری طوفان پورے عالم اسلام کو اپنی لپیٹ میں لے چکا تھا۔ خوارزم، رے، ہمدان، قزوین، نیشاپور، ہرات، بلخ، ترمذ، سَمرقند و بخارا اور قبۃ الاسلام عراق کی آبادیوں کو ان وحشی تاتاریوں نے تاخت وتاراج کر دیا۔ علمی مراکز، خانقاہیں، کتب خانے تباہ و برباد کیے گئے۔ کشت وخون برپا ہوا۔ انسان کے سروں سے بلند و بالا مینار تعمیر کیے گئے۔

خوارزم میں ۲۲ لاکھ اور عراق میں ۲۰ لاکھ مسلمان تہہ تیغ کیے گئے۔ لائبریریوں کی کتابیں دریاے دجلہ میں بہا دی گئیں۔ تین دنوں تک دریاے دجلہ کا ایک کنارہ ۲۰ لاکھ مسلمانوں کے خون سے رنگین ہو کر جب کہ دوسرا کنارہ کتابوں اور مخطوطات کی سیاہی سے سیاہ ہو کر بہتا رہا۔ ۶۵۶ھ/ ۱۲۵۸ء میں سقوط بغداد کے بعد مسلمانوں کو سر چھپانے کے لیے کہیں جگہ نہیں تھی۔ اس پر آشوب عہد میں ہندوستان میں مسلم حکومت کی بنیاد خواجۂ بزرگ کی روحانی توجہات سے رکھی گئی اور ہندوستان پوری دنیا میں مسلمانوں کی سب سے مستحکم سلطنت، اور مضبوط پناہ گاہ کے طور پر ابھرا۔ اس عہد میں وسط ایشیا اور بلادِ اسلامیہ کے شریف و نجیب خانوادوں، عُلما، فُقہا، محدثین بڑے بڑے شُعَرا اُدَبا اور مختلف صلاحیتوں کی حامل عبقری شخصیتوں کا نزول شہر دہلی میں ہوتا رہا۔

اسی عہد میں بڑے بڑے نامور صوفیا و مشائخ نے ہندوستان کو اپنا مسکن بنایا۔ اسی عہد زریں میں شیخ جلال الدین تبریزی (م ۱۲۲۵ء) شیخ دانیال قطری، جد اعلی مشائخ عثمانی بدایوں، قاضی شعیب کابلی، جد اعلی بابا فرید گنج شکر، خواجہ علی اور خواجہ عرب بخاری، جد امجد و نانا حضرت محبوب الٰہی، قاضی حمید الدین صدیقی ناگوری، مولانا برہان الدین بلخی جیسے یکتاے روزگار

بزرگ ہندوستان تشریف لائے۔ان کی دعوت وتبلیغ، ارشاد و تلقین سے یہاں اسلام کی جڑیں مضبوط ہوئیں۔ان سب نے مل کر ہندوستان کو علمی، روحانی اور سیاسی اعتبارے ایک عظیم ملک بنادیا۔

سلطان المرشدین بابا فریدالدین مسعود گنج شکر

حضرت خواجہ قطب کے بہت سارے خلفا ہوئے لیکن جس ذات سے سلسلۂ چشت کو فروغ حاصل ہوا وہ حضرت فریدالدین مسعود گنج شکر اور شیخ بدرالدین غزنوی کی ذات ہے شیخ بدرالدین غزنوی کے ذریعہ یہ سلسلہ کچھ دنوں تک چلا لیکن اس کی لو مدھم ہونے لگی۔حضرت خواجہ فریدالدین مسعود گنج شکر کے ذریعہ ہی اس کا آفتاب نصف النہار کو پہونچا۔

بابا فرید کے جداعلی قاضی شعیب فاروقی، شہاب الدین غوری کے عہد میں کابُل سے لاہور تشریف لائے اور قصبہ قصُور میں قیام کیا۔بادشاہ کے حکم پر کھوتی والا (کھتواں) کا جو ملتان کے قریب ہے قاضی بنائے گئے۔کھتوال ہی میں ۵۷۵ھ/۱۱۷۹ء میں بابا فرید کی پیدائش ہوئی۔ مولانا منہاج الدین ترمذی سے فقہ میں ''کتاب نافع'' کا درس لیا۔ ۵۸۴ھ میں ایک مسجد میں دوران تعلیم بابا قطب کی زیارت ہوئی اور بیعت سے مشرف ہوئے۔اس مجلس میں اس وقت قاضی حمیدالدین ناگوری، مولانا علاؤالدین کرمانی، سید نور الدین مبارک غزنوی وغیرہ مشائخ موجود تھے۔

بابا فرید کو اس سلسلہ کا آدم ثانی کہا جاتا ہے۔آپ ہی کے دو خلفا سلطان المشائخ، حضرت خواجہ نظام الدین اولیا دہلوی، شیخ علاؤالدین علی احمد صابر کلیری رضی اللہ عنھما کے ذریعہ یہ سلسلہ متحدہ ہندوستان میں پھیلا اور ان کے خلفا اور اہل سلسلہ کے ذریعہ اب بھی قائم ہے۔آپ نے دہلی کو چھوڑ کر پہلے ہانسی، پھر اجودھن (پاک پٹن، پاکستان) کو اپنا مستقر بنایا اور یہیں سے میخواروں کی تربیت کی۔ ۵/محرم الحرام ۶۶۴ھ/ ۱۲۶۵ء کو واصل بحق ہوکر پاک پٹن میں مدفون ہوئے۔

حضرت مخدوم علاؤالدین علی احمد صابر کلیری

حضرت خواجہ فریدالدین مسعود کے بہت سے خلفا میں شیخ جمال الدین ہانسوی، شیخ بدر الدین اسحق، شیخ نظام الدین اولیا، شیخ علی احمد صابر، کلیری بڑے مشہور ہوئے۔ ان میں بھی حضرت محبوب الٰہی اور صابر پاک کے ذریعہ یہ سلسلہ ملک گیر شہرت پاکر ایران، افغانستان، وغیرہ تک پہونچا۔

غریقِ بحر احدیت، واصلِ مقام صمدیت حضرت مخدوم علاؤالدین علی احمد صابر کلیَری ۱۹/ ربیع الاول ۵۹۲ھ/ ۱۱۹۴ء بروز پنج شنبہ ہرات میں پیدا ہوئے۔آپ کے والد ماجد حضرت سید عبد الرحیم ابن سیف الدین عبد الوھاب ابن سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی، بغدادی رضی اللہ عنھم۔ بغداد سے ہرات آکر مقیم ہوئے۔ ۵۷۱ھ میں آپ کے والد ماجد کا نکاح حضرت بابا فرید الدین مسعود رحمۃ اللہ علیہ کی ہمشیرہ سے ہوا۔صابر پاک، حضور غوث پاک رضی اللہ عنہ کے پر پوتے اور سید سیف الدین عبدالوہاب کے پوتے ہیں۔ اس نسب کی پوری تحقیق وتفصیل مخدوم شاہ محمد حسن صابری چشتی رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب حقیقتِ گلزار صابری میں دیکھیں۔ یہ کتاب آج سے ۱۳۰

سال قبل لکھی گئی ہے اور علامہ ارشد القادری علیہ الرحمہ کی تقدیم کے ساتھ جام نور دہلی سے شائع ہو چکی ہے۔ سلسلۂ صابریہ اور صابر پاک کے حالات پہ سب سے مستند کتاب مانی جاتی ہے۔ صاحب مرآۃ الاسرار، شیخ عبد الرحمٰن چشتی دہلوی اور صاحب تاریخ دعوت وعزیمت، ابو الحسن علی ندوی صاحب نے ان کا نسب اسرائیلیوں سے جوڑ دیا ہے جو انتہائی لغو اور انصاف و تحقیق سے دور کی بات ہے۔

دنیاے ولایت میں صابر پاک کی شان سب سے منفرد ہے۔ آپ کے مجاہداتِ شاقہ، ہیبت وجلال، کرامات وخوارق اور احوال باطنی کو پڑھ کر انسان پر اضطرابی کیفیت طاری ہو جاتی ہے۔ بہت سے اولیا پیدا ہوئے لیکن جو سخت مجاہدے صابر پاک نے فرمائے شاید ہی کسی نے کیے ہوں۔ ۳۶ سال تک کھانے پینے سے مکمل علیحدہ رہے۔ پوری زندگی مجردانہ گذاردی۔ آپ کے جلال سے کلیر کی بارہ کوس کی زمین جل کر خاکستر ہوئی۔ تین سو سال تک کسی کو آپ کے مزار کے قریب جانے کی ہمت نہیں ہوئی۔ قطب عالم شیخ عبد القدوس حنفی غزنوی، گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ کے ذریعہ آپ کا جلال جمال میں بدلا اور لوگوں کی آمدورفت مزار پاک تک ہونے لگی۔ آپ نے شیخ شمس الدین ترک پانی پتی (م ۷۱۸ھ) کو اپنا خلیفہ وجانشین بنایا۔ انھیں کے ذریعہ اس سلسلہ کا فیض پورے ہندوستان میں عام ہوا۔

حضرت شمس الدین نے جلال الدین کبیر الاولیا، پانی پتی کو اپنا جانشین بنایا۔ ان کے بعد ان کے خلفا بالخصوص شیخ احمد عبد الحق رودولوی اور ان کے خلفا کے ذریعہ یہ سلسلہ پھیلتا رہا۔ یہاں تک حضرت قطب العالم، مخدوم المشائخ حضرت شیخ عبد القدوس حنفی غزنوی گنگوہی (وصال ۹۴۵ھ/ ۱۵۳۷ء) نے جو اولاد سیدنا امام اعظم ابو حنیفہ سے تھے۔ اس سلسلہ کو ذروۂ کمال تک پہونچا دیا اور اس کی شہرت عرب وعجم میں پھیل گئی۔ تفصیل کے لیے حقیقت گلزار صابری کا مطالعہ کریں۔

اس سلسلۂ چشتیہ صابریہ میں بڑے نامور مشائخ، عارف ومحقق ومصلح پیدا ہوئے۔ حضرت مخدوم احمد عبد الحق رودولوی (وصال ۸۳۶ھ) خلیفہ حضرت جلال الدین کبیر الاولیا، کی ذات با برکات کو بعض اہل نظر نے نویں صدی ہجری کا مجدد شمار کیا ہے۔ حضرت شیخ محب اللہ الہ آبادی اور شیخ العرب والعجم حاجی امداد اللہ مہاجر مکی علیہم الرحمۃ والرضوان جیسے جلیل القدر مشائخ کے ذریعہ اس سلسلہ کو خوب فروغ حاصل ہوا۔

سلطان المشائخ، حضرت محبوب الٰہی نظام الدین اولیا دہلوی

(۶۳۴ھ/ ۱۲۳۶ء-۷۲۵ھ/ ۱۳۳۴ء)

سلطان المشائخ، محبوب الٰہی، حضرت خواجہ نظام الدین اولیا، اِقلیم ولایت کے سلطان اور اپنے عہد کے سرخیل صوفیا ہیں۔ آپ کی ذات نے سلسلۂ چشت اہل بہشت کو عروج وارتقا کے نقطۂ کمال تک پہونچا دیا۔ ۶۱۵ھ میں منگولوں کے ہاتھوں جب بخارا تباہ وبرباد ہو گیا تو آپ کے دادا خواجہ علی اور نانا خواجہ عرب بخاری نے ہندوستان کا رخ کیا۔ پہلے لاہور آئے۔ اس زمانہ میں

لاہور میں سورش تھی وہاں سے مغربی اتر پردیش کے شہر بدایوں میں آکر سکونت پذیر ہوئے جوان دنوں شرفا اور سادات کا قدیم مسکن تھا۔ بہت سے سادات کرام اور مشائخ ایران و خُراسان نے یہاں آکر سکونت اختیار کر لی تھی۔ خواجہ عرب کی ایک صاحبزادی بی بی زلیخا اور دوسرے صاحبزادے خواجہ عبد اللہ ہوئے۔ بی بی زلیخا کا عقدِ نکاح خواجہ علی کے صاحبزادے خواجہ احمد سے ہوا۔ انھیں دونوں سے سلطان المشائخ حضرت محبوب اولیا کی ولادت ۶۳۴ھ ۱۲۳۶ء میں بدایوں میں ہوئی۔ جب آپ پانچ سال کے ہوئے تو والد ماجد کا سایہ اٹھ گیا۔ والدہ ماجدہ نے اس درِّ یتیم کی پرورش اور دینی و اخلاقی تربیت بڑے اہتمام کے ساتھ کیا۔ بدایوں کے مشہور قاری، شادی مقری (م ۶۵۸ھ) سے ناظرہ پڑھا۔ وہ سات قراتوں کے ماہر اور صاحب کرامت تھے۔ اگر کوئی ان سے ایک صفحہ قرآن کریم پڑھ لیتا تو اللہ تعالی ان کو حفظ قرآن کی دولت سے نوازتا۔ حضرت مولانا علاؤ االدین اصولی سہروردی سے فقہ کی کتاب ''قدوری' پڑھی۔

مولانا اصولی حضرت شیخ جلال الدین تبریزی (م ۱۲۲۵ء) کے مرید تھے اور شیخ جلال الدین تبریزی حضرت شیخ ابوسعید تبریزی کے مرید و خلیفہ تھے نیز انھیں شیخ شہاب الدین سہروردی سے بھی خلافت حاصل تھی۔ سب سے پہلے بنگال میں انھیں کے دم قدم سے اسلام کی روشنی پہونچی۔ آپ دہلی سے بدایوں آئے اور بدایوں میں ایک عرصہ ٹھہر کر بنگال تشریف لائے اور پنڈوہ کو اپنی دعوت و تبلیغ کا مرکز بنایا۔ ایک دریا کے کنارے آپ نے خانقاہ بنائی۔ بنگال کے جوگیوں سے آپ کا مناظرہ پھر مقابلہ ہوا۔ وہ تمام جادوگر جوگی آپ کے مقابل صف آرا ہوئے اور اپنی ساحرانہ طاقت سے آپ کو مغلوب کرنا چاہا لیکن آپ کی روحانیت کے سامنے نہیں ٹھہر سکے۔ عاجز ہو کر آپ کے قدموں میں گر پڑے۔ آپ نے انھیں مشرف باسلام کیا۔ وہاں بڑے بڑے بت خانے تھے ان کو مسمار کیا گیا اور مسجدیں بنائی گئیں۔ حکمراں اور عوام دونوں بڑی تیزی کے ساتھ حلقہ بوش اسلام ہوئے۔ تفصیل اسلامی انسائیکلو پیڈیا مؤلفہ قاسم سید محمود میں ملاحظہ کریں۔

شیخ عبد الحق محدث دہلوی نے اخبار الاخیار میں تحریر فرمایا کہ آپ کا مزار پاک پنڈوہ ہی میں مرجع خلائق ہے۔ تفصیل کے لیے اخبار الاخیار اور بایوگرافیکل انسائیکلو پیڈیا مؤلفہ N۔ حنیف (انگریزی) کا مطالعہ کریں۔

حضرت محبوب الٰہی سولہ سال کی عمر میں ناصر الدین محمود کے زمانہ میں اپنی والدہ، اور بہن کے ساتھ اعلی تعلیم کے لیے دہلی تشریف لائے۔ اور مولانا شمس الدین خوارزمی مستوفی الممالک کے حلقۂ درس میں شامل ہوئے۔ مشہور محدث، شیخ محمد احمد الماریکلی معروف بہ کمال الدین زاہد (م ۶۸۴ھ) سے درس حدیث لیا جو مصنف مشارق الانوار علامہ حسن بن محمد الصغانی کے براہ راست شاگرد تھے۔ انھیں فقہ میں ایک واسطہ سے صاحب ہدایہ علامہ برہان الدین المرغینانی سے تلمذ حاصل تھا۔ آپ نے ان سے مشارق الانوار کا

درس لے کر اجازت حدیث حاصل کی۔(۱) عربی ادب میں حریری کے چالیس مقامے حفظ کیے۔

حضرت محبوب الٰہی بڑے ذہین و فطین تھے۔ اپنی طلاقتِ لسانی اور قوتِ استدلال سے حریف کو زیر کر دیا کرتے تھے۔ یہی وجہ ہے کہ لوگ آپ کو مولانا نظام الدین بحّاث اور ''محفل شکن'' کہہ کر پکارا کرتے تھے۔ مروجہ علوم سے فارغ ہو کر مرشد کی تلاش میں اجودھن پہونچے۔ اس وقت آپ کی عمر ۲۰ سال تھی۔ بابا صاحب کی بارگاہ میں حاضر ہوئے۔ شیخ نے دیکھتے ہی یہ شعر پڑھا ؎

اے آتش فراقت دلہا کباب کردہ
سیلاب اشتیاقت جانہا خراب کردہ

تیری جدائی کی آگ نے کتنے دلوں کو کباب کر دیا ہے اور تیرے اشتیاق کے سیلاب نے کتنی جانوں کو ویران کر ڈالا ہے۔ گویا شیخ بھی کافی دنوں سے آپ کی آمد کے منتظر تھے۔ بیعت و ارادت سے مشرف فرما کر کچھ دن اپنی صحبت میں رکھا اور عوارف المعارف مؤلفہ شہاب الدین سہروردی کے چھ ابواب اور تمہید ابو شکور سالمی اول سے آخر تک خود پڑھاے۔ ۱۳ رمضان ۶۶۱ھ میں تحریری طور پر بابا صاحب نے آپ کو خلافت نامہ عطا کیا اور لکھا نظام ہمارا نائب اور خلیفہ ہے۔ دینی و دنیوی کام میں ان کی پابندی در حقیقت ہماری تعظیم ہے۔۔۔۔ خلافت نامہ دینے کے بعد تحریر فرمایا: اللہ تعالیٰ نے تمھیں علم، عشق اور عقل کی دولت سے سرفراز کیا ہے۔ جس میں یہ تین چیزیں موجود ہوں وہ خلافت شیخ اور مشائخ کا مستحق ہے۔ پھر فرمایا تم ایسے درخت ہو گے جس کے سایہ میں مخلوق خدا آرام پائے گی۔

بیعت کے بعد تیس برس تک سلطان المشائخ ریاضتوں اور مجاہدوں میں مشغول اور خلق سے لاتعلق رہے۔ پھر اشارۂ غیبی پا کر مسند ارشاد پر بیٹھے اور تیس سال تک رشد و ہدایت کا بازار گرم رکھا جس کے انقلابی اثرات نہ صرف دہلی بلکہ سارے ہندوستان کے اسلامی اور ہندوستانی معاشرہ پر پڑے۔

آپ کی روحانی انقلابی تحریک کا اثر عوام و خواص، رؤسا، وزرا اور سلاطین و امرا سارے لوگوں پر پڑا۔ ساٹھ برس سے زائد آپ دہلی میں مقیم رہے اس طویل مدت میں آپ نے آٹھ بادشاہوں کا زمانہ پایا: ناصر الدین محمود (۱۲۴۶ء-۱۲۶۶ء) غیاث الدین بلبن (۱۲۶۶ء-۱۲۸۷ء) مُعِزُّ الدین کیقباد (۱۲۸۷ء-۱۲۹۰ء) جلال الدین خلجی (۱۲۹۰ء-۱۲۹۶ء) علاؤ الدین خلجی (۱۲۹۶ء-۱۳۱۶ء) قطب الدین مبارک خلجی (۱۳۱۶ء -۱۳۲۰ء) خسرو خان (۱۳۲۰ء) غیاث الدین تغلق (۱۳۲۰ء -۱۳۲۵ء)۔ ان میں ناصر الدین کے زمانہ میں آپ دہلی تشریف لائے۔ بلبن اور کیقباد کے عہد میں مشغولِ ریاضت رہے۔ جلال الدین خلجی کے عہد میں آپ کی بزرگی کا شہرہ ہوا۔ یہ اور ان کے جانشین علاؤ الدین خلجی آپ سے بے حد عقیدت رکھتے تھے۔ بارہا آپ کی بارگاہ میں نیازمندانہ حاضری دینی چاہا لیکن آپ نے کبھی بھی انھیں

آنے کی اجازت نہیں دی۔ پوری زندگی دربار سلطنت اور سلاطین سے دور رہے۔ ان کے غلط رویوں پر تنقید کرتے اور ہمہ دم دور رہ کر ہی ان کی اصلاح کی کوشش فرماتے رہتے۔

آپ کی ذات سے مستقل طور پر نظامیہ شاخ کی بنیاد پڑی۔ آپ اور آپ کے بلند ہمت خلفا کے ذریعہ اِرشاد و اِصلاح، اور تزکیہ وتصفیہ کا جو بازار گرم ہوا اس نے اسلامیان ہند کے اخلاق و اطوار پر غیر معمولی اثرات ڈالے۔ لوگوں کے اندر گناہ سے خوف پیدا ہو گیا۔ تقوی اور دینداری میں اضافہ ہوا۔

حضرت سلطان المشائخ وہ پہلے چشتی بزرگ ہیں جنھوں نے بزرگوں کے ملفوظات اور واقعات و احوال کو قلمبند کرنے اور محفوظ کرنے کی طرف توجہ مبذول کی۔ امیر حسن سنجری نے آپ کے ملفوظات کو ''فوائد الفواد'' کے نام سے جمع کیا۔ یہ پندرہ برسوں ۷۰۷ھ سے لے کر ۷۲۲ھ کے ملفوظات پر مشتمل، انتہائی معتمد کتاب ہے اس کتاب کو خود صاحب ملفوظ نے از اول تا آخر ملاحظہ فرمایا اور بعض مقامات پر تصحیح کی۔

دوسری اہم مستند کتاب سیر الاولیا ہے جو سید محمد بن مبارک علوی کرمانی (م ۷۷۰ھ) کی تالیف ہے اور مشائخ چشت بالخصوص حضرت محبوب الٰہی کے حالات پر سب سے مستند کتاب ہے۔ مصنف کرمانی حضرت محبوب الٰہی کے کمسن مرید بھی ہیں۔

اس سے قبل تذکرہ، ملفوظات اور سوانح کی طرف مشائخ چشت نے توجہ نہیں دی اور بہت سے احوال ریکارڈ میں نہیں آسکے۔ حضرت محبوب الٰہی نے شیخ نصیر الدین محمد چراغ دہلوی کو اپنا جانشین بنایا۔ ۱۸؍ ربیع الآخر ۷۲۵ھ کو طلوع آفتاب کے بعد یہ شمس ولایت غروب ہو گیا۔ نماز جنازہ شیخ الاسلام مولانا رکن الدین ملتانی نبیرۂ شیخ الاسلام زکریا ملتانی سہروردی نے پڑھائی۔ آپ کے خلفا کی فہرست میں مولانا شمس الدین یحییٰ شیخ حسام الدین ملتانی، مولانا فخر الدین زَرّادی، مولانا علاؤ الدین نیلی، مولانا سراج الدین اخی سراج، اور مولانا برہان الدین غریب کے اسما قابل ذکر ہیں۔

حضرت شیخ اخی سراج الدین عثمان آئینۂ ہند (م ۷۵۸ھ)

حضرت سیدنا اخی سراج عثمان قدس سرہ بنگال کے دار الخلافہ لکھنوتی میں پیدا ہوئے اور عنفوان شباب میں ہی دہلی آکر حضرت سیدنا محبوب الٰہی رحمۃ اللہ علیہ کی ارادت کا طوق اپنے گلے میں ڈال لیا۔ پیر و مرشد ہی کی خدمت اور ان کے آستانہ کو لازم پکڑا۔ پوری جوانی شیخ کی صحبت اور خدمت میں گزار دی جب کبھی ماں کی ممتا تڑپاتی تو لکھنوتی آکر ملاقات کر لیتے۔ شیخ کے ظل ہمایوں میں رہ کر سلوک و معرفت کی تمام منزلیں طے کیے۔ شیخ نے آپ کو آئینۂ ہند کا خطاب عطا کیا۔ پیار سے اخی سراج کہہ کر بلایا کرتے۔ حضرت محبوب الٰہی کے بڑے خاص اور چہیتے مرید تھے۔ آپ کا مصحفِ فضائل جواہرِ اَخلاق سے معمور تھا۔ جب شیخ اپنے اعلی مریدوں کو خلافت دینے لگے تو آپ کا نام بھی آیا مگر آپ علم ظاہر سے آراستہ نہ تھے اس لیے شیخ نے فرمایا عثمان اس راہ میں سب سے پہلے علم شرط ہے اور یہ علم میں اس درجہ حصہ نہیں رکھتے جو اس کے لیے شرط ہے۔ حسن اتفاق کہ شیخ کے خلفا میں تبحر عالم و فقیہ حضرت مولانا فخر الدین زَرّادی

(م ۷۲۷ھ) حاضر مجلس تھے۔ انھوں نے عرض کیا حضور مجھے موقع دیں میں انھیں چھ ماہ میں کامل عالم بنا دوں گا۔ کتب متداولہ کی تدریس شروع فرمائی اور چھ ماہ سے قلیل مدت میں ہی اخی سراج کو متبحر عالم دین بنا دیا۔ آئینۂ ہند نے مولانا رکن الدین اندرپتی سے کافیہ، مفصل، قدوری، اور مجمع البحرین کا درس لیا۔(۱) پھر شیخ نے طالب صادق کو کلاہ درویشی اور خرقۂ خلافت سے نوازا اور بنگال کی ولایت تفویض کی۔ شیخ کے وصال کے بعد بھی تین سال تک آستانۂ شیخ کی جاروب کشی کرتے رہے۔ پھر بنگال کی دھرتی سے آپ کی روحانیت کا آفتاب روشن ہوا اور نظامی میکدہ کے شراب سے بادہ خواران معرفت کو سیراب کرنے لگے۔ آپ سب سے پہلے بزرگ ہیں جنھوں نے بنگال کی دھرتی پر سلسلۂ چشتیہ نظامیہ کی بنیاد رکھی۔ اور جس کا ڈھانچہ شیخ علاؤالحق والدین پنڈوی کے ہاتھوں کھڑا ہوا اور جس پر نقش ونگار سیدنا شیخ نورالحق والدین نور قطب عالم پنڈوی نے بنائے۔

جب آپ کو مرشد نے بنگال کی ولایت تفویض کی تو مرشد کی خدمت میں عرض کیا: حضور! پنڈوہ میں تو ایک بہت بڑے عالم، فاضل، امیر کبیر، صاحب عزت ورسوخ رہتے ہیں جن کے اثر اقتدار سے پورا شہر زیر بار ہے ایسے شخص کے سامنے میری آواز صدا بصحرا ثابت ہوگی۔ شیخ نے فرمایا: جاؤ وہ تمھارا حاشیہ بردار ہوگا۔ اس کا سر غرور تمھاری چوکھٹ پہ جبہ سا ہوگا اس کا دست عظمت تمھارے در کا جاروب کش ہوگا۔ اس کا ساغرِ دل تمھاری روحانیت سے لبالب ہوگا۔ اس کا ہیکلِ جسم تمھارے جلالِ عشق کے تیور سے لرزیدہ ہوگا۔

جب آئینۂ ہند لکھنوتی وارد ہوئے، اس وقت سلطان علاؤ الحق و الدین مبتلاے عوارض تھے۔ زندگی کی خیرات مانگنے بارگاہ آئینۂ ہند میں پہونچے۔ جمال پرانوار پر نگاہ پڑی، دیکھا کہ جبین پرنور سے ولایت کا نور چمک رہا ہے۔ چشمہاے وارفتہ محو نظارہ ہوئیں اور آن واحد میں سوزش عشق نے دنیاوی شوکت وحشمت اور جاہ وجلال کے تاج محل کو خاکستر کر دیا۔ شیخ علاؤالحق پنڈوی کے کائنات وجود میں ایک روحانی انقلاب برپا ہوگیا۔ شیخ کے قدموں پر جبین نیاز خم تھی۔ لکھنوتی میں سب سے پہلے آپ کے دستِ اقدس پر جو ذات مرید ہوئی وہ شیخ علاؤ الحق والدین کی ذات تھی۔ ہُماے بلند پرواز کی تربیت آپ نے بڑے اہتمام سے کی اور ان کو اپنا جانشین منتخب فرمایا۔ سلطان العارفین ہی کے ذریعہ یہ سلسلہ چشتیہ نظامیہ روز افزوں ترقی کرتا رہا۔ وصال کا زمانہ جب قریب آیا تو لکھنوتی میں ایک جگہ منتخب فرما کر اپنے مدفن کے لیے قبر کھدوائی اور اس قبر میں سلطان المشائخ کے کپڑے اور ان سے ملے ہوئے تبرکات دفن کیے اور وصیت فرمائی کہ مجھے اس کے پاینتی میں دفن کیا جائے لہذا وصیت کے مطابق پاینتی میں دفن کیے گئے۔(۲) ۷۵۸ھ کو واصل بحق ہوئے۔(۲) سلطان المشائخ کے کپڑوں کی وجہ سے ان کا روضہ قبلۂ حاجات ہے۔

(نوٹ) حوالہ کے مدیر اعلیٰ سے رابطہ کریں

منقبت سرکار غریب نواز رضی اللہ عنہ

نتیجہ فکر: محبوب گوہر اسلام پوری سیتامڑھی

☆☆☆☆☆

تجلیوں سے بھری انجمن غریب نواز
ہیں ماہِ طیبہ کی نوری کرن غریب نواز

چمکتے چاند کی مانند، کہکشاں کی طرح
زمین ہند پہ ہیں ضوفگن غریب نواز

نبی کے دین کی تبلیغ میں خدا کی قسم کیا
ہے تم نے مثالی جتن غریب نواز

جو سنگ دل تھے تری گفتگو سے موم ہوئے
ہو ایسے واعظِ شیریں سخن غریب نواز

تلاش پھر ہے ترے ایسے سرفروشوں کی
کہ جس کے رُعب سے کانپ اُٹھے رَن غریب نواز

خموشی دیکھ کے تیرے شکستہ حالوں کی
زبانِ وقت ہوئی طعنہ زن غریب نواز

مُہیب شکل میں بیٹھا ہے مملکت میں تری
انا کا اژدہا پھیلائے پھَن غریب نواز

قلم کی بوندیں نچھاور ترے تقدس پر
نثار تجھ پہ مرا شعروفن غریب نواز

لگے ہیں دیکھنے شک کی نگاہ سے ہم کو
ہمارے اپنے ہی کچھ ہم وطن غریب نواز

شگفتگی وتر وتازگی عطا کردو
مری حیات کا سُونا ہے بَن غریب نواز

فروغ دیں کا تسلسل نہ ٹوٹ پائے گا
تمہارا جاری رہے گا مشن غریب نواز

بدن سے خونِ علی کی مہک نکلتی ہے ہو
تم کرامتِ ذاتِ حسن غریب نواز

ترا طریق، طریقِ رسولِ عرب وعجم
تری روِش ، روشِ پنجتن غریب نواز

زمینِ ہند کو سرسبز کر گئے گوہر
لگا کے صدق و یقیں کا چمن غریب نواز

بھارت میں اسلام کی آمد اور خواجہ غریب نواز کے تبلیغ اسلام کی ایک جھلک

از مولانا کونین رضا مصباحی

تاریخ ہند پر اگر طائرانہ نظر ڈالی جائے تو مسلمان عہد فاروقی میں ہی تقریبا 15 ہجری میں سب سے پہلے کیرالہ میں آئے اور وہیں چیرامن تریشول میں اولین مسجد کی تعمیر بھی ہوئی جبکہ ایک دوسری تحقیق کے مطابق سب سے پہلی مسجد گجرات کے صورت میں 23 ہجری میں اور کیرالہ میں 29 ہجری میں تعمیر ہوئی لیکن دوسری تاریخ زیادہ مشہور ہے۔

اسلامی تاریخ کا آغاز بھارت میں انہیں دو مقامات سے ہوتا جبکہ اس کے بعد مسلمان عرب اور مشرق وسطی سے مسلسل تجارتی غرض سے آتے رہے اور اپنے تہذیب وتمدن کا اثر یہاں کے مقامی لوگوں میں چھوڑتے رہے ہیں۔ فاتح ہند محمد بن قاسم اور شہید راہ وفا حضرت سید سالار مسعود غازی رحمۃ اللہ علیہ کے عظیم کارنامے نے بھارت میں اسلام کی روشنی بکھیر دی لیکن وقت اور حالات کے تھپیروں میں مسلمان مستقل طور پر بھارت میں قدم نہ جما سکے 997 عیسوی میں محمود غزنوی رحمۃ اللہ کے پے در پے حملے نے گجرات سے پنجاب تک قطعہ ارض کو جزیہ کے حساب سے قبضہ کیا اور یہاں کے راجاؤں سے ٹیکس وصول کرتے رہے لیکن انہوں نے بھارت میں مستقل حکومت نہیں فرمائی محمود غزنوی کے بعد شہاب الدین غوری نے تقریبا 14 یا 16 حملے کیا اور ہر بار شکست و ناکامی کا سامنا کرنا پڑا۔

یہی وہ وقت تھا جب پرتھوی راج چوہان راجپوت سامراج کا آخری بادشاہ دلی اور اجمیر کی تخت پر براجمان تھا اور خواجہ غریب نواز ہندالولی 588 ھجری یعنی 52 سال کی عمر میں اپنے چند مریدوں کے ساتھ بھارت تشریف لائے جب خواجہ غریب نواز کے تبلیغ اسلام کی خبر پرتھوی راج چوہان کو ہوئی تو اس نے پانی پر پہرا لگوا دیا قطعہ ارض خواجہ کے ماننے والوں پر تنگ کردی بلکہ یوں سمجھ لیں کہ اس زمانے کی این آر سی کے ذریعے خواجہ غریب نواز کے ماننے والوں کو بھارت سے نکالنے کی تحریک چلنے لگی ایسے ماحول میں غزنہ کے جنگل میں تھک ہار کر جنگل کی خاک چھان رہے شہاب الدین غوری کو ایک بزرگ خواب میں تشریف لائے اور ہند پر حملے کا اشارہ فرمایا وہ تازہ دم ہو کر اپنی مٹھی بھر فوج کو تیار کیا اور بھارت پر حملہ کر پرتھوی راج چوہان کا کایا پلٹ دیا اسے گرفتا کر کہ جب واپس لوٹ رہا تھا تو دیکھا کہ اجمیر کے جنگل میں ایک درویش اپنے ساتھیوں کے ساتھ نماز ادا کر رہے ہیں۔

شہاب الدین غوری کی نظر جب درویش پر پڑی تو بے ساختہ چیخ پڑا کہ یہ تو وہی درویش ہیں جنہوں نے مجھے خواب میں فرمایا تھا"شہاب الدین اٹھ اب ہند پر فتح کا جھنڈا گاڑنے کا وقت

آ گیا ہے" بالآخر شہاب الدین غوری خواجہ غریب نواز کے حلقہ ارادت میں بیٹھ گیا اور دعائیں لی۔تاریخی اعتبار سے شہاب الدین غوری 1191ء میں شکست خوردگی کے بعد قدرے مایوسی کا شکار تھا، حضرت خواجہ خواجگان رحمۃ اللہ علیہ نے خواب میں اسے ہندوستان کی بادشاہت کی خوش خبری عطا فرمائی، اس تائید غیبی اور اشارۂ باطنی کے بعد، وہ ہندوستان پر دوبارہ حملہ آور ہوا، تراوڑی کے مقام پر پتھورا راجہ شکست سے دو چار ہو کر، شہاب الدین غوری کے ہاتھوں زندہ گرفتار ہوا ، اور یوں خواجۂ خواجگان کے زبان مبارک سے نکلے ہوئے یہ الفاظ پورے ہوئے کہ "من ترا زندہ بدستِ لشکرِ اسلام بسپر دم " یعنی ہم نے پتھورا کو، زندہ گرفتار کر کے لشکر اسلام کے حوالے کر دیا۔

اجمیر اس وقت ہندو اور راجپوت سامراج کا سب سے مضبوط سیاسی مرکز اور سب سے بڑے "تیرتھ" کی موجودگی کے سبب، اہم ترین مذہبی مقام بھی تھا، تراوڑی کے معرکے سے فارغ ہو کر، شہاب الدین غوری اجمیر آیا، حضرت خواجہ خواجگان کے ہاتھ پر بیعت ہوا، تین روز آپ کے پاس مقیم رہ کر، آپ کی خصوصی توجہات سے فیض یاب ہوا۔حضرت خواجہ غریب نواز علیہ الرحمہ نے سلطان غوری کو جو بہت سے پند ونصائح کیے ان میں بطور خاص یہ بھی تھا کہ یہاں کے باشندوں سے اچھا سلوک کرنا اور عدل و انصاف سے حکومت کرنا، آپ نے پرتھوی راج کے بیٹے کو بندراج سے بھی حُسن سلوک کی ہدایت فرمائی، غوری کی طرف سے، آپ کی خدمت میں پیش کردہ زر کثیر کو مقامی لوگوں میں تقسیم کرتے ہوئے انسان دوستی کے جذبوں کو عام کرنے کا حکم فرمایا۔

اب جب کہ پرتھوی راج چوہان کی حکومت دم توڑ چکی تھی اور 1196 عیسوی میں غوری فتحیاب ہو کر بھارت میں اپنی حکومت کی داغ بیل ڈال چکا تھا اور اپنے غلام قطب الدین ایبک کو زمام اقتدار تھما کر غزنہ واپس چلا گیا اس طریقے سے سلطان الہند خواجہ غریب نواز کی عطا سے بھارت میں مسلمانوں کی حکومت کا باضابطہ آغاز ہوا اور تب سے لے کر آج تک اور آج سے قیامت تک ہند کے بادشاہ خواجہ غریب نواز کی حکومت ہے اور رہے گی ان کی نگاہ کرم نے کتنے اندھیرے دلوں کو ایمان کی روشنی سے منور کر دیا لاکھوں لوگ دامن اسلام سے وابستہ ہوئے اور آج بھی ان کے مزار سے بلاتفریق مذہب وملت لوگ مستفیض ہو رہے ہیں۔لارڈ کرزن برٹش کے وائسرائے نے کہا تھا

I have seen a grave in India which rules over India

کہ میں نے انڈیا کے ایک مزار کو انڈیا پر حکومت کرتے دیکھا ہے۔

ازقلم: محمد کونین رضا مصباحی ۔ایم اے۔ بی ایڈ۔
رضا باغ گنگٹی۔ پوپری ضلع سیتامڑھی

☆☆☆☆☆☆

حضور غریب نواز رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی غریب نوازی

از: مولانا خلیل احمد فیضانی

جس ہستی کو ایک عالم غریب نواز کے لقب سے ہی جانتا و مانتا ہو اس داتا کی غریب نوازی کا بھلا اندازہ کوئی کیا لگا سکتا ہے؟ - آپ کی غریب نوازی کے قصے بچپن سے ہی معروف و مشہور تھے آپ کی والدہ ماجدہ فرماتی ہیں کہ معین الدین کی عمر مشکل سے چودہ , پندرہ برس کی تھی کہ آپ محلے کے غریب و یتیم بچوں کو گھر بلا لاتے اور انہیں اپنے ساتھ بٹھا کر کھانا کھلاتے -

خدمت خلق کے تئیں بچپنے سے ہی یہ ذوق وشوق غریب نواز رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مزاج بتلاتی ہے کہ واقعی بچپن سے ہی آپ کے اندر ،غریب نوازی کا یہ جذبہ موجود تھا۔غریبوں کی دیکھ بھالی، یتیموں کی پرسان حالی و مظلوموں کی فریادرسی جیسے اوصاف آپ کی سرشت میں داخل تھے، جب بھی کسی مظلوم کو دیکھتے تو بلا تامل اس کی حمایت میں کھڑے ہوجاتے، نہ کسی لومۂ لائم کی پرواہ کرتے اور نہ ہی کسی ظالم و جابر کو خاطر میں لاتے آپ کی سیرت میں ملتا ہے کہ آپ ایک مرتبہ ایک مظلوم کسان کو اس کا حق دلانے کے لیے اجمیر شریف سے دہلی تشریف لے گئے حالاں کہ آپ اگر بادشاہ کو صرف خط ہی لکھ دیتے تو کسان کا کام بن جاتا مگر ایک غریب کی تالیف قلب کے لیے آپ نے اتنے طویل سفر کی مشقتوں کو برداشت کیا اور اس کا حق دلوایا۔صوفیائے کرام کے اسی طرح کے ہی حسن خلق و خدمت خلق نے لوگوں کے دلوں کی دنیا بدل ڈالی جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ کثیر تعداد میں خلق خدا ان بزرگوں کے ہاتھوں پر مشرف بہ اسلام ہوئی۔

خدمت خلق کا مفہوم بہت وسیع ہے،اس لیے اس میں ہر نوعیت کی خدمت داخل ہے ،غریب کی مدد کرنا،یتیم کی دیکھ بھال کرنا،مظلوم کو ظالم سے چھٹکارا دلوانا، کمزور کا سہارا بننا یہ سب چیزیں خدمت خلق کے دائرے میں آتی ہیں آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اندر خدمت خلق کا جذبہ اس قدر پایا جاتا تھا کہ اغیار بھی آپ سے مدد کی توقعات وابستہ کیے رہتے جیسا کہ آپ ہی کا قول ہے کہ"عاجزوں کی فریادرسی،حاجت مندوں کی حاجت روائی اور بھوکوں کو کھانا کھلانا،اس سے بڑھ کر کوئی نیک کام نہیں۔(دلیل العارفین)

خواجہ غریب نواز رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے اس قول کا عملی نمونہ تھے،آپ ہمیشہ اس پیغام پر عامل رہے اور آپ کے محبین و معتقدین نے بھی اس مبارک قول کو حرز جاں بنایا، آپ فرمایا کرتے تھے کہ قیامت کے دن حق تعالیٰ فرشتوں کو حکم دے گا کہ دوزخ کو سلگاؤ جب وہ سلگانا شروع کردیں گے تو دوزخ ایک ایسا سانس لے گا جس سے تمام میدان محشر غبار آلود اور دھواں دہار

ہوجاے گا لوگوں کا دم گھٹنے لگے گا اور سخت مصیبت کا سامنا کرنا پڑے گا۔ جو شخص اس روز کی مصیبت سے محفوظ رہنا چاہے وہ خدا کی ایسی بندگی بجالاے جو اس کے نزدیک تمام طاعتوں سے بہتر و افضل ہو حاضرین نے دریافت کیا کہ حضرت !وہ کون سی طاعت ہے فرمایا مظلوموں اور عاجزوں کی فریاد کو پوچھنا ضعیفوں اور بیچاروں کی حاجت روائی کرنا – بھوکوں کا پیٹ بھرنا اور فرماتے تھے جس شخص میں یہ تین خصلتیں جمع ہوجائیں گی تو یوں سمجھنا چاہیے کہ حقیقت میں خدا اسے دوست رکھتا ہے ۔ایک دریا جیسی سخاوت دوسرے آفتاب کی سی شفقت، تیسرے زمین کی مانند تواضع ۔(سیر الاولیاء،ص:۱۰۳)

آپ رضی اللہ تعالی عنہ نے اپنی ساری زندگی اسی قول کے مطابق گزاری کہ جہاں یتیم نظر آیا اس کی مدد کی ,جہاں مظلوموں کو روتا ہوا دیکھا اس کی حمایت میں کھڑے ہوگئے جہاں کوئی غریب سسکتا دکھائی دیا تو اس کو اپنی عطاؤں سے نواز دیا۔

غرض یہ کہ آپ نے جہاں لوگوں کو اسلام کا شیدائی بنایا وہیں ان کی دنیاوی ضرورتوں کا بھی خیال فرمایا،جس کی بدولت آج ایک عالم آپ کو غریب نواز رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لقب سے جانتا و مانتا ہے۔

از قلم: خلیل احمد فیضانی
سکونت: جودھ پور راجستھان

☆☆☆☆☆☆☆

منقبت سلطان الہند

نتیجہ فکر: محامد رضا مزمل عظیمی صاحب پوکھریروی

کتنا با فیض ہے روضہ مرے خواجہ تیرا
جاری رہتا ہے سدا فیض کا چشمہ تیرا

کیا نہیں ملتا ہے سائل کو ترے در سے سخی
شکوہ اس کو ہے جو مردود ہے خواجہ تیرا

خشک ہے کشتِ عمل کوئی سہارا ہی نہیں
ابرِ رحمت ہو عطا بندہ ہوں خواجہ تیرا

جب حکومت پہ تری مہرِ مدینہ ہے لگی
کس کی طاقت ہے بدل ڈالے جو سکہ تیرا

تضمین

بھیک ملتی ہے مدینہ کی جہاں صبح ومسا
خواجۂ ہند وہ دربار ہے اعلیٰ تیرا

کاکی و صابر و محبوبِ الٰہی وَاللہ
اپنے دربار سے دیتے ہیں وہ صدقہ تیرا

تیرا ساگر بھی ہے مستانوں کی نہرِ زمزم
پی کے مستی میں وہ پڑھتے ہیں ترانہ تیرا

خاص قندوزی کی تجھ پہ ہے نظر اے خواجہ
جن کے جوٹھے نے پلٹ ڈالا ہے نقشہ تیرا

جام شفقت سے ولایت کا پلاکر خواجہ
کردے سیراب عظیمی کو ہے تشنہ تیرا

خواجہ معین الدین چشتی اجمیری کی دینی خدمات

از مولانا ضیاء المصطفیٰ ثقافی

سَرزمینِ ہند میں جہاں عرصۂ دراز سے کفر و شرک کا دَوْر دَوْرَہ تھا، اور ظُلم و جَوْر کی فَضا قائم تھی اور لوگ اَخلاق و کِردار کی پستی کا شِکار تھے۔ اِس خِطّے کے لوگوں کو نورِ ہدایت سے روشناس کروانے، ظُلم و سِتَم سے نجات دلانے اور لوگوں کے عقائد و اَعمال کی اِصلاح کرنے والے بُزرگانِ دین میں حضرت خواجہ مُعینُ الدِّین سیّد حَسَن چِشتی اَجمیری عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْقَوِی کا اِسمِ گرامی بہت نُمایاں ہے۔ آپ رَحْمَۃُ اللہِ تعَالٰی عَلَیْہِ کی وِلادت 537ھ بمطابق 1142ء کو سِجِسْتان یا سِیْسْتان کے علاقے سَنْجَر میں ایک پاکیزہ اور علمی گھرانے میں ہوئی۔ (اقتباس الانوار، ص345، مُلخصاً)۔

آپ کا اسمِ گرامی حسن ہے اور آپ نَجِیْبُ الطَّرَفَیْن سیّد ہیں۔ آپ رَحْمَۃُ اللہِ تعَالٰی عَلَیْہِ کے مشہور اَلقابات میں مُعینُ الدّین، غریب نواز، سلطانُ الہِنْد اور عطائے رسول شامل ہیں۔ (معین الہند حضرت خواجہ معین الدین اجمیری، ص18 مُلخصاً)۔

حُصُولِ عِلْم کے لیے آپ رَحْمَۃُ اللہِ تعَالٰی عَلَیْہِ نے شام، بغداد اور کِرمان وغیرہ کا سفر بھی اِختیار فرمایا نیز کثیر بزرگانِ دین سے اِکْتِسابِ فَیض کیا جن میں آپ کے پیر و مُرشِد حضرت خواجہ عثمان ہارْوَنی اور پیرانِ پیر حُضُور غوثِ پاک حضرت شیخ سیِّد عبدالقادِر جیلانی رَحْمَۃُ اللہِ تعَالٰی عَلَیْہِما کے اَسماء قابلِ ذِکْر ہیں۔ زیارتِ حَرَمَیْن کے دوران بارگاہِ رِسالت صَلَّی اللہُ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے آپ کو ہند کی وِلایت عطا ہوئی اور وہاں دین کی خدمت بجا لانے کا حکم ملا۔ (سیر الاقطاب، ص142، ملخصاً)۔

چنانچہ آپ رَحْمَۃُ اللہِ تعَالٰی عَلَیْہِ سرزمینِ ہند تشریف لائے اور اَجمیر شریف (راجستھان) کو اپنا مُسْتَقِل مسکن بناتے ہوئے دینِ اسلام کی تَرْوِیج و اِشاعَت کا آغاز فرمایا۔ خواجہ غریب نواز رَحْمَۃُ اللہِ تعَالٰی عَلَیْہِ کی دینی خدمات میں سب سے اَہم کارنامہ یہ ہے کہ آپ رَحْمَۃُ اللہِ تعَالٰی عَلَیْہِ نے اپنے اَخْلاق، کِرْدار اور گُفْتار سے اس خطّے میں اسلام کا بول بالا فرمایا۔ لاکھوں لوگ آپ کی نگاہِ فیض سے متاثّر ہو کر کفر کی اندھیریوں سے نکل کر اسلام کے نور میں داخل ہوگئے، یہاں تک کہ جادوگر سادھو رام، سادو اَجے پال اور حاکم سبزوار جیسے ظالم و سَرکَش بھی آپ کے حلقۂ ارادت (مریدوں) میں شامل ہوگئے۔ (معین الہند حضرت خواجہ معین الدین اجمیری، ص56 ملخصاً)۔

ہند میں خواجہ غریب نواز رَحْمَۃُ اللہِ تعَالٰی عَلَیْہِ کی آمد ایک زبردست اسلامی،

روحانی اور سماجی اِنقلاب کا پیش خیمہ ثابت ہوئی۔
خواجہ غریب نواز ہی کے طُفیل ہند میں سِلسِلۂ چِشتیہ کا آغاز ہوا۔ (تاریخ مشائخ چشت، ص136)۔

آپ رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ نے اِصلاح و تبلیغ کے ذریعے تلامذہ و خُلَفا کی ایسی جماعت تیار کی جس نے بَرِّعظیم (پاک وہند) کے کونے کونے میں خدمتِ دین کا عظیم فَرِیضہ سَر اَنجام دیا۔ دِہلی میں آپ کے خلیفہ حضرت شیخ قُطبُ الدِّین بَختیار کاکی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْبَاقِی نے اور ناگور میں قاضی حمیدُ الدِّین ناگوری عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی نے خدمت دین کے فرائض سَر اَنجام دیئے۔ (تاریخ مشائخ چشت، ص139 تا142 ملخصاً)۔

خواجہ غریب نواز رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کے اس مِشن کو عُروج تک پہنچانے میں آپ کے خُلَفا کے خُلَفا نے بھی بھرپور حصّہ ملایا، حضرت بابا فرید گنج شکر رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ نے پاکپتن کو، شیخ جمالُ الدِّین ہانسوی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی نے ہانسی کو اور شیخ نظامُ الدِّین اَولِیا رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ نے دِہلی کو مرکز بنا کر اِصلاح و تبلیغ کی خدمت سَر اَنجام دی۔ (تاریخ مشائخ چشت، ص147 تا156 ملخصاً)۔

خواجہ غریب نواز رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ نے تحریر وتصنیف کے ذریعے بھی اِشاعتِ دین اور مخلوقِ خدا کی اِصلاح کا فریضہ سر اَنجام دیا۔ آپ کی تصانیف میں اَنِیسُ الاَرْوَاح، کَشْفُ الاَسْرَار، گنجُ الاَسْرَار اور دیوانِ مُعِین کا تذکرہ ملتا ہے۔ (معین الہند حضرت خواجہ معین الدین اجمیری، ص103 ملخصاً)۔

خواجہ غریب نواز رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ نے تقریباً 45 سال سرزمینِ ہند پر دینِ اِسلام کی خدمت سَر اَنجام دی اور ہند کے ظُلمت کدے میں اسلام کا اُجالا پھیلایا۔

آپ کا وِصال 6 رجب 627ھ کو اَجمیر شریف (راجستھان، ہند) میں ہوا اور یہیں مزار شریف بنا۔ آج برِّعظیم پاک وہند میں ایمان واسلام کی جو بہار نظر آرہی ہے اِس میں حضرت خواجہ غریب نواز رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کی سعی بے مثال کا بھی بہت بڑا حصہ ہے۔

از: محمد ضیاء المصطفٰے ثقافی
صدر المدرسین جامعہ حنفیہ رضویہ مانک پور
شریف کنڈہ ضلع پرتاب گڑھ یوپی

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆
☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

خواجہ غریب نواز اور اشاعت اسلام

از: محمد مکی القادری الازہری

حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللّٰہ علیہ کی آمد سے قبل ہندوستان شرک و کفر کا مسکن تھا، ہندوستان کے زیادہ تر حصوں میں کفر و بت پرستی کا رواج تھا اور ہندوستان کا ہر سرکش۔انا ربکم الاعلی، کا دعوی کرتا تھا۔ وہ لوگ اپنے آپ کو خدائے عزوجل کا شریک ٹھراتے تھے، خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ ۱۴/ رجب ۵۳۰ ھ میں سجستان کے ایک قصبہ سنجر میں پیدا ہوئے۔سمرقند و بخارا جو اس وقت علوم وفنون کے مراکز تھے، حضرت خواجہ غریب نواز نے ان مراکز میں علوم دینیہ کی تکمیل کی بعد ازاں تلاش مرشد میں نیشا پور کے نواح میں قصبہ ہارون کے مشہور بزرگ حضرت خواجہ عثمان ہارونی قدس سرہ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔آپ نے حضرت خواجہ غریب نواز کو بیعت واجازت سے نوازا اور آپ کی روحانی تربیت فرمائی۔آپ اپنے مرشد کے ہمراہ مکہ معظّمہ، مدینہ منورہ، بدخشاں اور بخارا وغیرہ گئے۔ایک عرصہ تک بلاد اسلامیہ کی سیاحت فرماتے رہے۔

حضرت خواجہ معین الدین چشتی ۶۰۲ ہجری میں غزنی کے راستے لاہور تشریف لائے اور پنجاب کے عظیم داعی و مبلغ ،بکثرت غیر مسلموں کو دولت اسلام سے مالا مال کرنے والے چھٹی صدی ہجری کے بزرگ حضرت سید علی بن عثمان ہجویری المعروف داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ کے مزار اقدس پہ حاضر ہوکر فیوض و برکات کا حصول فرمایا، لاہور سے ہوتے ہوئے اجمیر میں قیام پذیر ہوئے اس وقت اجمیر راجپوت سامراج کا سیاسی مستقر اور ہندوؤں کا مذہبی مرکز تھا۔

ایک بات قابل غور ہے کہ بلاد اسلامیہ کی سیاحت کے بعد حضرت خواجہ غریب نواز نے کفرستان کو کیوں اپنی قیام گاہ بنایا؟ دراصل خاصان خدا دعوت حق کو مدنظر رکھتے ہیں اور ان علاقوں میں فروکش ہوتے ہیں جہاں ایمان و یقین کے اجالے نہ پہنچتے ہوں۔حضرت خواجہ غریب نواز نے انتہائی قلیل مدت میں اپنی تعلیمات اخلاق و اخلاص کے ذریعہ بکثرت مشرکین کو داخل اسلام فرمایا ایک غیر مسلم دانشور ڈاکٹر نے حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ کے اخلاق اور داعیانہ کردار کے حوالے سے تحریر کیا ہے کہ وہ (خواجہ ہند) خدائے بزرگ و برتر کی توحید کا علم لیے اپنے عظیم انسانیت نواز سفر پر روانہ ہوئے۔ تاریخ گواہ ہے کہ انہوں نے پرتھوی راج کے ظلم و تشدد کے باوجود اپنی قندیل سخاوت کی روشنی کبھی ماند نہ ہونے دی اور اخلاص و محبت سے ہندوؤں کے دل جیت لیے۔صوفیاے کرام نے ہر دور میں تبلیغ اسلام کو اولیت دی۔ خانقاہیں تبلیغ کا محور و مرکز ہوتی تھیں، جہاں ایک طرف اخلاق سنوارے جاتے تھے تو دوسری طرف شرک سے مملو قلوب میں توحید کے دیئے جلاتے تھے۔

اسی طرح حضرت خواجہ معین الدین چشتی نے جو خانقاہی نظام قائم فرمایا تھا اس کے ذریعے منظم طور پر دعوتی کام انجام پاتے رہے، بالخصوص حضرت خواجہ نظام الدین محبوب الٰہی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے خلفاء و مریدین کو ہندوستان کے مختلف گوشوں میں پھیلا دیا۔ خصوصا وسطی ہند اور جنوبی ہند میں آپ کے خلفاء نے خانقاہیں قائم کیں اور رشد و ہدایت کے ذریعے دوائے دل تقسیم کی۔ طبیب حاذق بن کر داعیانہ سرگرمیاں انجام دیں۔ تبلیغ کی راہیں صوفیاء اور بزرگوں نے مدون کیں، ان لوگوں نے خیر القرن کے دعوتی نظام کو آگے بڑھایا۔ خیر القرن: جو صحابہ و تابعین کا مقدس عہد تھا اس عہد کے سلسلۂ تبلیغ کی اقتدا کی اس لیے بزرگوں اور صوفیاے کرام کے طرز تبلیغ نے اسلام کا مثبت چہرہ پیش کیا جس میں ایسی کشش تھی کہ طبیعتیں خود بخود اسلام کی طرف مائل ہوجاتی تھیں اس سلسلے کو اولیاے کرام مسلسل قائم رکھنے میں کامیاب ہوئے۔ خانقاہی نظام ہندوستان میں جب تک با قاعدہ قائم و مربوط رہا تبلیغ اسلام کے کام بہتر اثرات، دیرپا اور اطمینان بخش رہے۔ مگر جب سے خانقاہیں تعطل کا شکار ہوئیں، مسند نشینان خانقاہ نے اکابرین کے نقوش چھوڑ کر مال و منال سے تعلق جوڑلیا، مادیت نے روحانیت سے مسلمانوں کو منحرف کرنا شروع کیا، دعوتی سلسلے کا تسلسل ٹوٹ کر رہ گیا، فرنگی عہد میں اسلامی تہذیب و تمدن کو نشانہ بنایا گیا اور سلف کی راہوں سے مسلمانوں کو دور کیا گیا۔ تب اشاعت اسلام کا کام روک گیا۔ ان نکات کو مدنظر رکھ کر ہم موجودہ طریقہ تبلیغ پر غور کریں تو اقوام مغرب کی سازشیں کامیاب ہوتی نظر آتی ہیں۔ امت اجابت میں بعض حلقے تبلیغ کر کے انتشار فکر کا ساماں کر رہے ہیں، امت دعوت میں دعوتی کام تقریبا مفقود نظر آتا ہے۔ امت دعوت میں امام احمد رضا خان فاضل بریلوی کے خلیفہ عالمی مبلغ اسلام حضرت علامہ عبدالعلیم صدیقی میرٹھی قدس سرہ نے قابل تقلید کام انجام دیا۔ آپ نے یورپ و افریقہ اور دور افتادہ جزائر میں اسلام کی بے مثال تبلیغ کی۔

خلاصہ کلام یہ کہ صوفیائے کرام نے اپنے منفرد اسلوب دعوت کے ذریعہ اشاعت اسلام کا فریضہ انجام دیا اسی سبب سے حق تعالی نے انہیں عظمت و منزلت سے نوازا۔ ان عظیم بارگاہوں میں خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ کی بارگاہ سب سے نمایاں دکھائی دیتی ہے۔ عالم اسلام کے عظیم رہنما امام احمد رضا محدث بریلوی نے اجابت دعا کے مقامات میں بارگاہ حضرت خواجہ غریب نواز رحمۃ اللہ علیہ کا تذکرہ فرمایا ہے۔

آج موجودہ دور میں خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ کے نقوش حیات کو مشعل راہ بنانے کی ضرورت ہے تاکہ تبلیغی مساعی کے ذریعے دلوں کی تسخیر اور افکار کی تعمیر کی جاسکے۔ خواجہ غریب نواز رحمۃ اللہ علیہ کا اسلوب دعوت، اخلاق و کردار وتزکیہ نفس کا جو انداز تھا وہ لوگوں کے دلوں کو راغب کرتا تھا۔ وہ اتباع رسول اور محبت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے پابند تھے اس لیے ان کے پیغام کی طرف خلق خدا متوجہ ہوکر ہدایت پاتی تھی۔

اللہ پاک ہم سب کو حضرت خواجہ کے نقش قدم پر تبلیغ اسلام کی توفیق دے آمین بجاہ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم

ازقلم۔ محمد مکی القادری الحنفی الازہری
پرنسپل نور الاسلام بلرام پور یوپی

☆☆☆☆☆☆☆

تصانیف اعلیٰ حضرت میں خواجۂ ہند کے دل نشیں تذکرے

از: نازش مدنی مرادآبادی

مبغضین اعلیٰ حضرت کی طرف سے یہ اشکال ایک زمانہ سے متواتر چلا آ رہا ہے کہ امام اہلسنت سیدنا اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان قدس سرہ نے سرکار سلطان الہند خواجہ غریب نواز علیہ الرحمہ کی شان میں نا کوئی قصیدہ و منقبت لکھا ہے نا کسی تحریر میں کوئی تذکرہ موجود ہے جبکہ ایسا بالکل نہیں ہے آپ ذرا سیدی اعلیٰ حضرت کے کتب ورسائل کا مطالعہ کریں گے تو یہ بات کھلے طور پر ظاہر ہو جائے گی کہ آپ علیہ الرحمہ نے نہ صرف خواجہ غریب نواز قدس سرہ کا ذکر خیر کیا ہے بلکہ معاندین چشت کا رد بلیغ کیا ہے

چناں چہ امام اہل سنت اعلی حضرت ، سرکار غریب نواز قدس سرہ کی غریب نوازی اور دست گیری بیان کرتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں حضور سیدنا غوث الاعظم رضی اللہ عنہ ضرور دست گیر ہیں اور حضرت سلطان الہند معین الحق والدین ضرور غریب نواز (فتاوی رضویہ جلد یازدہم ص:43 مطبوعہ رضا اکیڈمی بمبئی)

اسی طرح اجمیر شریف سے اعلی حضرت سے سوال ہوا کہ اگر کوئی مولوی اپنے مدرسہ کے دروازہ پر، اور خلافت کے بورڈ پر اور خلافت کی ٹوپی پر اور خلافت کی رسید پر فقط اجمیر لکھے اجمیر کے ساتھ لفظ "شریف" نہ لکھے اور اصلی نام غلام محی الدین پر غلام نہ لکھنا خلاف عقیدہ اہل سنت ہے یا نہیں؟

آپ علیہ الرحمہ نے جس عقیدت و محبت بھرے انداز میں اس کا جواب دیا وہ یقیناً آپ کی اس دیار محترم کی محبت پر دال ہے چنانچہ آپ فرماتے ہیں:

اجمیر شریف کے نام پاک کے ساتھ لفظ شریف نہ لکھنا اور ان تمام مواقع میں اس کا التزام نہ کرنا اگر اس بنا پر ہے کہ حضور سیدنا خواجہ غریب نواز رضی اللہ عنہ کی جلوہ افروزی، حیات ظاہری و مزار پر انوار کو (جس کے سبب مسلمان اجمیر شریف کہتے ہیں) وجہ شرافت نہیں جانتا تو گمراہ بلکہ عدو اللہ ہے بخاری شریف میں ہے

من عادی لی ولیّا فقد آذنتہ بالحرب (صحیح بخاری، حدیث نمبر 6502)

اور اگر یہ ناپاک التزام بر بنائے کسل و کوتاہ قلمی ہے تو سخت بے برکتی و فضل عظیم و خیر جسیم سے محرومی ہے آگے مزید فرماتے ہیں: اپنے نام سے غلام کا خدف اگر اس بنا پر ہے کہ: حضور خواجہ خواجگان رضی اللہ عنہ کا غلام بننے سے انکار و استکبار رکھتا ہے تو بدستور گمراہ اور بحکم حدیث مذکور عدو اللہ ہے اور اس کا ٹھکانہ جہنم ہے

قال تعالیٰ: الیس فی جھنم مثوی المتکبرین اور اگر بر بنائے وہابیت ہے کہ غلام اولیاء کرام بننے والوں کو مشرک اور غلام معین

الدین کوشرک جانتا ہے تو وہ اب یہ خود زندیق بے دین کفار ومرتدین ہیں وللکافرین عذاب مھین واللہ تعالیٰ اعلم (فتاویٰ رضویہ ج : 6 ص:188، 187 رضا اکیڈمی ممبئی)

اسی طرح ایک اور مقام پر حضرت سیدنا معین الملت والدین خواجہ غریب نواز اجمیری رضی اللہ عنہ کے فیوض وبرکات اور منکرینِ فیضان خواجہ غریب نواز کا ذکر کرتے ہوئے ایک مجلس میں امام احمد رضا خان قدس سرہ ارشاد فرماتے ہیں حضرت خواجہ کے مزار پر بہت کچھ فیوض وبرکات حاصل ہوتے ہیں مولانا برکات احمد صاحب (بریلوی) مرحوم جو میرے پیر بھائی اور میرے والد ماجد رحمۃ اللہ علیہ کے شاگرد تھے انھوں نے مجھ سے بیان کیا کہ: میں نے اپنی آنکھوں سے دیکھا کہ ایک ہندو جس کے سر سے پیر تک پھوڑے تھے ۔اللہ ہی جانتا ہے کہ کس قدر تھے ۔ٹھیک دوپہر کو آتا اور درگاہ شریف کے سامنے گرم کنکروں اور پتھروں پر لوٹتا اور کہتا کہ خواجہ اگن لگی ہے۔ تیسرے روز میں نے دیکھا کہ بالکل اچھا ہو گیا۔ بھاگل پور سے ایک صاحب ہر سال، اجمیر شریف حاضر ہوا کرتے تھے ۔ایک وہابی رئیس سے ملاقات تھی ۔اس نے کہا: میاں ہر سال کہاں جایا کرتے ہو؟ بے کار اتنا روپیہ، صرف کرتے ہو۔انہوں نے کہا: چلو اور انصاف کی آنکھ سے دیکھو۔ پھر تم کو اختیار ہے خیر! ایک سال وہ ساتھ آیا دیکھا کہ : ایک فقیر سونٹا لیے روضہ شریف کا طواف کر رہا ہے اور یہ صدا لگا رہا ہے: خواجہ پانچ روپے لوں گا اور ایک گھنٹہ کے اندر لوں گا اور ایک ہی شخص سے لوں گا جب اس وہابی کو خیال ہوا کہ اب گزر گیا ایک گھنٹہ ہو گیا ہوگا ۔ اور اب تک اسے کسی نے کچھ نہ دیا ہوگا جیب سے پانچ روپے نکال کر اس کے ہاتھ ہر رکھے اور کہا: لومیاں! تم خواجہ سے مانگ رہے تھے بھلا خواجہ کیا دیں گے لو ہم دیتے ہیں فقیر نے وہ روپئے تو جیب میں رکھے اور ایک چکر لگا کر زور سے کہا : خواجہ تورے بلہاری جاؤں ۔ دلوائے بھی تو کس خبیث منکر سے (الملفوظ حصہ سوم، مطبوعہ رضا اکیڈمی ممبئی)

احسن الوعاء لآداب الدعا کی شرح ذل المدعا لاحسن الوعا میں امام احمد رضا فاضل بریلوی قدس سرہ فرماتے ہیں: وہ چوالیس مقامات جہاں دعا زیادہ قبول ہوتی ہے ان میں سے ایک مزار حضرت خواجہ غریب نواز اجمیری بھی ہے چناچہ آپ لکھتے ہیں: سی ونہم 39 مرقد مبارک حضرت خواجہ غریب نواز معین الحق والدین چشتی قدس سرہ (احسن الوعا مع شرحہ ذیل المدعا مطبوعہ : مکتبہ المدینہ)

یہ وہ چند اقتباسات تھے جن سے واشگاف ہو گیا کہ امام اہلسنت سیدنا اعلیٰ حضرت کو سرکار معین الملت والدین خواجہ غریب نواز علیہ الرحمہ اور دیار مقدس اجمیر معلیٰ سے کس قدر محبت و لگاؤ تھا اللہ جل مجدہ ہم تمام کو دونوں سرکاروں کا صدقہ عطا فرمائے آمین بجاہ طٰہٰ ویٰسین ۔صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

از قلم محمد نازش مدنی عطاری
مراد آباد یوپی

☆☆☆☆☆☆☆☆☆

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

سرزمین ہند کی عظیم المرتبت شخصیت

از: مولانا محمد اسماعیل شرفی

ہندوستان کی وہ عظیم شخصیت جسے پورا عالم اسلام حضرت خواجہ غریب نواز رضی اللہ تعالی عنہ کے نام سے جانتا اور پہچانتا ہے اور جن کی دینی خدمات کا اعتراف سبھوں کو ہے، جنھیں آقا علیہ السلام نے اپنے دین کا معین "مددگار" کہا اور جنہیں ہند کی سلطانی عطا کی ان کی عظمت وشان پر خامہ فرسائی کرنا سورج کو چراغ دکھانے کی مثل ہے تاہم فیوض و برکات کے حصول کی خاطر چند کلمات حاضر ہیں۔

آپ کا اسم گرامی حسن اور آپ کے والد محترم کا نام حضرت سید غیاث الدین ہے حضرت خواجہ غریب نواز نجیب الطرفین سید تھے ,آپ کا نسب والد کی طرف سے حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ تعالی عنہ اور والدہ کی طرف سے حضرت سیدنا امام حسن رضی اللہ تعالی عنہ سے ملتا ہے

آپ کی ولادت باسعادت 14 رجب المرجب سنہ 537 ہجری کو ایران کے سیستان کے علاقے کے سنجر گاؤں میں ہوئی, آپ نے ابتدائی تعلیم گھر پر ہی والد بزرگوار کے زیر سایہ رہ کر حاصل کی۔اس کے بعد سنجر کے ہی ایک مکتب میں داخلہ لیا جہاں آپ نے تفسیر حدیث اور فقہ کی تعلیم حاصل کی پھر مزید تعلیم کے حصول کے لیے سمرقند اور بخارا تشریف لے گئے جہاں آپ نے حضرت علامہ حسام الدین بخاری اور حضرت علامہ شرف الدین بخاری رحمھما اللہ تعالی کی بارگاہ سے اکتساب فیض کیا تکمیل علم کے بعد حضرت خواجہ غریب نواز نے پیرومرشد کی تلاش میں ملک عراق کا رخ کیا, جہاں آپ کی ملاقات ایک ولی کامل حضرت خواجہ عثمان ہارونی سے ہوئی, آپ نے ان کے دست حق پرست پر بیعت کر لی اور بیس سالوں تک ان کی خدمت بابرکت میں رہ کر طریقت کے انوار سے واقفیت حاصل کی۔

پیرومرشد نے آپ کو اہل پا کر خلافت و اجازت بھی عطا فرمادی, پھر حضرت خواجہ عثمان ہارونی آپ کو لے کر بارگاہ رسالت میں حاضر ہوے اور سلام کرنے کا حکم دیا, مدینے والے مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو حضرت خواجہ غریب نواز سلام عرض کرتے ہیں تو بارگاہ رسالت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے جواب ملتا ہے وعلیک السّلام یا معین الدین ۔

پھر بارگاہ رسالت سے آپ کو یہ خوش خبری ملتی ہے من ترا ہندوستان بخشیدم اے معین الدین تو میرے دین کا مددگار ہے میں نے تمھیں ہندوستان کی ولایت عطا کی! وہاں کفر کی تاریکی پھیلی ہوئی ہے تیرے وجود سے ظلمت کفر دور ہوگی اور مذہب اسلام رونق پذیر ہوگا! بارگاہ رسالت کی اس بشارت سے حضرت خواجہ غریب نواز پر وجد طاری ہوگیا چوں کہ آپ کو معلوم نہ تھا کہ

ہندوستان کہاں ہے اس لیے سوچتے سوچتے نیند آ گئی , خواب میں آقائے کریم ﷺ کی زیارت نصیب ہوئی حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آپ کو ہندوستان کا راستہ بتایا۔

اس کے بعد حضرت خواجہ معین الدین چشتی سنہ 561 ہجری میں ہندوستان تشریف لائے آپ پہلے ملتان شریف پہنچے پھر لاہور , لاہور میں حضرت داتا گنج بخش علی ہجویری سے مستفیض ہوئے پھر لاہور سے تبلیغ فرماتے ہوئے دہلی تشریف لائے جہاں کفر نے اپنے پنجے گاڑ رکھے تھے , یہاں کچھ عرصہ قیام فرما کر حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی علیہ الرحمہ کو ہدایت وتلقین فرما کر خود اجمیر تشریف لے گئے۔

آپ کی آمد سے قبل کا عالم یہ تھا کہ لوگ معبود حقیقی کی عبادت و بندگی کرنے کے بجائے پتھروں اور بے جان مورتیوں کی پرستش کرتے تھے, ظلم وستم کا بازار گرم تھا, وحشیت و بربریت پھیلتی جارہی تھی ایسے وقت میں آپ کی آمد سے یہ ہندوستان جو کفرستان بنا ہوا تھا تکبیر ورسالت کی دلکش صداوں سے گونج اٹھا۔

سلطان الهند عطائے رسول مقبول حضرت خواجہ غریب نواز کو پوری دنیائے سنیت عقیدت و احترام کی نگاہوں سے دیکھتی ہے ہندوستان میں اسلام کا چراغ اگر چہ آپ کی آمد سے قبل جل چکا تھا لیکن اس کی لو بہت دھیمی تھی, آپ کی تبلیغ نے ایسا انقلاب برپا کر دیا کہ لاکھوں لوگوں کے فانوس قلب میں، شمع اسلام روشن ہوگئی اور دامن اسلام سے وابستہ ہوتے چلے گئے۔

سلطان الهند عطائے رسول مقبول حضرت خواجہ غریب نواز چشتی اجمیری سنجری کی وفات 6 رجب المرجب سنہ 633 ھجری میں ہوئی , وفات کے وقت آپ کی پیشانی پر یہ نقش ظاہر ہوا حبیب اللہ مات فی حب اللہ جس رات خواجہ معین الدین چشتی اجمیری کا وصال ہوا چند بزرگوں نے خواب میں حضور ﷺ کی زیارت کی , آپ فرما رہے تھے * خدا کا دوست معین الدین چشتی آرہا ہے ہم اس کے استقبال کے لیے آئے ہیں

آپ کا مزار پر انوار اجمیر شریف کی سرزمین پر زیارت گاہ خاص وعام ہے ,آپ کی بارگاہ سے بجھتے چراغوں کو روشنی اور بے نور نگاہوں کو نور ملتا ہے۔

اللہ پاک ہم سب کو ان کے فیضان سے مستفیض فرما آمین۔

بارگاہ خواجہ کا ادنیٰ خادم

ازقلم: محمد اسماعیل رضا شرفی
بن مفتی احسن رضا قادری باتھوی سیتامڑھی بہار
9525614135

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆
☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

دین کی تبلیغ میں سلطان الہند کا داعیانہ پہلو

از: مولانا سبطین رضا مصباحی

اسلام کی تبلیغ واشاعت اوراس کے فروغ و استحکام میں برصغیر ہندو پاک میں بڑے بڑے مفکر، محدث، مجدد تشریف لائیں جنھوں نے اپنی خدا داد صلاحیتوں کو بروئے کار لاکر دین وملت کی خدمت کا فریضہ انجام دیا- انھیں عبقری وعظیم اہل سلوک و معرفت شخصیات میں حضرت خواجہ غریب نواز معین الدین حسن چشتی سجزی علیہ الرحمہ بھی ہے، جن کی روحانی اور علمی فیضان سے پورا عالم فیضیاب ہورہا ہے جن کی ہر ہر ادا جہاں عشقِ رسول اور اصلاحِ فکر وعمل سے روشن ہے۔ وہیں ملت کی تجدید واحیا کے باب میں آپ کی دعوت کا طریقہ واسلوب نمایاں ہے جس کی وجہ سے آپ کی زندگی دینی خدمات، احیائے دینِ متین اور اشاعتِ اسلام میں مشکبار ہے جن میں آپ زندگی کا اہم ایک پہلو بحیثیت داعی کے ہے

حضرت خواجہ غریب نواز رحمۃ اللہ علیہ کی شخصیت 537ھ بمطابق 1142ء ایران کے صوبۂ سیستان کے علاقے سجز میں جلوہ گری ہوئی طفولیت سے تقریبا شباب تک اپنے والدِ محترم کی آغوشِ محبت میں تربیت پاتے رہے، تعلیم وتربیت کا سلسلہ اس طرح شروع ہوا کہ ابتدائی تعلیم والدِ گرامی کے زیرِ سایہ ہوئی، وطن سے نکل کر اعلیٰ تعلیم کے حصول کے لیے سمرقند و بخارا کا رخ کیا وہاں آپ نے مختلف علوم کا درس لیا علوم شریعت کی تکمیل کے بعد سلوک و معرفت کے مراحل کا آغاز فرما کر بزرگانِ دین سے اکتسابِ فیض کیا- آپ کے پیرو مرشد حضرت خواجہ عثمان ہارونی رحمۃ اللہ علیہ ہیں جن کے دست مبارک پر شرفِ بیعت سے فیض یاب ہوئے اس کے بعد آپ کے پیر ومرشد نے آپ کو خرقۂ خلافت بھی عنایت فرمایا۔

اور تقریبا بیس سال تک اپنے پیر ومرشد کے ہمراہ رہے، زیارتِ حرمین کے دوران بارگاہِ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ کو ہند کی ولایت عطا ہوئی، سرزمینِ ہند تشریف لانے کے بعد اجمیر شریف کو دعوت دین کا مرکز بنایا اور دینِ اسلام کی تبلیغ وترسیل کا آغاز فرمایا آپ کی انقلاب آفریں شخصیت تبلیغِ دین میں بڑی اہمیت کی حامل رہی ہے جس میں دعوت کا مرکزی نقطہ جہاں آپ کا اخلاق و کردار تھا وہیں آپ کا زبرست طریقۂ تبلیغ بھی تھا اور دعوت کے فروغ واستحکام کے لیے ایک دعوتی مرکز کا ہونا تھا جس کے ذریعے آپ اور آپ کے خلفا نے اسلام کی تبلیغ کی اور شریعت کا نفاذ مؤثر انداز میں انجام دیا جو اپنے آپ میں بے مثال ہے افراد کی باہمی تعمیر اور عمدہ ذہن سازی جس پر اثر انداز سے کیا ہے وہ لاجواب ہے اور اسلام کی تبلیغ ایک دعوتی مرکز کے ذریعے جس منظم انداز میں فرمایا ہے اس پہلو کو فراموش نہیں کیا جا سکتا اسلام کی نشر و

اشاعت میں مؤثر ترین اسباب و ذرائع میں عصری دانش گاہ، تصنیف و تالیف، تقریر و خطابت، مساجد و میڈیا اور دعوتی اصلاحی تنظیم ہیں دعوت و تبلیغ کے یہ سب بنیادی ذرائع ہیں لیکن موجودہ دور میں دعوتی مرکز یا تنظیم کی اہمیت و افادیت سے انکار ممکن نہیں تاریخ گواہ ہے کہ کوئی بھی جماعت یا پارٹی اسی وقت ترقی پذیر ہوتی ہے جس وقت اس کے افراد منظم طریقے سے دین و مذہب کی نشر و اشاعت کے لیے متحرک ہوتے ہیں اور دین کی فروغ و استحکام میں سرگرم عمل رہتے ہیں اسی مرکز کے ذریعے وابستگان کی تربیت و تنظیم ہوتی ہے اور منظم منصوبہ بند طریقے سے دین کی تبلیغ کرتے ہیں اور اسی مرکز کے ذریعے مذہب و ملت کے فروغ و استحکام کی نئی راہیں تلاش کی جاتی ہیں۔

چناں چہ دعوت کے اسی طریقہ کو حضرت خواجہ غریب رحمۃ اللہ علیہ نے اپنایا اور اجمیر شریف کو دعوت و تبلیغ کا مرکز بنایا جس کا اثر یہ ہوا کہ لاکھوں لوگ مشرف بہ اسلام ہوئے، آپ نے جس مؤثر انداز میں بھارت کے طول و عرض میں اسلام کی بساط بچھائی اور اپنے خلفا کی ایسی جماعت تیار کی جنھوں نے بھارت کے کونے کونے میں جاکر اسلام کی تبلیغ کی، تبلیغ کا یہ طریقہ موجودہ دور میں داعیانِ اسلام کے لیے درسِ عمل ہے۔ چناں چہ آپ کے خلفا نے اکناف ہند میں مخلوقِ خدا کی ہدایت و رہنمائی کے لیے اولا ایک تربیتی مرکز کی تعمیر کی پھر اسلام کی تعلیمات سے مخلوق خدا کی اصلاح کر کے ایک درجہ میں لاکر صف بندی کی عمارت کھڑی کی آپ کے اور آپ کے خلفا کی مثال حسنِ اخلاق اور جہد مسلسل اور اس عمل پیہم میں یگانہ ہے اثر یہ ہوا کہ لوگ جوق در جوق اسلام میں آنے لگے اور اس طرح ایک اسلامی معاشرے کی تشکیل ہوئی، لاکھوں لوگ اسلام کے دامنِ کرم میں آتے گئے

اس کو اس طرح بھی سمجھ سکتے ہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مکی دور میں اسلام کی تبلیغ ایک دعوتی مرکز کے ذریعے ہی کی تھی دار ارقم اسلام قبول کرنے والوں کے لیے جہاں پناہ گاہ تھی وہی تبلیغ و تربیت کا ایک مرکز بھی تھا۔ چناں چہ حضرت خواجہ غریب نواز رحمۃ اللہ علیہ نے اجمیر کو تبلیغ کا مرکز بنایا اور وہاں کے لوگوں کے نظم و نسق کے لیے اجمیر کو تربیتی مرکز بنایا اور دین اسلام کی خدمت کا فریضہ انجام دیا، اسی طرح آپ کے خلفا میں سے حضرت شیخ قطب الدین بختیار کاکی نے دہلی میں، حضرت قاضی حمید الدین ناگوری نے ناگور شریف میں، حضرت بابا فرید گنجِ شکر نے پاکپتن میں، شیخ جمال الدین نے ہانسی میں، حضرت خواجہ فخر الدین نے سروار شریف میں اور حضرت شیخ نظام الدین اولیا رحمھم اللہ علیہم اجمعین نے دہلی میں دعوتِ دین کا مرکز بنایا (حیاتِ خواجہ غریب نواز، ص: 36، 37، از مولانا شاکر علی رضوی نوری امیر سنی دعوتِ اسلامی)

اور لوگوں کو منصوبہ بندی کے ساتھ دین اسلام کے قریب لاتے رہے اور ان مراکز کے ذریعے تبلیغ کا یہ اثر ہوا کہ لوگ کثیر تعداد میں اسلام کے دامن میں آتے گئے۔

خلاصہ یہ ہے کہ خواجہ غریب نواز رحمۃ اللہ علیہ نے دین کے تبلیغی مشن کو جس دعوتی مرکز کے ذریعے فروغ دیا اسی کو عہد حاضر میں بھی عمل میں لانے کی ضرورت ہے داعیان اسلام دعوتِ دین کے لیے کسی مرکز کے ہونے پر مرتکز رہے اسی طریقے سے اسلام کی تبلیغ ہو تو اس کی نشر و اشاعت مزید مفید طریقے سے ہوگی۔

☆☆☆☆☆☆☆